خواتین سے متعلق دینی مسائل پر مشتمل احکام، مسائل اور معاملات پر مستند تالیف

احکام النساء



تالیف

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

دار الابدال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین سے متعلق دینی مسائل پر مشتمل احکام، مسائل اور معاملات پر مستند تالیف

احکام النساء

مؤلف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دارالابدال

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الیک واصحابک یا حبیب اللہ

نام	احکام النساء
مصنف	ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
موضوع	اصلاحِ اعمال
پیشکش	دارالابدال، اوکاڑا، پاکستان
رابطہ نمبر	+923177101307

DARUL ABDAAL

OKARA, PAKISTAN

فہرست مضامین

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اسلام کی اُن بیٹیوں کے نام کرتا ہوں، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زندگی گزاری اور اپنی اولادوں کو اسلام کی خدمت کے لیے وقف کیا۔

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

مقام عورت

اسلام سے قبل جہاں ان گنت برائیاں اپنے عروج پر تھیں وہیں ایک مہلک مرض چاروں طرف یہ پھیلا ہوا تھا کہ عورت کو کوئی اہمیت نہ دی جاتی، مردوں نے اسے صرف اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے رکھا تھا، تو کہیں صرف خدمت گذاری کے لیے، گھر کے کام کے ساتھ باہر سے کما کر بھی یہی لاتیں، ان کو مارنا پیٹنا عام تھا، شوہر مر جاتا تو عورت کو بھی ساتھ زندہ جلنا پڑتا، ان کے نہ کوئی حقوق تھے اور معاشرے میں نہ کوئی عزت تھی، ہر طرف انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا، بعض افراد بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے، کیونکہ وہ عورت کو منحوس اور گھٹیا شے سمجھتے تھے، عورت کو تمام برائیوں کی جڑ اور انسان کی تمام بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا، کچھ لوگ تو عورت کے انسان ہونے پر بھی حیران تھے۔ الغرض بے چاری عورت ہر طرف ظلم و ستم کا شکار تھی۔

مگر اسلام نے آتے ہی ان پر ہونے والے مظالم کو ختم کیا، انہیں عزت دی اور یہ اعلان کر دیا کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ انہیں وراثت میں بھی حصہ ملے گا اور جب تک یہ بقید حیات ہیں ان کے حقوق ادا کیے جائیں گے۔

اسلام سے پہلے عورت کوئی قابل ذکر شے نہ تھی۔ اسلام نے ان کو وہ مقام دیا کہ لوگوں کی عقلیں حیران ہو گئیں، عورت زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہو، اس کے حقوق بیان کیے گے ہیں۔ اسے ایک منفرد مقام سے نوازہ ہے۔ بچپن میں اس کے

ساتھ پیار و محبت اور شفقت کا درس دیا اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت پر جنت کی بشارت دی ہے، عورت بیوی ہو تو اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور کہا گیا کہ اچھا مرد وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو، اِن پر خرچ کرنا مرد کے لیے صدقہ کے قائم مقام کر دیا، حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ظاہری وصال کے وقت عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔[1]

عورت ماں ہو تو اس ماں کو اسلام نے وہ مقام دیا ہے جو کوئی دوسرا مذہب نہ دے سکا، ماں کو نگاہِ محبت سے دیکھیں تو حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔ جنت اس کے قدموں تلے رکھ دی ہے۔ قرآن میں اس کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی فرمانبرداری کا حکم کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ ماں کی خدمت کا اجر حج، عمرہ اور جہاد کے برابر قرار دیا، معاذاللہ اگر کسی کی ماں مشرکہ ہو، پھر بھی اسلام نے اس کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا درس دیا ہے۔ الغرض اسلام میں عورت کو زندگی کی ہر اسٹیج پر ایک منفرد اور اعلیٰ مقام ملا ہے۔

کیونکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے زندگی کے ہر قدم پر احکام اور اصول و ضوابط بیان کیے ہیں اور زندگی کے تمام معاملات اُن کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے ان کے احکام بیان کی ہیں تاکہ ایک مسلمان اپنی زندگی خوشگوار طریقے سے گزار کر دنیا و آخرت میں کامیاب ہوسکے۔ بہت سے معاملات میں مرد و عورت

---

(1)...النساء:19

کے لیے اسلام میں احکام یکساں ہیں، کہیں جُدا جُدا ہیں اور بعض نفس فرضیت میں ایک جیسے جبکہ ادائیگی میں کچھ ایک دوسرے سے مختلف ہیں جیسے نماز اور حج وغیرہ۔

اہل علم نے ایسی بہت سے کتب تصنیف کی ہیں جن میں خاص طور پر عورتوں کے احکام و مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کتب میں سے بعض کے اندر تمام شعبہ ہائے زندگی پر گفتگو کی گئی ہے۔ جیسے علامہ عبدالمصطفی اعظمی کی ''جنتی زیور'' اور کچھ کتب کا صرف ایک موضوع ہے۔ جیسے امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری کی کتاب ''پردے کے بارے میں سوال وجواب'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے جو نہ تو ایک موضوع پر ہے اور نہ ہی تمام شعبہ حیات کو شامل ہے۔ بلکہ عقائد، علم دین، طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، پردہ، حقوق العباد اور ایصال ثواب جیسے دس عنوانات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کو میں نے 1434ھ میں مرتب کیا تھا اور یہی میری تعلیم کا پہلا سال تھا۔ عمومی طور پر درس نظامی میں پہلے سال کے طلبہ کے اندر کوئی کتاب تالیف کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، مگر ایک جذبہ اور توفیق الٰہی شامل حال تھی اور میں یہ کتاب تالیف کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس تالیف کے لیے میں نے کتاب میں موجود مآخذ و مراجع کے ساتھ جن کتابوں سے خصوصیت کے ساتھ استفادہ کیا اور بعض مقامات پر اُن کی تخریجات پر بھی اعتماد کیا ہے، اُن میں شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی کی ''جنتی زیور'' امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری کی ''اسلامی بہنوں کی نماز'' اور مولانا محمد اقبال قادری کی ''سنی تحفہ خواتین'' ہیں۔ قرآنی آیات کا ترجمہ ''کنزالایمان'' سے لیا ہے۔

عقائد اور فقہی مسائل کے انتخاب میں "بہار شریعت اور فتاوی رضویہ شریف" پر کلی اعتماد کیا ہے۔ اور تمام مباحث انہی کتب کی روشنی میں ہی سپرد قلم کیے ہیں۔ اکثر مقامات پر دیگر کتابیں پیش نظر ہونے کے باجود "بہار شریعت" سے عبارات اخذ کی ہیں۔ حضرت صدرالشریعہ کے انداز بیان قدیم اور مختصر و جامع ہونے کی بنا پر بعض مقامات پر عصر حاضر کے عام افراد کے لیے اُن کی تفہیم ذرا مشکل تھی، اس لیے ایسے کچھ مقامات کی عبارات کو سہل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کسی فرد کے لیے مسئلہ سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ کم و بیش کتاب کی تالیف کے دس سال بعد اس کی اشاعت کے اسباب پیدا ہوئے تو ہم نے اس میں نہ تو اس کے مواد میں کمی و بیشی کی ہے اور نہ ہی اسے نئے سرے سے تالیف کیا ہے۔ بلکہ جو مواد اس وقت جس انداز میں ترتیب دیا تھا، آج بھی وہی ہے۔

یہ کتاب ہماری ابتدائی کاوشوں میں سے ایک ہے۔ اس لیے تحریر میں وہ سلاست اور روانی موجود نہیں، جو قارئین نے دیگر کتب میں دیکھی ہے۔ امید ہے کہ پھر بھی ایک طالب علم کی یہ مختصر اور اولین کاوش پسند کی جائے گی۔

مسلم خواتین اِس کتاب کا اول تا آخر بغور مطالعہ کر کے اپنی زندگی کو شریعت مطہرہ کے مطابق گزاریں، دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلائیں اور جس سے ہو سکے خرید کر اپنی دیگر بہنوں کو تحفہ پیش کرے۔

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

باب اول

عقائد کا بیان

عقائد متعلقہ ذات وصفات الٰہی

عقیدہ:

اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں (اللہ) واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے عدم محال (یعنی اس کا وجود نہ ہونا ناممکن ہے) قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔[1]

عقیدہ:

وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے۔[2]

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر عین یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں۔[3]

عقیدہ:

جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہے۔[4]

---

(1)... انظر:بہار شریعت للصدرالشریعہ،مسامرہ للابی شریف و شرح العقائد للنسفیہ و البقرہ: 255

(2)... الاخلاص:2

(3)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و شرح العقائد للنسفی

(4)... اعظمی، بہار شریعت،ج:1، ص:4

عقیدہ:

اس کی ذات نہ مخلوق ہیں نہ زیر قدرت داخل۔[1]

عقیدہ:

ذات وصفات کے علاوہ سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں بعد میں وجود میں آئیں۔[2]

عقیدہ:

صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔[3]

عقیدہ:

نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لیے بیوی، جو اسے باپ یا بیٹا بنائے یا اس کے لیے بیوی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔[4]

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اسی کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔[5]

---

(1)... انظر: النبراس للبرہاروی وبہار شریعت للصدرالشریعہ

(2)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و شرح العقائد للنسفی

(3)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و المعتقد المنتقد للبدایونی

(4)... الاخلاص

(5)... البقرہ: 255 و المومن: 80

عقیدہ:

وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔[1]

عقیدہ:

وہ ہر کمال وہ خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے یعنی عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال مثلا جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرنا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہو گا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔[2]

اور یہ کہنا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے یا جھوٹ بولنے پر قادر ہے یہ کفر ہے۔[3]

عقیدہ:

حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کی صفات ذاتیہ ہیں مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے، ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے۔[4]

---

(1)... البقرہ: 20

(2)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و المسامرۃ للابی شریف

(3)... انظر: تمہید الایمان للبریلوی

(4)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و شرح العقائد للنسفی

عقیدہ:

اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم زبان سے تلاوت کرتے ہیں، مصاحف میں لکھتے ہیں اسی کا کلام بغیر آواز کے ہے۔[1]

عقیدہ:

اس کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہے اور ابد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہاء نہیں۔[2]

عقیدہ:

وہ ہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔[3]

عقیدہ:

حقیقتاً روزی پہنچانے والا وہ ہی ہے ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔[4]

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے

---

(1)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:8

(2)... ایضاً، ص:10

(3)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و الانعام: 103

(4)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و الملک: 103

پاک ہے۔[1]

عقیدہ:

دنیا کی زندگی میں اللہ کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع، رہا قلبی دیدار یا خواب میں یہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ اولیاء کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔[2]

❀ ❀ ❀

(1)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:19

(2)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:20 و بدایونی، المعتقد المنتقد، ص: 58

نبوت کا بیان

مسلمان کے لیے جس طرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کر دے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔[1]

عقیدہ:

نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔[2]

عقیدہ:

انبیاء علیہ السلام سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا اور نہ عورت۔[3]

عقیدہ:

اللہ پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیھم السلام بھیجے۔[4]

---

(1)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و المعتقد المنتقد للبدایونی

(2)... انظر: شرح عقائد للنسفی، شرح المقاصد، ج:3، ص:268

(3)... الانبیاء: 7

(4)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:28

عقیدہ:

بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں تورات حضرت موسی علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسی علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے افضل رسول حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اتری، کلام الہی میں سے بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ اللہ ایک اس کا کلام ایک اس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔[1]

عقیدہ:

چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے لہذا قرآن عظیم کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ رکھی ہے فرماتا ہے

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾

بے شک ہم نے اتارا اور بے شک ہم اس کے ضرور نگہبان ہیں۔[2]

لہذا اس میں کسی حرف یا نقط کی کمی و بیشی محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا قطعا کافر ہے کہ اس نے اس آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔[3]

---

(1)... نسفی، شرح العقائد، ص:163

(2)... الحجر:9

(3)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:31و ابن نجیم، البحرالرائق، ج:5، ص: 205

اگلی کتابیں انبیاء کو ہی زبانی یاد ہوتیں قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمان کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔

عقیدہ:

قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے یوہیں قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیات کو منسوخ کر دیا۔[1]

عقیدہ:

وحی نبوت کے لیے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کافر ہے نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔[2]

عقیدہ:

نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے۔

عقیدہ:

جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔[3]

عقیدہ:

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور

---

(1)... البقرہ: 106

(2)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:35

(3)... بدایونی، المعتقد المنتقد، ص: 109

فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں، اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو لیا، جس کے سبب اُن سے صدور گناہ شرعا محال ہے بخلاف ائمہ و اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اُن سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعا محال بھی نہیں۔[1]

عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفات ذمیہ (بری صفتوں) سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقا معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمد صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔[2]

عقیدہ:

احکام تبلیغیہ میں انبیاء سے سہو و نسیان محال ہے۔[3]

عقیدہ:

اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علم غیب کہ ان کو (یعنی انبیاء علیہم السلام کو) ہے اللہ

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:14، ص:187

(2)... انظر: بہار شریعت للصدرالشریعہ و المائدہ: 67

(3)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:21

کے دیئے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی ہوا، اور علم عطائی اللہ کے لیے محال ہے کہ اس کی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا بلکہ ذاتی ہے جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق ہیں

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔[1]

کہ آیت نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں دے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علوم غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہیں کہ نفی علم ذاتی کی ہے کہ یہ خاصہ الوہیت ہے اثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کی شایان شان ہے اور منافی الوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق و مخلوق کی مساوات لازم آئے گی باطل محض ہے کہ مساوات توجب لازم آئے کہ اللہ کے لیے بھی اتناہی ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر ذرات عالم متناہی ہیں اور اس کا علم غیر متناہی ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحتہ ایمان واسلام کے خلاف ہے کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن وواجب وجود میں معاذاللہ مساوی ہو جائیں کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کفر کھلا شرک ہے انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ ان کا

---

(1)...البقرہ:85

منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے اولیاء کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے مگر بواسطہ انبیاء کے۔[1]

عقیدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُل ملائکہ سے افضل ہیں ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔[2]

عقیدہ:

نبی کی تعظیم فرض عین، بلکہ اصل تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنی توہین یا تکذیب کفر ہے۔[3]

عقیدہ:

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا۔ تمام انسان انہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں یعنی اولاد آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔[4]

عقیدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد معین کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس متعلق خبریں

---

(1)... اعظمی، بہار شریعت، ج:1، ص:61 و الجن: 26 تا 27

(2)... اعظمی بہارشریعت،ج:1،ص:67وبریلوی، فتاوی رضویہ،ج:14، ص:262

(3)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:15، ص:249

(4)... البقرہ: 30 تا 32

مختلف ہیں اور معین تعداد پر ایمان رکھنا اس لیے جائز نہیں کہ اس طرح غیر نبی کو نبی ماننے یا کسی نبی کو نبوت سے خارج جاننے کا احتمال لازم آتا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہذا یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔[1]

نوٹ: اسی لیے علما نے فرمایا: جب تمام انبیاء کو یاد کرنے کا موقع ہو تو یوں کہنا چاہیے: کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) انبیاء کرام علیہم السلام۔

اس جملے میں کمی و بیشی کا احتمال ہے اور سب پر ہمارا ایمان ہے۔[2]

عقیدہ:

نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام پھر حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ اِن حضرات کو مرسلین اُولو لعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین انس و ملک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور ﷺ تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں۔ بلا تشبیہ حضور ﷺ کے صدقہ میں حضور ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔[3]

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:15، ص:248

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:52

(3)... ایضاً

عقیدہ:

تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذاللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔[1]

عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے۔ کھاتے، پیتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے ایک لمحہ کے لیے اُن پر موت طاری ہوئی اور پھر بدستور زندہ ہوگئے۔

اور اِن کی حیات شہداء کی حیات سے بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ اسی وجہ سے شہید کی چھوڑی ہوئی جائیدا تقسیم ہوتی ہے اور اُس کی بیوی عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح بھی کرسکتی ہے۔ برخلاف انبیاء کرام علیہم السلام کے وہاں یہ جائز نہیں۔[2]

❀ ❀ ❀

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:15، ص:249

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:58 و ابن ابی شریف، المسامرہ، ص:236

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقیدہ:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی، جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام مخلوق انسان و جن بلکہ ملائکہ حیوانات، جمادات سب کی طرف معبوث ہوئے ہیں۔ جس طرح انسانوں کے ذمہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت فرض ہے۔ اسی طرح ہر مخلوق پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔(1)

عقیدہ:

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملائکہ، انسانوں، جنوں، حور و غلمان، حیوانات و جمادات بلکہ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان ہیں۔(2)

عقیدہ:

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں۔ یعنی اللہ نے سلسلہ نبوت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ختم کر دیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں یا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔(3)

عقیدہ:

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:61

(2)... الانبیاء: 107 و التوبہ: 128

(3)... انظر: فتاوی رضویہ للبریلوی، ج:15 و الاحزاب: 40

ہوئے، حضور ﷺ میں سب جمع کر دیئے گئے اور اِن کے علاوہ حضور ﷺ کو وہ کمالات ملے جو کسی اور کو نہ ملے۔ بلکہ دیگر افراد کو جو کچھ بھی ملا سب حضور ﷺ کے طفیل میں بلکہ حضور ﷺ کے دست اقدس سے ملا ہے۔ بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور ﷺ کی صفت ہے اور حضور ﷺ اپنے رب کے کرم سے اپنے نفس ذات میں کامل واکمل ہیں۔ حضور ﷺ کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمل ہو گیا کہ جس میں پایا جائے، اُس کا کامل بنادے۔[1]

عقیدہ:

محال ہے کہ کوئی حضور ﷺ کا مثل ہو، جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور ﷺ کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر ہے۔[2]

عقیدہ:

حضور ﷺ کے خصائص میں سے معراج شریف بھی ہے۔ حضور ﷺ کو معراج شریف مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کرسی و عرش تک بلکہ بالائے عرش تک ہے۔ معراج میں آپ ﷺ رات کے ایک خفیف حصہ میں جسم مبارک کے ساتھ تشریف لے گئے اور وہ قرب خاص حاصل ہوا جو کسی

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ ج:1 و بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:15، ص:677

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:66

انسان اور فرشتے کو بھی نہ حاصل ہوا۔ اور سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور کلام الٰہی بلاواسطہ سنا اور تمام ملک السّموات و الارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا۔(1)

عقیدہ:

حضور ﷺ کی محبت مدار ایمان، بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔ جب تک انسان کو رسول اللہ ﷺ سے محبت اپنے ماں، باپ، اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو مسلمان نہیں ہو سکتا۔(2)

عقیدہ:

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی جب آپ ﷺ اِس عالم میں ظاہر نگاہوں کے سامنے تشریف فرماتھے۔ اب بھی اُسی طرح فرض اعظم ہے۔(3)

عقیدہ:

حضور ﷺ کے کسی قول و فعل و عمل و حال کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔(4)

عقیدہ:

حضور ﷺ اللہ کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں عطا کریں اور جس سے جو

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و السنن للدارمی و بنی اسرائیل: 1

(2)... التوبہ: 24

(3)... مالکی، الشفاء، ج:2، ص:40

(4)... اوزجندی، فتاوی قاضی خاں، ج:4، ص:468

چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں آپ کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہان اِن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین اِن کی ملک ہے، تمام جنت اِن کی جاگیر ہے۔ ملکوت السّمٰوات حضور ﷺ کے زیر فرمان ہیں، جنت ونار کی کنجیاں آپ ﷺ کے دست اقدس میں دے دی گئی ہیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں۔[1]

عقیدہ:

سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور ﷺ کو ملا، روز میثاق تمام انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا۔[2]

❀❀❀

---

(1)... انظر: الجامع الصحیح للبخاری و الجامع الصحیح للمسلم و المواہب اللدنیہ للقسطلانی

(2)... آل عمران: 11

ملائکہ کابیان

فرشتوں کے اجسام نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔[1]

عقیدہ:

فرشتے وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے۔ خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطا، وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر (گناہوں) سے پاک ہیں۔[2]

عقیدہ:

فرشتوں کے سپرد مختلف خدمتیں ہیں، بعض کے ذمہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں وحی لانا ہے، کسی کے متعلق پانی برسانا ہے، کسی کے متعلق ہوا چلانا ہے، کسی کے متلق روزی پہنچانا ہے، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا ہے، کسی کے ذمہ انسانی بدن کے اندر تصرف کرنا، کسی کے ذمہ انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرکے اس میں حاضر ہونا، کسی کے ذمہ انسان کے نامہ اعمال لکھنا، بہت سارے فرشتوں کے ذمہ یہ ہے کہ وہ دربار رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہوں اور صلاۃ و سلام پیش کریں، کسی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ

---

(1)... الخنزیر: 6

(2)... الانفطار: 12 و بہارشریعت للصدرالشریعہ

مسلمانوں کا سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات گرامی پر پڑھا گیا درود شریف پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچائیں، بعض فرشتوں کے ذمہ مردوں سے سوالات کرنا، کسی کے ذمہ روح قبض کرنا، بعضوں کے ذمہ گنہگاروں کو عذاب دینا اور کسی فرشتہ کے ذمہ صور پھونکنا ہے۔ اِن ذکر کردہ کاموں کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ایسے ہیں جو صرف ملائکہ ہی صرف انجام دیتے ہیں۔[1]

عقیدہ:

فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔[2]

عقیدہ:

فرشتوں کو قدیم ماننا یا خالق جاننا دونوں باتیں کفر ہیں۔[3]

عقیدہ:

ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے جس نے انھیں پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں جن کے نام حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیھم السلام ہیں اور یہ چاروں فرشتے دیگر تمام فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔[4]

---

(1)... نسفی، شرح العقائد، ص: 142

(2)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:4، ص:266

(3)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:94

(4)... ایضاً

عقیدہ:

کسی فرشتہ کی ادنی گستاخی بھی کفر ہے۔ جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت آ گیا یا کہتے ہیں عزرائیل آ گیا۔ یہ قریب بہ کلمہ کفر ہے۔[1]

عقیدہ:

فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں، اِس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔[2]

❀ ❀ ❀

---

(1)... ابن نجیم، البحرالرائق، ج:5، ص:205

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:95

جن کا بیان

عقیدہ:

جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں، اِن میں سے بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔ اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں۔ اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔[1]

عقیدہ:

جنات کے اندر مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں۔ قوم جنات کے مسلمان انسانوں کی طرح نیک بھی ہوتے ہیں اور فاسق بھی، سنی بھی ہیں اور بد مذہب بھی اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔[2]

عقیدہ:

اِن کے وجود کا انکار کرنا یا برائی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا۔ یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔[3]

❀❀❀

---

(1)... الرحمن: 15 و مکی، فتاوی حدیثیہ، ص:95

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:97

(3)... مکی، فتاوی حدیثیہ، ص:167 و اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:97

عالم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے، جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انسانوں اور جنوں کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالَم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے۔ برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

عقیدہ:

مرنے کے بعد مسلمانوں کی ارواح مراتب کے حساب سے مختلف مقامات میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زم زم شریف میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، تیسرے، یاساتویں آسمان پر اور بعضوں کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں۔ انسان کی روح کہیں بھی ہو اُن کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق بدستور رہتا ہے۔ قبر پر اپنے والے فرد کو صاحب قبر دیکھتا اور پہچانتا ہے، اُس کی بات سنتا ہے۔ بلکہ روح کا دیکھنا قرب قبر سے ہی مخصوص نہیں، اس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی: کہ ایک طائر پہلے قفص میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔[1]

عقیدہ:

تناسخ اور آوا گون کا عقیدہ رکھنا، یعنی یہ خیال کرنا کہ مرنے کے بعد ایک شخص کی روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے۔ وہ بدن انسان کا ہو یا کسی جانور کا، باطل ہے

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و کتاب الزھد للابن مبارك

اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔[1]

عقیدہ:

موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح ہی مر جاتی ہے اور جو روح کے فنا ہونے کا اعتقاد رکھے بد مذہب ہے۔[2]

عقیدہ:

مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اُس کے کلام کو عوام، جن اور انسان کے سوا تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔[3]

عقیدہ:

مردہ کو جب دفن کرنے والے دفن کرکے وہاں سے چلے جاتے ہیں، تو دو فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں۔ ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر سختی سے اُٹھا کر کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں:

1. تیرا رب کون ہے؟
2. تیرا دین کیا ہے؟
3. ان (رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

مردہ مسلمان ہو تو پہلے سوال کا جواب دے گا۔

میرا رب اللہ ہے۔

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:2، ص:264

(2)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:9، ص:657

(3)... بخاری، الجامع الصحیح، الرقم: 1380

دوسرے کا جواب دے گا۔

میرا دین اسلام ہے۔

اور تیسرے کا جواب دے گا۔

وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔

فرشتے پھر سوال کریں گئے۔ تجھے کس نے بتایا؟

وہ جواب دے گا: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اُس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

پھر اسے جنتی لباس پہنایا جائے گا، قبر میں جنت کا بچھونا بچھایا جائے گا، جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جہاں سے جنت کی خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور قبر کو بعض کے لیے ستر ہاتھ اور بعض کے لیے جتنی وہ چاہیں گے فراخ کر دیا جائے گا۔ بعض مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کے سبب عذاب بھی ہو گا۔ پھر اُس کے پیران عظام یا مذہب کے امام اور اولیاء کرام کی شفاعت یا محض رحمت (خداوندی) سے جب وہ چاہے گا نجات پا جائیں گے۔

مردہ اگر منافق ہو تو وہ ہر سوال کے جواب میں کہے گا۔

افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا خود بھی وہی کہتا تھا۔

اُس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے۔ اِس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پھر اُس پر عذاب کے دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اندھے اور بہرے ہوتے ہیں، ان کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ اگر اسے پہاڑ پر مارہ جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اس ہتھوڑے سے اس کو مارتے رہیں گئے۔ نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب

پہنچاتے رہیں گے۔[1]

عقیدہ:

مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے، تو جہاں پڑہ رہ گیا یا پھینک دیا گیا الغرض کہیں بھی ہو، اُس سے وہیں سوالات ہوں گئے اور اُس کے اعمال کے مطابق اسے ثواب یا عذاب بھی وہیں پہنچے گا۔

مسئلہ:

انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام و علمائے دین و شہدا، وہ حفّاظ قرآن جو قرآن پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں۔ اسی طرح وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی معصیت نہیں کی کہ وہ اپنے اوقات درود شریف میں صرف کرتے ہیں۔ ایسے تمام افراد کے جسم کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

اور جو شخص انبیاء کرام علیھم السلام کی شان میں یہ کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بد دین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔[2]

❀ ❀ ❀

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:106

(2)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و السنن للابن ماجہ

قربِ قیامت

- بے شک زمین و آسمان، جن، انسان، فرشتے سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشگی اور بقا ہے۔ دنیا کے ختم ہونے سے پہلے چند نشانیاں ہوں گی۔ جن میں یہ چند ہیں:
- تین خسف ہوں گئے۔ یعنی کچھ لوگ زمین میں دھنس جائیں گئے۔ ایک خسف مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں ہو گا۔
- مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔
- بڑے دجال کے علاوہ بھی تیس چھوٹے دجال ہوں گے اور وہ سب کے سب دعوی نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اُن تیس چھوٹے دجالوں میں سے بعض گزر چکے ہیں جیسے مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح جو عورت تھی اور پھر توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہم اور جو باقی ہیں وہ ضرور ہوں گے۔
- دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو گا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔
- دجال ظاہر ہو گا، اُس کے ساتھ ایک جنت اور ایک دوزخ ہو گی۔ جنت حقیقت میں آگ ہو گی اور جہنم آرام کی جگہ۔ دجال خدائی دعوی کرے گا، مردوں کو مار کر پھر انھیں زندہ کرے گا۔ حرمین طیبین کے علاوہ چالیس دن میں ساری دنیا

کی گشت کرلے گا۔ اُس کا فتنہ شدید ہو گا اور اس کی پیشانی پر ک ف ر یعنی کافر لکھا ہو گا، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے۔

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گئے، دجال کانے کو ماریں گئے، صلیب توڑ دیں گئے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے، سب اُن پر ایمان لائیں گئے۔ تمام جہان میں صرف ایک دین اسلام ہو گا اور صرف ایک مذہب اہل سنت ہو گا۔ بچے سانپ سے کھیلیں گے، شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس برس تک قیام فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہو گی اور وصال کے بعد پیارے آقا ﷺ کے روضہ انور میں دفن ہوں گے۔
- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے۔
- یاجوج ماجوج کا خروج ہو گا۔
- ایسا دھواں ظاہر ہو گا جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو جائے گا۔
- دابۃ الارض ایک جانور ہے وہ ظاہر ہو گا۔ اُس کے ہاتھ میں عصا موسیٰ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی نشان بنائے گا اور انگوٹھی سے کافر کی پیشانی پر ایک سخت دھبہ لگا دے گا۔ اس کے بعد کافر کبھی ایمان نہ لائے گا اور مسلمان ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

- آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اور ساتھ ہی توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔
- قیامت قائم ہونے کو جب صرف چالیس سال رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی۔ جس کا اثر یہ ہو گا کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور دنیا میں کافر ہی کافر رہ جائیں گئے۔ پھر انھیں پر قیامت قائم ہو گی۔
- جب خوشبودار ہوا کے ذریعہ تمام مسلمان وفات پا جائیں گے اور دنیا میں کافر ہی کافر رہ جائیں گئے، تو اس کے چالیس سال بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہو گا۔ اُس کی آفات سے ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور تمام ملائکہ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی وفات پا جائیں گے۔اس وقت اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہو گا۔وہ فرمائے گا:

آج کس کی بادشاہت ہے؟ کہاں ہیں جبارین؟ کہاں متکبرین؟

مگر کوئی جواب دینے والا نہیں ہو گا، پھر اللہ رب العزت خود ہی فرمائے گا:

صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

- پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسرافیل کو زندہ کرے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ، انسان، جنات، حیوانات موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے حضور ﷺ قبر مبارک سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ دائیں ہاتھ میں حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ ہو گا اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر فاروق کا ہاتھ۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ

منورہ کے قبرستانوں میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گئے۔[1]

عقیدہ:

قیامت بے شک قائم ہو گی، اِس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[2]

عقیدہ:

حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے۔ جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی، جسم زندہ نہ ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔[3]

عقیدہ:

دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی۔ اُس روح کا حشر اسی جسم کے ساتھ ہو گا۔ ایسا نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے پھر اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔[4]

عقیدہ:

حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔[5]

---

(1)... ترمذی،السنن،الرقم:3625 و اعظمی،بہارشریعت،ج:1،ص:116 تا 129

(2)... الحج:7 و اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:129

(3)... بدایونی، المعتقد المنتقد، ص:181

(4)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:130

(5)... نسفی، شرح العقائد، ص:104

عقیدہ:

حساب کا منکر کافر ہے۔[1]

عقیدہ:

قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ نیکوں کو اُن کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور گنہگاروں کو بائیں ہاتھ میں۔ کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ پس پشت نکال کر پیٹھ پیچھے دیا جائے گا۔[2]

عقیدہ:

حوض کوثر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا ہوا حق ہے۔[3]

عقیدہ:

میزان حق ہے۔ اِس پر لوگوں کے اچھے اور بُرے اعمال تولے جائیں گے۔ نیکی کا پلہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اوپر اٹھ جائے گا بر خلاف دنیا کے کہ یہاں جو پلہ بھاری ہوتا ہے وہ نیچے کو جھک جاتا ہے۔ وہاں اس کے اُلٹ ہو گا۔[4]

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و

---

(1)... قاری، منح الروض الازہر، ص:195

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:144

(3)... الکوثر:1

(4)... قاری، منح الروض الازہر، ص:95

آخرین حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حمد و ستائش کریں گئے۔[1]

عقیدہ:

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایک جھنڈا عطا ہو گا، جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک اب اُسی کے نیچے ہوں گئے۔[2]

عقیدہ:

صراط حق ہے۔ یہ ایک پل ہے جسے جہنم کی پشت پر نصب کیا جائے گا۔ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔ سب سے پہلے ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گزریں گے، پھر باقی انبیاء و مرسلین، اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت اور پھر باقی انبیاء کی امتیں گزریں گی۔[3]

عقیدہ:

جنت ددوزخ حق ہیں، اِن کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[4]

عقیدہ:

جنت و دوزخ کو بنے ہزارہا سال ہو چکے ہیں اور وہ اب موجود ہیں۔ ایسا نہیں کہ وہ ابھی بنائی نہیں گئیں اور قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔[5]

---

(1)... الاسراء:79

(2)... ترمذی، السنن، ج:5، الرقم:3625

(3)... انظر: الجامع الصحیح للبخاری و المسند للامام احمد بن حنبل

(4)... آل عمران:33 و البقرہ: 24

(5)... نسفی، شرح العقائد، ص:105

عقیدہ:

قیامت و بعثت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص اِن چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے۔ (مثلاً کوئی یہ کہے کہ ثواب کے معنی اپنے احسانات کو دیکھ کر خوش ہونا ہے اور عذاب کے معنی اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہے یا حشر فقط روحوں کا ہو گا)۔ تو وہ شخص حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔[1]

❀ ❀ ❀

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:29، ص:383

ایمان و کفر کا بیان

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار کو کفر کہتے ہیں اگرچہ تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔

ضرورت دین، دین کے وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔[1]

عقیدہ:

اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، اعمال بدن تو اصلاً جزو ایمان نہیں۔ رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اُس نے اقرار نہ کیا تو کافر ہے۔[2]

عقیدہ:

مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریات دین سے ہے۔ اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو۔ اگرچہ وہ یہ کہے صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں۔[3]

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الہندیہ، ج:2، ص:263

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:173

(3)... ایضاً

عقیدہ:

اعضا کے عمل داخل ایمان نہیں۔ البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں، اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا۔ جیسے بت یا چاند کو سجدہ کرنا اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ سب باتیں یقیناً کفر ہیں۔[1]

عقیدہ:

جس چیز کی حلت نص قطعی سے ثابت ہو (یعنی جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح واضح اور یقینی دلیل سے ہو، جس میں تاویل و توجیہ کی گنجائش ہی نہ ہو)۔ اُس کو حرام کہنا اور جس کی حرمت یقینی ہو، اسے حلال بتانا کفر ہے۔ جبکہ یہ حکم ضروریات دین سے ہو یا منکر اس حکم قطعی سے آگاہ ہو۔[2]

عقیدہ:

ایمان و کفر میں واسطہ نہیں۔ یعنی آدمی مسلمان ہو گا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔[3]

عقیدہ:

نفاق یعنی زبان سے دعوی اسلام کرنا اور دل میں اسلام کا انکار کرنا۔ یہ بھی خالص

---

(1)... نسفی، شرح العقائد، ص: 109

(2)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:2، ص:274

(3)... نسفی، شرح العقائد، ص: 109

کفر ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا۔ نیز حضور ﷺ نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔[1]

عقیدہ:

شرک کے معنی غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جاننا یعنی الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا ہے۔[2]

عقیدہ:

کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے اور جنت میں جائے گا۔ خواہ اللہ محض اپنے فضل سے اُس کی مغفرت فرمادے یا حضور پُر نور ﷺ کی شفاعت کے بعد یا اپنے کیئے کی کچھ سزا پاکر جنت جائے۔ جنت جانے کے بعد کبھی بھی جنت سے نہ نکلے گا۔[3]

عقیدہ:

جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو جنتی یا مغفور کہے وہ خود کافر ہے۔[4]

---

(1)... طبرانی، المعجم الاوسط، ج:1، الرقم: 792

(2)... قاری، شرح فقہ اکبر، ص:11

(3)... نسفی، شرح العقائد، ص:117

(4)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:21، ص:228

عقیدہ:

مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔[1]

مقصود یہ ہے کہ کافر کو کافر ہی جانو اور اگر پوچھا جائے تو کافر کو قطعاً کافر ہی کہو۔

❁ ❁ ❁

---

(1)... نسفی، شرح العقائد النسفی، ص:117

صحابہ واہلِ بیت کا بیان

عقیدہ:

انبیاء اور مرسلین کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی انسانوں، جنوں اور فرشتوں میں سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو شخص حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے، وہ گمراہ بد مذہب ہے۔[1]

عقیدہ:

خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین اور اصحاب بدر و اصحاب بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔[2]

عقیدہ:

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اہل خیر و اصلاح اور عادل ہیں۔ اِن کا جب بھی ذکر کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔[3]

عقیدہ:

کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔[4]

---

(1)... کردی، فتاوی بزازیہ، ج:6، ص:319

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:249

(3)... ابن ابی شریف، المسامرۃ، ص:313

(4)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:29، ص:357

عقیدہ:

تمام صحابہ کرام جنتی ہیں وہ جہنم کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے۔ محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے اُن کا استقبال کریں گئے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

عقیدہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر معاذ اللہ تہمت ملعونہ اِفک سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی تبرائی بددین جہنمی ہے۔[1]

عقیدہ:

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں۔ ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بددین خاسر ہے۔[2]

عقیدہ:

یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذاللہ اس سے ریحانہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت؟ آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں:
کہ ہمیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے معاملہ میں پڑنے کی ضرورت کیا ہے؟ امام حسین بھی شہزادے ہیں اور یزید بھی شہزادہ ہے۔

---

(1)... انظر: الفتاوی الهندیه للعالمگیری

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:261

ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی[1] مستحق جہنم ہے۔

ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک خاموشی کا ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق فاجر تو کہیں گئے، البتہ نہ کافر کہیں اور نہ مسلمان۔[2]

عقیدہ:

اہل بیت کرام رضی اللہ عنہ مقتدیان اہل سنت ہیں، جو اُن سے محبت نہ رکھے، مردود و ملعون خارجی ہے۔[3]

عقیدہ:

اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، و حضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں اور انھیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات و ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔[4]

❀ ❀ ❀

---

(1)... وہ فرقہ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہا سے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:261

(3)... ایضاً، ص:262

(4)... ایضاً، ص:263

ولایت کابیان

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ:

ولایت وہبی شئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے۔ کوئی شخص سخت اور مشکل اعمال کی بدولت خود نہیں حاصل کر سکتا۔ البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداً مل جاتی ہے۔[1]

مسئلہ:

کسی جاہل کو ولایت نہیں ملتی، ولایت ہمیشہ عالم کو ملتی ہے۔ علم ظاہری اسباب کے ذریعہ حاصل کیا ہو یا ولایت کے مرتبہ پر فائز ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس پر علوم ظاہر کر دیئے ہوں۔[2]

مسئلہ:

دنیا میں جتنے بھی اولیا ہوئے ہیں، اُن سب میں امت محمدیہ کے اولیا افضل ہیں۔[3]

مسئلہ:

طریقت، شریعت کے خلاف نہیں، وہ شریعت کا ہی باطنی حصہ ہے۔ یہ جو بعض

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:21، ص:606

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:264

(3)... شعرانی، الیواقیت الجواهر، ج:2، ص:348

جاہل صوفی کہتے ہیں کہ طریقت اور چیز ہے، شریعت اور چیز ہے۔ ایسا کہنا گمراہی ہے۔ اور باطل گمان کے باعث خود کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔(1)

مسئلہ:

کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، احکام شرعیہ کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ جو بعض جاہل افراد بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے اور راستہ کی حاجت اُن کو ہوتی ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے ہیں۔ ایسوں کے متعلق ہی سید الطائف جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:

وہ سچ کہتے ہیں بے شک پہنچے، مگر کہاں جہنم کو۔

البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہو گئی ہو، جیسے غشی والے انسان کی زائل ہو جاتی ہے تو ایسے فرد سے شریعت کا قلم اٹھ جائے گا۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ جو ایسا شخص ہو گا وہ شریعت کے خلاف باتیں کبھی نہیں کرے گا اور نہ ہی شریعت کا مقابلہ کرے گا۔ بلکہ شریعی احکام کی تعظیم کرے گا۔(2)

مسئلہ:

اولیا کرام کو اللہ نے بہت بڑی طاقت دی ہے، اُن میں جو اصحاب خدمت ہیں، اُن کو تصرف کا اختیار بھی دیا جاتا ہے۔ سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ حضور خاتم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سچے نائب ہیں۔ ان کو اختیارات و تصرفات حضور

---

(1)... غزالی، احیاء العلوم، ج:1، ص:138

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:266

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ اِن پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت کو ماکان ومایکون (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا) اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع ملتی ہے۔ مگر یہ سب کچھ حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے واسطہ وعطا سے ہے۔ بے وساطت رسول کوئی نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔[1]

عقیدہ:

کرامات اولیا حق ہیں اور اِن کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔[2]

مسئلہ:

مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق ومغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارق عادات اولیا سے ممکن ہیں۔ سوائے اُن کرامات کے جن کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآن مجید کی مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا یا اللہ تعالیٰ کے کلام حقیقی سے مشرف ہونا۔ یعنی بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا۔ اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعوی کرے کافر ہے۔[3]

مسئلہ:

اولیا سے امداد واستعانت محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والوں کی مدد فرماتے ہیں۔ وہ مدد مانگنا چاہے کسی بھی جائز لفظ سے مانگی جائے، درست ہے۔ رہا اِن کو فاعل مستقل

---

(1)... ایضاً، ص:267

(2)... ایضاً،ص:269

(3)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:269 و مکی، فتاوی حدیثیہ، ص:200

جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔ مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔[1]

مسئلہ:

اولیا کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعث برکت ہے۔

مسئلہ:

اولیا کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

مسئلہ:

اولیا کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں، ان کے علم و ادراک و سمع و بصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔

مسئلہ:

اولیا کرام کو ایصال ثواب کرنا نہایت موجب برکات و امر مستحب ہے۔ خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔[2]

مشورہ:

ہر مسلمان مرد و عورت، بوڑھا، جوان و بچہ کو کسی نہ کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہو جانا چاہیے۔ بیعت ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توجہ اور ولی کامل کی برکت سے مسلمان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:21، ص:331

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:276

ہے اور ایک انسان کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔

حکایت:

شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مفتی سید محمد ابراہیم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید تھے، جن کا نام محمد صدیق ڈوگر تھا اور ائر فورس میں ملازم تھا، اولاد نرینہ سے بھی محروم تھا۔ اُس کا علاج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ عطا کیا۔ لیکن وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش نہیں تھا، اس کا کراچی شہر میں تبادلہ ہو گیا اور اُس کے کچھ عرصہ بعد ہی ریٹائر بھی ہو گئے۔

ایک دن دوسری شادی کے سلسلہ میں کسی قادیانی سے گفتگو ہوئی، قادیانی نے کہا: اگر تم مرزائی ہو جاؤ تو ہم اپنی لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں گئے۔ طے یہ پایا کہ وہ اگلے دن نماز مغرب کے بعد قادیانی کے گھر آئیں گئے، مرزائیت کا فارم پُر کر دیں گئے اور مرزائن لڑکی سے شادی کر دی جائے گی۔ محمد صدیق ڈوگر طے شدہ پروگرام کے مطابق دوسرے دن نماز مغرب کے بعد اپنے گھر سے نکل رہا تھا کہ اچانک دیکھا حضرت مفتی سید محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ میں لاٹھی پکڑے دروازے کے پاس ہیں اور فرمارہے ہیں: اے خبیث! میرا مرید ہو کر ایک مرزائن کے لیے اپنا ایمان ضائع کرنے لگاہے، خبردار ایسامت کرنا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تنبیہ پر محمد صدیق نے اپنا پروگرام تبدیل کر دیا۔

دوسرے دن جب محمد صدیق ڈوگر کی قادیانیوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا: ہم طے شدہ پرگرام میں انتظار کرتے رہے، لیکن آپ کیوں نہ آئے؟ تو

ڈوگر صاحب نے جواب دیا: اگر میرے مرشد نہ ہوتے میں یقیناً کافر ہو جاتا۔

مرشد کامل کے فیوض و برکات کی یہ ایک جھلک ہے کہ انھوں نے اپنے ایک مرید کو کافر ہونے سے بچالیا اور مشائخ کا اصل کام یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے مریدین کی روحانی تربیت کریں اور اللہ کی عطا کردہ قوت سے اپنے مریدین و متوسلین کے ایمان کی حفاظت کا سبب بنیں۔[1]

پیر کامل:

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عموماً مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ انھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے۔ اُن کے سلسلے میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاح دارین تصور کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ (و دیوبندیوں) نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری مریدی بھی شروع کر دی ہے۔ حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں۔ لہذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گئے۔

پیری کے لیے چار شرطیں ہیں۔ قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے۔

اول: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم: فاسق معلن نہ ہو۔

---

(1)... قصوری، تذکرہ شیر ربانی اور ان کے خلفا، ص:415

چہارم: اس کا سلسلہ حضور نبی مکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک متصل ہو۔[1]

جس پیر میں یہ چار شرائط پائی جائیں، اُس کے مرید ہو جائیں۔ عصر حاضر میں بھی بہت سے بزرگ موجود ہیں، جن سے بیعت ہوا جا سکتا ہے۔ البتہ بد مذہبیت پھیلنے اور پھر ان کا پیری و مریدی کے ذریعہ بھی لوگوں کو بد مذہب بنانے کے سلسلہ اور جاہل و بے عمل صوفیہ کی وجہ سے صحیح العقیدہ پیر کی پہچان عام افراد کے لیے تھوڑی مشکل ہو چکی ہے۔ ایسے میں امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ کی ذات گرامی سنی مسلمانوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ جن کے لیے کسی صحیح العقیدہ پیر کامل کی تلاش مشکل ہے وہ آنکھیں بند کر کے بغیر کچھ سوچے سمجھے امیر اہل سنت کے مرید ہو جائیں۔

❁ ❁ ❁

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:277

باب دوم

علم دین کے فضائل

مقام علم

علم ایک ایسی چیز ہے جس کی اہمیت سے کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کر سکتا۔ ہر دور میں اِس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ علم ہی انسان کو قوموں کو پیشوا بناتا ہے۔ علم دینی ہو یا دنیاوی اسے ہمیشہ اچھی نظر سے ہی دیکھا گیا ہے۔ صاحب علم کی معاشرے میں ایک پہچان ہوتی ہے، لوگ اُس کی قدر کرتے ہیں۔ مگر دنیاوی علم کی نسبت دینی علم افضل اور زیادہ نافع ہے۔ کہ اس کے ذریعہ مسلمان حلال و حرام کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ عبادات کو صحیح طریقے سے ادا کرکے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ اسی کے ذریعے اس کی دنیا و آخرت سنورتی ہے اور یہی علم آخرت میں ذریعہ نجات ہے اور اسی کی تعریف و فضیلت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ اگر دنیاوی علم بھی اچھی نیت سے حاصل کیا جائے تو وہ بھی بسا اوقات عبادت بن جاتا ہے مگر علم دین نور ہی نور ہے۔

درجات کی بلندی:

قرآن مجید میں علم کی فضیلت و اہمیت پر کئی آیات موجود ہیں۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے آخرت میں درجات بلند کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ﴾

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے

گا۔[1]

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔[2]

دین کی سمجھ بوجھ کسے ملتی ہے؟

علم کی ترغیب، اس کے حصول اور اس کی فضیلت پر بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

حضور قاسم نعمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ وبوجھ عطا کر دیتا ہے۔ میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے"۔[3]

تین اعمال فائدہ دیتے ہیں:

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو اُس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ البتہ تین اعمال (ایسے ہیں، جن کا عمل منقطع نہیں ہوتا بلکہ اُن کا ثواب اسے ملتا ہی رہتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں)

---

(1)... المجادلہ: 11

(2)... فاطر: 28

(3)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم: 71

1. صدقہ جاریہ۔
2. وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جائے۔
3. وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے"۔(1)

بہترین لوگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"لوگ سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بہترین لوگ اسلام میں بھی بہترین شمار ہوں گے جبکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ کے مالک ہوں"۔(2)

جنت کا راستہ:

نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے پر چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، باہم درس و تدریس کرتے ہیں، تو اُن لوگوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اسے پیچھے کر دے، اُس کا نسب اسے آگے نہیں لا سکتا"۔(3)

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:4118
(2)... ایضاً، ج:3، الرقم:6583
(3)... ایضاً، الرقم:6726

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص علم کی تلاش میں نکلے وہ واپسی تک اللہ کے راستے میں ہوتا ہے"۔[1]

فقیہ کی شان:

حضور نبی مکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے"۔[2]

عالم کی عابد پر فضیلت:

حضور خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے۔ جس طرح میں تم میں تمہارے ادنی آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، زمین و آسمان والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے رحمت مانگتے ہیں، جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے"۔[3]

بلند درجات:

شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اسلام کو زندہ کرنے کے لیے جس نے علم حاصل کرنا شروع کیا اور طلب علم

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:2،الرقم:544

(2)... ایضاً، الرقم:579

(3)... ایضاً، الرقم:583

کے دوران اس کو موت آگئی تو اس کے اور انبیاء علیھم السلام کے درجات میں صرف ایک درجہ کا فرق ہو گا"۔[1]

دوہرا ثواب:

تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے علم حاصل کرنا شروع کیا اور اُس کو مکمل کر لیا، اُس کو دوہرا ثواب ہے اور جس نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا لیکن حاصل نہ کر سکا تو اس کو بھی ثواب سے حصہ ملے گا"۔[2]

خیر پر گروہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ نے مسجد نبوی میں دو گروہوں کو دیکھ کر فرمایا:

"یہ دونوں گروہ خیر پر ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے۔ ان میں سے جو اللہ سے کچھ طلب کر رہے ہیں اور اس سے لو لگائے ہوئے ہیں، اِن کو اللہ چاہے تو دیدے، چاہے تو نہ دے۔ لیکن جو کوئی فقہ یا کوئی دوسرا علم سیکھتے ہیں اور بے پڑھوں کو سکھاتے ہیں، یہ زیادہ بہتر ہیں۔ در حقیقت مجھے بھی اللہ نے معلم بنا کر بھیجا ہے۔

---

(1)... تبریزی، مشکوۃ، ج:1، الرقم: 231

(2)... ایضاً، الرقم: 235

اس کے بعد حضور ﷺ اسی معلمین کی جماعت میں جا بیٹھے"۔(1)

چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ علم کی حد کیا ہے جس کو حاصل کرکے انسان فقیہ بن سکے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت کے جس شخص نے دین کے معاملات میں چالیس حدیثیں یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت میں اُس کا شفیع اور گواہ ہوں گا"۔(2)

گھڑی بھر علم سیکھنے کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے"۔(3)

بھلائی والے لوگ:

تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"علم کو اس کے قبض ہونے سے پہلے لازم پکڑ لو اور علم کا قبض ہونا یہ ہے کہ اسے اٹھا لیا جائے گا۔ اور پھر آپ ﷺ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی ملا کر فرمایا: اس

---

(1)... ایضاً، الرقم:239

(2)... ایضاً، الرقم:240

(3)... ایضاً، الرقم:238

طرح۔ پھر فرمایا: سکھانے اور سیکھنے والا ثواب میں شریک ہیں اور باقی لوگوں میں کوئی خیر نہیں"۔[1]

قیامت میں علما کا مقام:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"علم کو لازم پکڑ لو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے والے شہدا جب علما کرام کی عزت اور مرتبہ دیکھیں گئے، تو اس وقت وہ تمنا کریں گے کاش اللہ تعالیٰ انھیں اِس حال میں اٹھاتا کہ وہ عالم ہوتے۔

پھر آپ نے مزید فرمایا:

بے شک کوئی شخص پیدائشی عالم نہیں ہوتا، بلکہ علم تو سیکھنے سے آتا ہے"۔[2]

علم لکھنے کا حکم:

حضرت عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے والد ماجد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ میں رات کو نماز تہجد پڑھوں یا علم لکھوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: علم لکھا کرو"۔[3]

امام شرف الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:228

(2)... دمیاطی، المتجرالرابح، ص:37

(3)... ایضاً، ص:45

"امام صاحب نے اپنے بیٹے کو علم لکھنے کا مشورہ اس لیے دیا کہ علم کا نفع دوسروں کو بھی حاصل ہوگا اور انھیں اپنے علم کے ثواب کے ساتھ ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا، جو اس علم سے ان کی زندگی میں یا موت کے بعد استفادہ کریں گئے۔ جبکہ تہجد پڑھنے کی صورت میں انھیں صرف اپنا ثواب ہی ملے گا"۔[1]

علم کی فرضیت:

نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"علم کا سیکھنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔[2]

اس حدیث پاک کے تحت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے جو کچھ فرمایا اُس کا آسان الفاظ میں خلاصہ یہ ہے:

سب میں اولین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافِر یا گُمراہ ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ نَماز یعنی اِس کے فرائض و شرائط و مُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کرسکے۔ پھر جب رَمَضانُ الْمبارَک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوٰۃ کے مسائل، صاحِبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ حج، نِکاح کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، تاجِر ہو تو خرید و فروخت کے

---

(1)... ایضاً

(2)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:224

مسائل، مُزارِع یعنی کاشتکار (وزمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، ملازِم بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اور اِسی پر قِیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلْبِیہ (باطنی فرائض) مَثَلًا عاجِزی و اِخلاص اور توکُّل وغیرہا اور ان کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مَثَلًا تکبُّر، رِیاکاری، حَسَد وغیرہا اور ان کا عِلاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔[1]

مسلمان خواتین پر بھی علم دین حاصل کرنا اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح مردوں پر ہے۔ لہذا ہر مسلم عورت کو چاہیے کہ نہایت ذوق و شوق سے پہلی ہی فرصت میں جس جس چیز کا علم سیکھنا اس پر فرض ہو جائے، اسے سیکھے۔ علم دین حاصل کرنے کے جو متعدد ذرائع ہیں۔ اُن میں سے چار سر فہرست ہیں۔

اول: درس نظامی کرنا:

تاریخ اسلام میں بہت سی ایسی خواتین کا ذکر ملتا ہے۔ جنھوں نے باقاعدہ علوم اسلامیہ حاصل کیئے اور وہ اپنے وقت کی عظیم محدثہ اور فقہیہ ہوئیں اور اُن میں سے بعض نے کتب بھی تصنیف کیں۔ ماضی قریب کے ہیرو اور جنگ آزادی کے نامور مجاہد علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی اکثر عورتیں عالمہ و فاضلہ تھیں۔ ان میں ایک عورت بی بی رقیہ رحمھم اللہ تعالیٰ کا نام قابل ذکر ہے۔ انھوں نے

(1)... قادری، شوق علم دین، ص:9 بحوله فتاوی رضویه، ج:23، ص:623

قرآن مجید کی ایک تفسیر تفسیر طیبات بینات معروف صراط مستقیم کے نام سے لکھی۔ یہ تفسیر خاص طور پر آسان اردو میں عورتوں کے لیے لکھی ہے۔ جس میں زیادہ تر آیات احکام کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ اِس تفسیر پر دو علما کی تقریظ بھی ہیں۔ یہ تفسیر غیر مطبوعہ بڑی تقطیع پر 179 صفحات پر مشتمل ہے۔[1]

اس طرح دور صحابہ میں بھی بعض صحابیات اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا علم دین سے شغف قابل رشک ہے۔ ان مسلم خواتین میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا نام سر فہرست ہے۔ آپ زبردست محدثہ اور فقہیہ تھیں۔ دور دور سے مسلمان مرد وخواتین آپ سے احادیث مبارکہ کی سماعت اور مسائل فقہیہ حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔

دوم: اہل علم سے مسائل دریافت کرنا:

اگر عورت کا خاوند خود عالم دین ہے تو اس سے پوچھ لے۔ ورنہ اپنے شوہر کو کسی صحیح العقیدہ عالم دین کی طرف بھیج کر مسائل دریافت کروالے۔ اگر شوہر یا گھر کا کوئی محرم نہیں جاتا تو پھر پردے کا اہتمام کرکے خود مسائل پوچھنے جاسکتی ہے، اس صورت میں وہ گنہگار نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ شوہر کی نافرمانی ہے۔ اور اگر شوہر یا کوئی اور محرم پوچھ کر بتادے تو پھر خود جانے کی اجازت نہیں۔[2]

آجکل اہل علم سے مسائل دریافت کرنا بہت آسان ہو چکا ہے۔ بہت سی مفتیان کرام کے سوشل میڈیا پر مختلف گروپس موجود ہیں، جہاں وہ سائلین کے سوالات کے

---

(1)... بدایونی، خیرآبادیات، ص:29

(2)... انظر: الفتاوى الهنديه للعالمگيرى

جوابات دیتے ہیں انھیں جوائن کیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت کے کئی دارالافتاء کی طرف سے آفیشل ویب سائیٹ بھی لانچ کی گئی ہیں۔ جن سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور ای میل کے ذریعہ اپنے مسائل گھر بیٹھے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ دعوت اسلامی کی ویب سائیٹ بھی یہ سہولت فراہم کر رہی ہے۔ اسلامی بہنیں اور اسلامی بھائی دونوں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

سوم: مجالس وعظ میں شریک ہونا:

مسلمان خواتین کے لیے علم دین حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ علمائے اہل سنت کی مجالس وعظ بھی ہیں۔ اگر شرعی تقاضے پورے ہوتے ہوں، تو مسلم خواتین کو علمائے اہل سنت کی مجلس وعظ میں ضرور حاضر ہونا چاہیے۔ تاکہ اپنے دامن کو علم دین کے نور سے بھر سکیں۔

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

”عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا واعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور (عورت کی آنے) جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ (یعنی فتنے کا خوف) نہ ہو اور مجلس رجال (یعنی مردوں کی بیٹھک) سے دور (جہاں ایک دوسرے پر نظر نہ پڑتی ہو ایسی جگہ) ان کی نشست ہو تو حرج نہیں“۔[1]

چہارم: دینی کتب کا مطالعہ:

علم دین حاصل کرنے کا ایک بہت ہی زبردست ذریعہ دینی کتب کا مطالعہ بھی

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:23، ص:239

ہے۔ خواتین کو اپنے اندر مطالعہ کا ذوق بڑھانا چاہیے اور روزانہ کی بنیاد پر علمائے اہل سنت کی کتب میں سے کسی کتاب کے مخصوص صفحات پڑھنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اگر کوئی فرد روزانہ کے صرف 12 صفحات ہی مطالعہ کرے تو سال میں وہ 4380 صفحات کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ اس طرح وہ پندرہ سے بیس کتابوں کا مطالعہ آسانی سے کر لے گا۔

علم حاصل کرنے میں احتیاط:

علم حاصل کرنے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ علم "دین" ہے۔ لہذا تم اس بات کا جائزہ لے لو کہ اپنا دین کن سے حاصل کر رہے ہو؟"[1]

لہذا علم دین حاصل کرنے کے لیے مذکورہ بالا سطور میں بیان کیے گئے ذرائع میں سے جو بھی ذریعہ اپنایا جائے۔ مثلاً جامعہ میں داخلہ لے کر درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنا، مجالس واعظ میں شریک ہونا، کتب کا مطالعہ کرنا یا کسی عالم یا عالمہ سے بالمشافہ ملاقات کر کے مسائل پوچھنا۔ تو اس بات کا التزام کریں کہ جامعہ میں داخلہ صرف اور صرف اہل سنت کی درسگاہ میں لیں، بیانات صرف اور صرف علمائے اہل سنت کے ہی سنیں، صرف سنی علما کی ہی کتب کا مطالعہ کریں اور کسی صحیح العقیدہ عالم دین یا عالمہ سے ہی مسائل دریافت کریں۔ کیونکہ بد مذہبوں سے علم حاصل کرنے، اُن کا درس و بیان

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:24

سننے، اُن کی کتب پڑھنے سے خدشہ ہے کہ انسان گمراہ ہو جائے۔ شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

"بد مذہب کی کتابیں پڑھنا جائز نہیں۔ بلکہ یہ بھی فرمایا: کامل (یعنی مضبوط عقائد کا حامل صاحب علم) کو بھی بلا ضرورت بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے۔ کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذاللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے"۔[1]

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا کہ اکثر لوگ بد مذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں۔ اُن کے لیے کیا حکم ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

"حرام ہے اور بد مذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہر قاتل۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: انھیں اپنے سے دور کرو اور اُن سے دور بھاگو، تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں"۔[2]

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذّاب پر اعتماد کرتا ہے۔ نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔ صحیح حدیث میں فرمایا:

جب دجال نکلے گا کچھ لوگ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گئے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم (یعنی قائم) ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہو گا؟ وہاں جا کر ویسے ہی ہو

---

(1)... بریلوی، الملفوظ، ص:433

(2)... انظر: الجامع الصحیح للمسلم

جائیں گئے۔[1]

حدیث میں ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں حلف سے کہتا ہوں جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا“۔[2]

سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف یعنی قسم سے فرمانا۔ دوسری حدیث میں ہے: جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں:

”ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ جب اُس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ کہا: نہیں کہا جاتا۔ پوچھا: کیوں؟ کہا: یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو اُن کے پاس بیٹھا کرتا تھا، جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہر گز نہ پڑھنے دیں گئے“۔

یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا جب حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے بد گویوں (یعنی بُرا کہنے والوں) سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشت و برخاست (یعنی اٹھنے بیٹھنے) کی آفت کس قدر شدید ہو گی؟ اِن (روافض) کی بد گوئی صحابہ تک ہے۔ اِن (قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں) کی انبیا اور سید الانبیا ﷺ اور اللہ تبارک و تعالیٰ تک۔[3]

---

(1)...انظر: السنن للابوداؤد

(2)... انظر: المستدرک للحاکم

(3)... بریلوی، الملفوظ، ص:277

بعض مقامات پر بد مذہب قرآن و حدیث اور تفسیر کا درس دیتے ہیں۔ لہٰذا اُن کے کسی بھی طرح کے درس میں شرکت نہ کی جائے۔ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے وقار الفتاوی جلد اول میں جماعت اسلامی کے بانی مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن اور دیگر بد مذہبوں کے دروس میں شرکت سے منع کیا ہے۔ مختلف چینلز اور سوشل میڈیا پر بد مذہبوں کے ہونے والے پروگرامز سننے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

❀ ❀ ❀

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تمام فقہا مجتہدین کے رئیس، ماہرین حدیث کے امام اور، عابدوں کے رہنما، زاہدوں کے قافلہ سالار، صوفیوں کے پیشوا، الغرض نبوت و صحابیت کے بعد ایک انسان میں جس قدر محاسن اور فضائل ہوسکتے ہیں، وہ ان سب کے جامع بلکہ ان اوصاف میں سب کے لیے ہادی اور مقتدی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں 80 ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ متوسط قامت، بہت خوبصورت، فصیح البیان، اکمل الایراد، شیریں بیان، اپنے مطلب پر بین الحجۃ تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حماد فرماتے ہیں: طویل القامت، گندمی رنگ، حسین و خوبرو باہیبت تھے۔ بے وجہ کلام نہ فرماتے، جب کوئی سوال کرتا، اُس کا جواب دیتے، بیکار باتوں میں نہ پڑتے، خوبصورت جامہ زیب تھے، کپڑے نفیس پہنتے تھے، خوشبو بکثرت استعمال کرتے، حتیٰ کہ راستے میں خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا، اُن کی تعداد کم و بیش 4000 ہے۔ اسی طرح آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بڑی وسیع ہے۔ آپ کے شاگردوں اور مقلدین کو حنفی کہا جاتا ہے۔ آپ نے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کی اور اُن سے حدیث بھی سماعت کی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے ذہین تھے، مشکل سے مشکل مسائل کو بآسانی حل فرما دیتے۔ آپ گناہوں سے بہت دور بھاگتے اور خوف خداوندی سے رات کو اس قدر آہ و زاری کرتے کہ پڑوسیوں کو آپ پر ترس آتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں آپ سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہ تھا۔ چالیس سال تک یہ معمول رہا کہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات بیدار رہ کر نوافل ادا کرتے اور ایک رکعت میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کرتے، نیز ایک ہی وضو سے پانچوں نمازیں ادا کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ماہ رجب یا شعبان 150 ہجری میں سجدہ کی حالت میں انتقال ہوا۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... مآخوذاز: الخیرات الحسان للمکی و تذکرۃ المحدثین للسعیدی

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

کڑوڑوں مالکیوں کے پیشوا امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر بن الحارث الاصبحی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پر دادا ابو عامر بن عمر جلیل القدر صحابی تھے، غزوہ بدر کے سوا وہ حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک نے 900 سے زیادہ مشائخ سے علم دین حاصل کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قد دراز، بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا، آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں، ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ یمن، مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے، عطر کا استعمال کرتے، سر پر عمامہ باندھتے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ باندھتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ سے اور شہر مدینہ سے بے حد محبت تھی۔ مدینہ منورہ کا اس قدر احترام کرتے کہ کبھی حرم مدینہ میں قضائے حاجت نہیں کی، قضائے حاجت کے لیے تمام عمر حرم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں کبھی سواری پر سوار نہ ہوئے، اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس شہر میں حضور ﷺ کا روضہ مبارک ہے، اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

حدیث شریف کا درس دینے سے پہلے غسل کرتے، عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے، پھر ایک تخت پر نہایت عجز وانکساری سے بیٹھتے اور جب

تک درس جاری رہتا، انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ درس حدیث کے دوران پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ آپ درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک بچھو نے آپ کو ڈنگ مارا، مگر آپ مسلسل درس دیتے رہے۔ بعد میں حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استفسار پر فرمایا: میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا اپنی طاقت کی بنا پر نہ تھا، بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث شریف کی تعظیم پر تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور مقلدین کو مالکی کہا جاتا ہے۔ آپ کا 179 ہجری میں انتقال ہوا۔ حدیث شریف پر ایک مشہور کتاب "المؤطا" آپ ہی کی ہے۔[1]

❁ ❁ ❁

---

(1)... مآخوذاز: تزیین الممالک للسیوطی و تذکرۃ المحدثین للسعیدی

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام، محدث، فقہیہ، مجتہد، محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب حضور تاجدار کائنات صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ملتا ہے۔ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ ابو عبد اللہ بن محمد بن ادریس، بن العباس، بن عثمان، بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 150 ہجری کو غزہ یا عسقلان کے مقام پر پیدا ہوئے، بچپن ہی سے علم دین حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی تعداد کافی وسیع ہے۔ مگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے خوب استفادہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی بھی لمبی فہرست ہے۔ آپ کے شاگردوں اور مقلدین کو شافعی کہا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ہارون بن سعید بن ہیثم ایلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر خوبصورت چہرے والا اور اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ بے حد سخی تھے، جو مال آتا اسے دوسروں میں تقسیم کر دیتے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک غلام آیا اور کہنے لگا: میرے آقا نے آپ کو سلام کہا اور یہ تھیلی نذر کی ہے۔ آپ نے وہ تھیلی رکھ لی، تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور اس نے کہا: میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے وہ تھیلی اٹھا کر اسے دے دی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کے تین حصے کرتے، ایک تہائی میں عبادت، ایک تہائی میں آرام اور ایک تہائی علم کے لیے مخصوص ہوتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سولہ سال سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ کیونکہ یہ بدن کو بھاری کرتا، دل کو سخت کرتا، ذہانت کو ختم کرتا، نیند کو غالب کرتا اور بندے کو عبادت میں سست کرتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 54 سال کی عمر گزار کر ماہ رجب کی آخری تاریخ کو شب جمعہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد 204 ہجری میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... مآخوذاز: مناقب امام شافعی للبیہقی و تذکرۃ المحدثین للسعیدی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حدیث و فقہ کے امام، عابد و زاہد، اقلیم ابتلا کے شہنشاہ، حرمت قرآن کے پاسبان، یہ ہیں وہ عظیم شخصیت جنھیں دنیا امام احمد بن حنبل کے نام سے پکارتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام اس طرح ہے۔ امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ماہ ربیع الاول 164 ہجری کو بغداد میں پیدا ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے عظیم بزرگوں سے علم دین حاصل کیا اور آپ کے شاگردوں میں بھی بڑے بڑے جلیل القدر محدثین ہوئے ہیں۔ آپ کے شاگردوں اور مقلدین کو حنبلی کہا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد متقی تھے، ہر شبے والی چیز کو چھوڑ دیتے اور کھانے میں بڑی احتیاط برتتے، ایک مرتبہ کھانے کے لیے کچھ نہ تھا، مجبور ہو کر اپنی نعلین گروی رکھ کر روٹیاں خریدیں۔ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو پتا چلا تو انھوں نے آپ کو رقم مہیا کی، لیکن آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا اور خود محنت و مزدوری کر کے اپنی ضرورت پوری کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ کے پاس حضور ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا۔ آپ اس مقدس بال کو اپنے ہونٹوں پر رکھ کر بوسہ دیتے، کبھی آنکھوں سے لگاتے اور جب کبھی بیمار ہوتے تو اس بال کو پانی میں ڈال کر اس کا غسالہ پیتے اور شفا حاصل کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دیگر خوبیوں کے ساتھ عبادات میں بھی قدم راسخ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا بیان ہے کہ دیگر مصروفیات کے علاوہ ہر روز تین سو نوافل ادا کرنے کا معمول تھا۔ جب عمر چھپن سال کو پہنچی تو آپ مسئلہ خلق قرآن کے امتحان میں مبتلا ہوگئے، جس کی وجہ سے آپ کے جسم مبارک پر حاکم وقت کے حکم پر کوڑے مارے جاتے۔ آپ اس حالت میں بھی روزانہ ڈیڑھ سو نوافل ادا کرتے۔

حدیث شریف پر بہت بڑی اور مشہور کتاب "المسند" آپ ہی کی ہے۔ آپ کا وصال 241 ہجری میں ہوا۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... مآخوذاز: مناقب الامام احمد بن حنبل للابن جوزی و تذکرۃ المحدثین للسعیدی

امام احمد رضا خان ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر، محدث، محقق، مجتہد، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، سراپا کرامت، امام اہل سنت، حافظ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی ولادت ہند کے شہر بریلی کے محلہ جسولی میں 10 شوال المکرم 1272ھ بروز ہفتہ 14 جون 1856ء کو ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک محمد ہے اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا تو اسی نام سے مشہور ہوئے۔

بہت چھوٹی سی عمر میں بھی آپ کا حافظ اور ہوش و حواس بڑوں کی طرح تھے۔ چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو ربیع النور کے مبارک مہینے میں منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر بہترین تقریر کی، اس موقع پر اجتماع کافی بڑا تھا۔ جس میں علما کرام اور مشائخ عظام بھی تشریف فرما تھے۔ جنھوں نے آپ کو داد تحسین دی۔

تیرہ سال دس ماہ اور چار دن کی عمر میں تمام مروجہ علوم کی تکمیل کر کے اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے سند فراغت حاصل کی اور اسی دن پہلا فتوی دیا۔ آپ کے والد ماجد نے فتوی صحیح پا کر مسند اِفتا آپ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد تادم آخر فتاوی تحریر کرتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم اسلامیہ و دینیہ اور عقلیہ و نقلیہ پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ لوگوں کو دیکھ کر حیرانی ہوتی تھی۔ آپ کو ایک دو نہیں، بلکہ 215 علوم و

فنون پر دسترس حاصل تھی۔ اس کی جھلک دیکھنی ہو تو علامہ عبد الستار ہمدانی کی ”خزینۃ العلم فی تصانیف المجدد الاعظم “نامی کتاب دیکھی جا سکتی ہے، جو 1500 صفحات پر مشتمل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ اس قدر مضبوط تھا کہ چودہ سو سال کی کتابیں حفظ تھیں، جو چیز ایک بار دیکھ لیتے پھر کبھی نہ بھولتے، بڑے بڑے مفتیان کرام کو جب کوئی مسئلہ کسی کتاب میں نہ ملتا تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ آپ فوراً فرمادیتے کہ فلاں کتاب کی فلاں جلد کے فلاں صفحہ کی فلاں سطر میں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی و پریز گار، عابد و زاہد تھے۔ نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے، شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز یا روزہ نہ چھوڑتے، دن میں صرف دو یا اڑھائی گھنٹے آرام فرماتے اور بقیہ سارا وقت تصنیف و تالیف، فتوی نویسی، عبادت و ریاضت میں صرف کرتے، کھانا بھی صرف دو وقت قلیل مقدار میں تناول فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کے سچے عاشق رسول تھے۔ حضور ﷺ کا نام مبارک سنتے تو آنکھوں میں آنسو بھر جاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے عشق و محبت میں ڈوب کر بے شمار نعتیں لکھیں۔ حضور ﷺ کے خصائل، معجزات اور فضائل پر کثیر کتب تصنیف کیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات کا صدور ہوا۔ ہر جمعرات کو بریلی سے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضہ انور کے پاس حاضر ہو کر صلوۃ و سلام عرض کرتے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں واپس تشریف لے

آتے۔

ایک شخص آپ سے ملنے کے لیے آئے اور وہ بزرگانِ دین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ اس کے ساتھ اس کے خاندان کے کچھ افراد بھی تھے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔اِس شخص کو راستے میں امرتیاں کھانے کی خواہش ہوئی اور اصرار کرنے لگے، ساتھیوں نے کہا: واپسی پر کھلائیں گے۔ جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کسی صاحب نے امرتیاں بطور تحفہ پیش کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد فاتحہ تقسیم کرنے کا کہا۔ داڑھی والوں اور سادات کو دُوگنا اور عام افراد کو نصف حصہ دیا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس صاحب کو دوگنا دیا جائے، تقسیم کرنے والے نے کہا: حضور! اِن کے داڑھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اِن کا جی چاہ رہا ہے۔ وہ شخص سیدی اعلیٰ حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوگئے اور مرید ہو کر بزرگانِ دین کی تعظیم شروع کر دی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف کیں۔اِس کے علاوہ قرآن مجید کا ترجمہ کنزالایمان کے نام سے کیا جو بہترین اور موجود تمام تراجم پر فائق ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس ترجمہ کو لے کر پڑھنے کے لیے گھروں میں رکھیں، دوسروں کو تحفہ دیں اور اپنی بہنوں و بیٹیوں کو بھی جہیز میں دیں۔

جب قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں اور دیگر گمراہ فرقوں نے بد مذہبیت کو پھیلانا شروع کیا اور مسلمان کو بات بات پر مشرک و بدعتی کہنا شروع کیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی تصانیف کے ذریعہ ان کے چہرے بے نقاب کیئے اور ایمان کے

لٹیروں کی نشاندہی کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی جو فتاوی جات تحریر کیئے وہ سارے تو نہ جمع ہو سکے البتہ جو جمع ہو گئے وہ 33 ضخیم جلدوں میں مطبوع ہیں۔ دیگر اہم کتب میں تمہید الایمان، الدولۃ المکیہ، تجلی الیقین، الامن والعلیٰ، حیات الموات، سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، خالص الاعتقاد، انباء الحی اور حدائق بخشش شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 25 صفر المظفر 1340ھ کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

❀ ❀ ❀

سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر قرآن، صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ 21 صفر المظفر 1300 ہجری / یکم جنوری 1883ء کو مرادآباد، ہند میں پیدا ہوئے۔

آپ نے درس نظامی، فتاوی نویسی اور دیگر علوم وفنون حاصل کر کے 20 سال کی عمر میں فارغت حاصل کی۔ دینی علوم کے ساتھ علم طب بھی حاصل کیا اور بہترین طبیب بنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سید محمد گل قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی، اکثر آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے۔ امام اہل سنت نے آپ کو اپنی خلافت سے بھی نوازہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہترین مصنف، مدرس، مفتی، خطیب اور طبیب تھے۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر ساری زندگی دین متین کی خدمت اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال کا تحفظ فرماتے رہے۔ آزادی پاکستان کے لیے بے شمار قربانیاں دیں اور مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں۔ بعض کے اسما درج ذیل ہیں:

☆ تفسیر خزائن العرفان ☆ سوانح کربلا ☆ الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ ☆ کتاب العقائد ☆ آداب الاخیار۔

تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کو کامیاب کرنے کے لیے اپنے خلفا، تلامذہ، مریدین اور دیگر علما کے ساتھ مل کر مسلسل جدجہد کرتے رہے، یہاں

تک کہ پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 19 ذی الحجہ 1367ھ / 23 اکتوبر 1948ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک جامعہ نعیمیہ، مرادآباد کی مسجد کے بائیں گوشہ میں مرجع خلائق ہے۔

❁ ❁ ❁

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

صدر الشریعہ، بدرالطریقہ، مفتی امجد اعلی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ 1300ھ / 1982ء میں ہند کے قصبے مدینۃ العلما، گھوسی میں پیدا ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ضروری تعلیم اپنے دادا سے حاصل کی، پھر اپنے قصبہ کے دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ ابتدائی ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث شریف کے لیے استاذالمحدثین مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد آپ نے علم طب حاصل کیا۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کا حافظہ بھی غضب کا تھا۔ جو ایک دفعہ پڑھتے، سنتے، یاد ہو جاتا۔ آپ کو امام اہل سنت سے بڑی محبت تھی۔ سیدی اعلی حضرت جب تک زندہ رہے آپ بریلی شریف میں ہی مقیم رہے، امام اہل سنت نے آپ کو خلافت و اجازت سے بھی نوازہ تھا اور صدرالشریعہ کا خطاب بھی دیا تھا۔ امام اہل سنت نے قرآن مجید کا ترجمہ کنزالایمان آپ ہی کی خواہش پر کیا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بہت قدردان تھے۔ اسی وجہ سے خدمت دین میں بے حد مصروف رہتے۔ نماز و روزے کے بے حد پابند تھے۔ ایک بار بیماری کی وجہ سے ایک نماز قضا ہو گئی، تو ہوش آنے پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ارشاد فرمایا: بارگاہ خداوندی میں ایک حاضری سے محروم ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُردو زبان میں فقہ حنفی کے مسائل پر مشتمل بہار شریعت کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی، جو عوام و خواص میں بے حد مقبول ہوئی۔ اس کتاب کے دیگر زبانوں میں بھی تراجم ہوئے ہیں۔ آپ کی دوسری مشہور کتاب فتاوی امجدیہ

ہے۔ جو 4 ضخیم جلدوں میں مطبوع ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 6 ستمبر 1948ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک قصبہ مدینۃ العلما، گھوسی، ہند میں مرجع خلائق خاص وعام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے 15 دن بعد قبر سے چٹائیاں ہٹائی گئیں، تو وہاں سے خوشبو آنی شروع ہوگئی، جو کئی دن تک آتی رہی۔ جسے سونگھنے کے لیے دور دور سے لوگ آتے رہے۔ ایک صاحب کے گردے میں پتھری تھی، بہت علاج کروایا، مگر شفا نہیں مل رہی تھی۔ تو اس نے آپ کی قبر مبارک کی مٹی استعمال کی تو فوراً شفا مل گئی۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

صدرالافاضل کے مایہ ناز شاگرد، حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت یکم مارچ 1894ء / 4 جمادی الاولیٰ 1314ھ بدایوں، ہند میں ہوئی۔

آپ کے والد ایک جید عالم دین تھے، اُن کو تین مرتبہ حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور وہ اپنے علاقہ کی مسجد میں ساری زندگی فی سبیل اللہ امامت و خطابت فرماتے رہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے اور بقیہ علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ آپ نے اپنے اساتذہ کے ذریعہ چوبیس علوم میں مہارت حاصل کی۔

آپ کا رنگ سفید سرخی مائل، قد پانچ فٹ گیارہ انچ، داڑھی گھنی، چار انگلی لمبی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد سادہ درویش صفت انسان تھے۔ اپنے اوقات کو مختلف مشاغل کے لیے تقسیم کر رکھا تھا۔ ہر کام کو اس کے وقت کے مطابق ادا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی تدریس، تصنیف، افتا اور خطابت کے ذریعہ دین و قوم کی خدمت کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بد مذہبوں اور غیر مسلموں سے کئی مناظرے کیئے، جن میں آپ کو ہمیشہ فتح نصیب ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت اور کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ

اللہ علیہ نے چھوٹی بڑی 70 سے زائد کتب تصانیف فرمائیں، جن میں سے کچھ تقسیم ہند کے دوران ضائع ہو گئیں۔ اِن کے علاوہ دیگر تصانیف میں سے یہ ہیں:

نورالعرفان:

امام اہل سنت امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر تفسیری حاشیہ۔

تفسیرنعیمی:

یہ قرآن مجید کی ضخیم تفسیر ہے، صرف گیارہویں پارے تک ہی پہنچے تھے کہ انتقال کر گئے۔

دیگر کتب میں ☆شرح مشکوۃ 8 جلدیں ☆اسلامی زندگی ☆شان حبیب الرحمن ☆سلطنت مصطفےٰ ﷺ ☆امیر معاویہ پر ایک نظر ☆جاء الحق وغیرہ شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 3 رمضان المبارک 1391ھ / 24 اکتوبر 1971ء کو گجرات، پاکستان میں انتقال فرمایا اور یہیں مزار شریف بھی ہے۔

❁ ❁ ❁

باب سوم

طہارت کا بیان

نجاستوں کے احکام

نجاست دو طرح کی ہے اور اُن کے احکام بھی الگ الگ ہیں۔

1. نجاست غلیظہ
2. نجاست خفیفہ

نجاست غلیظہ:

انسان کے بدن سے ایسی جو بھی چیز خارج ہو، جس سے غسل یا وضو واجب ہو جائے، نجاست غلیظہ کہلاتی ہے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، حیض و نفاس، استحاضہ کا خون، مذی، ودی وغیرہ۔[1]

نجاست غلیظہ کا حکم:

نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے، تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بغیر پاک کیئے نماز پڑھی لی تو ہو گی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر بہ نیت اِستِخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ پاک کیے بغیر نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ پاک کیے بغیر نماز ہو گئی، مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے چونکہ کھانا نہیں کھاتے، اس لیے ان

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:51

کا پیشاب ناپاک نہیں ہوتا یہ غلط ہے۔ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ شِیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر بھر مونھ ہے نَجاستِ غلیظہ ہے۔[1]

نجاست خفیفہ:

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، جیسے گائے، بیل، بکری، اونٹ وغیرہا اُن سب کا پیشاب نیز گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ اور جس پرندہ کا گوشت حرام ہے، چاہے شکاری ہو یا نہیں مثلاً کوا، چیل، شکرا، باز وغیرہا اِن کی بیٹ بھی نجاست خفیفہ ہے۔[2]

نجاست خفیفہ کا حکم:

نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصے یا بدن کے جس عضو میں لگی ہو، اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے۔ مثلاً آستین میں نجاست خفیفہ لگی ہوئی ہے تو اگر آستین کی چوتھائی سے کم ہے یا دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم ہے یا اسی طرح ہاتھ میں لگی ہے، تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے۔ اس صورت میں پڑھی گئی نماز ہو جائے گی۔ البتہ اگر پوری چوتھائی حصے میں لگی ہو تو پاک کیئے بغیر نماز نہیں ہو گی۔[3]

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:389

(2)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:51

(3)... ایضاً

نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ:

جو نجاست کپڑے یا بدن پر لگی ہو، اُس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہا تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں، بلکہ اُس نجاست کو دور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ اور اگر چار، پانچ مرتبہ دھونے سے پاک ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کرلینا مستحب ہے۔

اگر نجاست پتلی ہو تو تین مرتبہ دھونے پڑے گا اور تینوں مرتبہ پوری قوت سے کپڑا نچوڑنا پڑے گا، پھر کپڑا پاک ہو گا۔ اور پوری قوت سے نچوڑے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی پوری طاقت لگا کر اس طرح نچوڑے کی اگر پھر نچوڑے تو کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کرکے کہ قیمتی کپڑا ہے کہیں ضائع نہ ہو جائے، اچھی طرح نہ نچوڑا تو پاک نہ ہو گا۔[1]

❀ ❀ ❀

(1)… ایضاً، ص:52

حیض کے مسائل

حیض، استحاضہ اور نفاس کی تعریف:

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے، بیماری یا بچہ پیدا ہونے سے نہ ہو اسے حیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو استحاضہ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد ہو تو نفاس کہتے ہیں۔[1]

مسئلہ:

حَیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حَیض نہیں اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔[2]

مسئلہ:

۷۲ گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حَیض نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے ہاں اگر کرن چمکی تھی کہ شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حَیض ہے اگرچہ دن بڑھنے کے زمانہ میں طلوع روز بروز پہلے اور غروب بعد کو ہوتا رہے گا اور دن چھوٹے ہونے کے زمانہ میں آفتاب کا نکلنا بعد کو اور ڈوبنا پہلے ہوتا رہے گا جس کی وجہ سے ان تین دن رات کی مقدار ۷۲ گھنٹے ہونا ضرور نہیں مگر عین طلوع سے طلوع اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے۔[3]

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:371

(2)... ایضاً

(3)... ایضاً

مسئلہ:

یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے تب ہی حَیض شمار ہو گا بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے تب بھی حَیض ہی ہے۔

مسئلہ:

حمل والی کو جو خون آیا اِستحاضہ ہے۔

مسئلہ:

حَیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرجِ خارِج میں آگیا، تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے فرجِ خارِج میں نہیں آیا، داخل ہی میں رُکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حَیض والی نہ ہو گی۔ نمازیں پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔

مسئلہ:

حَیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ سفید رنگ کی رطوبت حَیض نہیں۔

مسئلہ:

کسی کو پورے تین دن رات خون آکر بند ہو گیا اور اس کی عادت اس سے زِیادہ کی تھی پھر تین دن رات کے بعد سفید رطوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اس کے لیے صرف وہی تین دن رات حَیض کے ہیں اور عادت بدل گئی۔

مسئلہ:

تین ۳ دن رات سے کم خون آیا، پھر پندرہ دن تک پاک رہی، پھر تین دن رات

سے کم آیا، تو نہ پہلی مرتبہ کا حَیض ہے نہ دوسری مرتبہ کا، بلکہ دونوں اِستحاضہ ہیں۔

مسئلہ:

طلوع و غروب کے علاوہ اگر کسی اور وقت حیض شروع ہوا، تو وہی چوبیس گھنٹے کا ایک دن اور ایک رات شمار ہو گا۔ مثلاً آج صبح کو نو بجے شروع ہوا تو کل صبح ٹھیک نو بجے ایک دن شمار ہو گا۔

مسئلہ:

نو سال کی عمر سے پہلے جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ:

حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے اور اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ:

حیض والی عورت کے لیے رمضان میں چھپ کر کھانا کھانا بہتر ہے۔

مسئلہ:

روزے کی حالت میں حیض آیا یا نفاس شروع ہو گیا، تو روزہ جاتا رہا۔ اُس کی قضا کرے۔ اگر روزہ فرض تھا تو قضا فرض ہے اور اگر روزہ نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

مسئلہ:

حالت حیض کے دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔

مسئلہ:

نماز پڑھنے کے دوران حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے۔ البتہ اگر نفل

نماز تھی تو اس کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ:

حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید دیکھ کر زبانی پڑھنا اور اُس کا چھونا، اگرچہ اُس کی جلد ہو، یا غلاف یا حاشیہ کو ہاتھ لگانا یا انگلی کی نوک لگانا یا اس کو بدن کا کوئی حصہ لگانا سب حرام ہے۔

مسئلہ:

کسی کاغذ پر کوئی سورت یا آیت لکھی ہو، اس کا بھی چھونا حرام ہے۔

مسئلہ:

معلمہ کو حیض یا نفاس ہو تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:

قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے۔ ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

مسئلہ:

حالت حیض میں جماع کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔

مسئلہ:

ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کیا تو سخت گنہگار ہوئے، توبہ فرض ہے۔ البتہ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں

کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:

دو حیضوں کے درمیان پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ اگر پورے پندرہ دن نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو وہ استحاضہ ہے۔[1]

حیض کی حکمت:

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃً ضرورت سے کچھ زِیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو نہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قِسم قِسم کی بیماریاں ہو جائیں۔

ہسٹریا کیا ہے؟

بعض لڑکیوں کو شادی سے پہلے ماہواری کی خرابی اور بُرے خیالات کی وجہ سے ہسٹریا نامی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹروں اور ماہرین نفسیات نے اس بیماری کے درج ذیل اسباب بتائے ہیں:

ایام ماہواری کی خرابی، غم و غصہ اور خوف و مایوسی کا زیادہ ہونا، نفسانی جذبات کی

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1 ص:42 و اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:372

شدت، لڑکیوں کا زیادہ عمر تک کنوارہ رہنا اور اُن کی شادی نہ کرنا، فلمیں دیکھنا، ذکاوت حس اور عشقیہ ناول پڑھنا وغیرہ۔

اس مرض کی شکار خواتین میں مرض کی شدت کے حساب سے مختلف علامات ہو سکتی ہیں۔ البتہ جو علامات زیادہ نظر آتی ہیں اُن میں بعض اوقات لڑکی کو غصہ اتنا زیادہ آتا ہے کہ وہ گھر کے برتن توڑنا شروع کر دیتی ہے۔ بعض اوقات لڑکی کے ہاتھ، پاؤں میں کھچاؤ آجاتا ہے، آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور گلے میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کی اور بھی علامات ہیں۔ لڑکی کی ایسی حالت دیکھ کر والدین اور دیگر عزیز و اقارب پریشان ہوتے ہیں اور زیادہ تر اسے جادو یا آسیب تصور کرتے ہیں اور لڑکی کو عملیات والے کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور پیشہ ور عامل ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ لڑکی پر جنات ہیں یا کسی نے کالا جادو کر دیا ہے، کیونکہ ایسی مریضہ اُن کے روزگار کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس طرح والدین پیشہ ور عاملوں کے ذریعہ پیسہ بھی برباد کرتے ہیں اور مریضہ کو آرام بھی نہیں آتا۔

ایسی حالت میں علاج کروانا چاہیے اور عاملوں کے چکروں سے بچنا چاہیے، یہ مرض ہی اس طرح کا ہے کہ علاج معالجہ سے مستقل فائدہ نہیں ہوتا مرض پھر لوٹ آتا ہے۔ سمجھداری یہی ہے کہ والدین مریضہ کی جلد از جلد شادی کر دیں، اب تک کا تجربہ یہی ہے کہ جیسے ہی شادی ہو گی یہ مرض مستقل ختم ہو جائے گا۔ اور سمجھدار ڈاکٹر بھی ہمیشہ علاج کے ساتھ مریضہ کے لیے شادی ہی تجویز کرتے ہیں۔

❀ ❀ ❀

نفاس کا بیان

نفاس کی تعریف:

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے، اس کو نفاس کہتے ہیں، اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ یعنی اگر چالیس دن کے بعد بھی بند نہ ہو تو مرض ہے۔ لہذا چالیس دن پورے ہوتے ہی غسل کرے اور چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے، خواہ بچّہ کی ولادت کے بعد ایک مِنَٹ ہی میں بند ہو جائے تو جس وقت بھی بند ہو غسل کرلے اور نَمازوروزہ شُروع ہوگئے۔ اگر 40 دن کے اندر اندر دوبارہ خون آگیا تو شُروعِ ولادت سے ختمِ خون تک سب دن نفاس ہی کے شمار ہوں گے۔ مَثَلًا ولادت کے بعد دو مِنَٹ تک خون آکر بند ہو گیا اور غسل کرکے نَماز روزہ وغیرہ کرتی رہی، 40 دن پورے ہونے میں فقط دو مِنَٹ باقی تھے کہ پھر خون آگیا تو سارا چِلّہ یعنی مکمّل 40 دن نفاس کے ٹھہریں گے۔ جو بھی نَمازیں پڑھیں یا روزے رکھّے سب بَیکار گئے، یہاں تک کہ اگر اس دَوران فرض وواجِب نَمازیں یا روزے قضا کئے تھے تو وہ بھی پھر سے ادا کرے۔[1]

مسئلہ:

کسی کو چالیس ۴۰ دن سے زِیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا، تو چالیس ۴۰ دن رات نِفاس ہے باقی اِستحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نِفاس ہے اور جتنا زِیادہ ہے وہ اِستحاضہ، جیسے عادت تیس ۳۰ دن کی تھی اس بار پینتالیس ۴۵ دن آیا تو

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:4، ص:354

تیس ۳۰ دن نِفاس کے ہیں اور پندرہ ۱۵ اِستحاضہ کے۔

مسئلہ:

جس عورت کے دو ۲ بچے جوڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ ۶ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نِفاس سمجھا جائے گا، پھر اگر دوسرا چالیس ۴۰ دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے سے چالیس ۴۰ دن تک نِفاس ہے، پھر اِستحاضہ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا اِستحاضہ ہے نِفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ:

اگر دونوں میں چھ مہینے یا زِیادہ کا فاصلہ ہے تو دوسرے کے بعد بھی نِفاس ہے۔

مسئلہ:

ایسی عورت کو مسجد میں جانا، خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو انکے لیے حرام ہے۔

مسئلہ:

حیض و نفاس والی عورت نماز کے وقت میں وضو کرکے اتنی دیر جتنی دیر نماز پڑھنے میں لگاتی تھی، ذکر الٰہی، درود شریف اور دیگر اوارد و ظائف میں مشغول رہے تاکہ عادت برقرار رہے۔[1]

---

(1)... عالمگیری،الفتاوی الھندیہ،ج:1،ص:42 و اعظمی،بہارشریعت،ج:1، ص: 372

مسئلہ:

نِفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے، اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں حَرَج نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن تک الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یہ ہندؤوں کی رسمیں ہیں، ایسی بے ہُودہ رسموں سے اِحتِیاط لازم، اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہولے اگرچہ نِفاس ختم ہولیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے کو قابل نماز کے جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمم کر لیں۔[1]

❀ ❀ ❀

(1)...بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:4، ص:355

استحاضہ کابیان

استحاضہ وہ خون ہے جو بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے آئے، لیکن نہ تو عادی طورر پر اور نہ بچہ کی پیدائش کے بعد بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو۔

مسئلہ:

اِستحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔

مسئلہ:

اِستحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وُضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ:

اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وُضو کر کے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہو گا۔

مسئلہ:

خون بہتے میں وُضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہو گیا اور اسی وُضو سے نماز پڑھی اور اس کے بعد جو دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔ یوہیں اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے میں بالکل نہ آیا جب بھی اعادہ کرے۔

مسئلہ:

فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وُضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے کسی نے عصر کے وقت وُضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وُضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وُضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وُضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔

مسئلہ:

اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے، مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔[1]

❁ ❁ ❁

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:44 و اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:385

استنجا کرنے کا طریقہ

بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔

اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور جننیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

دعا پڑھنے کے بعد اُلٹا قدم رکھ کر داخل ہوں، ڈوپٹے کو اچھی طرح سر پر لپیٹ لیں تاکہ اس کا کوئی کنارہ وغیرہ نجاست میں گر کر ناپاک نہ ہو جائے۔ ننگے سر بیت الخلا میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ عورت کا بلا عذر غیر محرم کے سامنے سر کھولنا حرام ہے۔ جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھیں تو منہ اور پیٹھ دونوں میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف نہ ہو۔ اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھ گئی، تو یاد آتے ہی فوراً قبلہ کی طرف سے رخ بدل دیں۔ اس میں اُمید ہے کہ اس کے لیے مغفرت فرما دی جائے۔[1]

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضور نبی مکرم ﷺ کے زمانے میں مشرکین کی مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، تو انھوں نے کہا: ہم تمہارے ساتھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے ہیں کہ تمھیں بیت الخلا میں جانے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں۔ یہ بات ان لوگوں کو بطور مذاق کہی تو مسلمانوں نے (جواباً) کہا: (ہاں سکھاتے ہیں)۔ چنانچہ اُن لوگوں نے مسلمانوں سے پوچھا: تو انھوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قبلہ رخ نہ ہوں اور نہ قبلہ کی

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:53

طرف پیٹھ کریں اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کریں، ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ نیز تین پتھروں سے استنجا کرنے کا حکم دیا"۔[1]

جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو لیں، کپڑا بدن سے نہ ہٹائیں اور نہ ضرورت سے زیادہ بدن کھولیئے۔ پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھیں اور کسی بھی دینی مسئلے پر غور نہ کریں کہ یہ باعث محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب نہ دیں اور اگر چھینک آجائے تو زبان سے نہیں بلکہ دل میں الحمدﷲ کہیے۔ بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے اور نہ نجاست کو دیکھیں جو بدن سے نکلے اور دیر تک نہ بیٹھیں کہ اس سے بواسیر ہونے کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکیں، نہ ناک صاف کریں اور نہ بلاضرورت کھنکاریں، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھیں، نہ بلاضرورت بدن کو چھوئیں، نہ آسمان کی طرف دیکھیں، بلکہ شرم وحیا کے ساتھ سر جھکائے رکھیں۔[2]

فارغ ہونے کے بعد پہلے پیشاب اور پھر پاخانہ کا مقام دھوئیں اور عورت کے لیے پانی سے استنجے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور انگلیوں کے پیٹ سے دھوئے۔ انگلیوں کا سرا نہ لگے کہ نجاست کا ناخن کے اندر پھنسنے کا خدشہ ہے بالخصوص جن عورتوں کے ناخن بڑے ہوتے ہیں۔ پہلے بیچ کی انگلی اونچی رکھیئے، پھر جو اس کے ساتھ والی انگلی ہے، اس کے بعد چھنگلیا اونچی رکھیئے اور خوب مبالغہ

---

(1)... شیبانی، کتاب الآثار، باب الاستنجاء، الرقم:38

(2)...عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:54 و اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:409

کے ساتھ دھوییے۔ تین انگلیوں سے زیادہ طہارت حاصل نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملیں، یہاں تک کہ طہارت حاصل ہو جائے۔[1]

بیت الخلا سے باہر تشریف لانے سے قبل کپڑوں کو اچھی طرح درست کر لیں اور پھر نکلیں، بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جلدی جلدی کپڑوں کو درست کرتے ہوئے باہر آتے ہیں۔ یہ بُری عادت ہے، اچھی عادت وہ ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں اور پھر یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے اذیت دور کی اور مجھے عافیت دی۔

❀ ❀ ❀

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:55

طہارت کے احکام ومسائل

نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔ طہارت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور حرام مال میں سے دیا جانے والا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا"۔[1]

طہارت کی اقسام:

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

طہارت صغری

طہارت کبریٰ

طہارتِ صغریٰ سے مراد وُضو اور طہارتِ کبریٰ سے مراد غُسل ہے۔

حدث اصغر وحدث اکبر:

جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں۔ اور جن چیزوں سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔[2]

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:443

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:282

وضو کے فرائض:

وضو میں چار فرائض ہیں:

منہ دھونا۔

کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا۔

سر کا مسح کرنا۔

ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔(1)

عضو دھونے کی تعریف:

کسی عُضُوْ کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عُضُوْ کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وُضو یا غسل ادا ہو، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔(2)

فرض کی تعریف:

ہمارے (احناف کے) نزدیک فرض اُس حکم کو کہتے ہیں، جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو، جس میں شبہ نہ ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا کرنے والا مستحق ثواب اور اس کا ترک کرنے والا مستحق عقاب ہو گا۔

---

(1)... المائدہ: 6

(2)...اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:288

وضو کی سنتیں:

وضو کی بارہ سنتیں ہیں۔

1. نیت کرنا۔
2. بسم اللہ پڑھنا، اگر وضو سے قبل بسم اللہ و الحمد اللہ کہہ لیں تو جب تک باوضو رہیں گئے، فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گئے۔
3. دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔
4. تین بار مسواک کرنا۔
5. تین چلو سے تین بار کلی کرنا۔
6. روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا۔
7. تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔
8. مرد کی داڑھی ہو تو اس کا خلال کرنا۔
9. ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
10. پورے سر کا ایک ہی بار مسح کرنا۔
11. کانوں کا مسح کرنا۔
12. فرائض میں ترتیب قائم رکھنا، یعنی جن اعضا کو دھونا فرض ہے۔ اُن میں پہلے منہ پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا، پھر سر کا مسح کرنا اور پھر پاؤں دھونا اور پے در پے وضو کرنا یعنی ایک عضو سوکھنے نہ پاءے کہ دوسرا عضو دھولینا۔[1]

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:8

سنت کی تعریف:

سنت وہ فعل ہے جس پر حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی کبھار ترک کے ساتھ ہمیشگی فرمائی۔ یا یہ کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے کرنے کی تاکید فرمائی، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا بہت بُرا ہے۔ یہاں تک کہ جو اس کے چھوڑنے کی عادت ڈال لے، وہ عذاب کا مستحق ہے۔

سنت پر عمل کی فضیلت:

حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

" جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ (یعنی اُس پر عمل کرتا رہا) تو اس کے لیے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے "۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

" جس نے میری سنت کو زندہ کیا، گویا اُس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا، میرے ساتھ جنت میں ہو گا "۔[2]

وضو کے مستحبات:

وضو کے درج ذیل 22 مستحبات ہیں:

---

(1)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:43

(2)... ترمذی، السنن، ج:2، الرقم:576

1. قبلہ رُو اونچی جگہ بیٹھنا۔
2. پانی بہاتے وَقت اَعضاء پر ہاتھ پَھیرنا۔
3. اطمینان سے وُضو کرنا۔
4. اَعضائے وُضو پر پہلے پانی چُپڑ لینا خُصوصاً سردیوں میں۔
5. وُضو کرنے میں بِغیر ضَرورت کسی سے مدد نہ لینا۔
6. سیدھے ہاتھ سے کُلّی کرنا۔
7. سیدھے ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھانا۔
8. اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
9. اُلٹے ہاتھ کی چُھنگلیا ناک میں ڈالنا۔
10. اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کی پُشت کا مَسح کرنا۔
11. کانوں کا مَسح کرتے وقت بھیگی ہوئی چُھنگلیاں (یعنی چھوٹی انگلیاں) کانوں کے سُوراخوں میں داخِل کرنا۔
12. اَنگوٹھی کو حرکت دینا جب کہ ڈِھیلی ہو اور یہ یقین ہو کہ اِس کے نیچے پانی بہ گیا ہے اگر سخت ہو تو حرکت دے کر انگوٹھی کے نیچے پانی بہانا فرض ہے۔
13. مَعذورِ شَرعی نہ ہو تو نَماز کا وقت شُروع ہونے سے پہلے ہی وُضو کر لینا۔
14. اسلامی بہن جو کامل طور پر وُضو کرتی ہے یعنی جس کی کوئی جگہ پانی بہنے سے نہ رَہ جاتی ہو اُس کا کُوَوں (کُو۔اوں یعنی ناک کی طرف آنکھوں کے کونے) ٹَخنوں، اَیڑیوں، تلووں، کُونچوں (یعنی اَیڑیوں کے اوپر موٹے پٹھّے) گھائیوں (اُنگلیوں کے درمیان والی جگہوں) اور کُہنیوں کا خُصوصِیّت کے ساتھ

خیال رکھنا اور بے خیالی کرنے والیوں کے لئے تو فَرض ہے کہ ان جگہوں کا خاص خیال رکھیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ جگہیں خُشک رَہ جاتی ہیں اور یہ بے خیالی ہی کا نتیجہ ہے ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض ہے۔

15. وُضو کا لوٹا اُلٹی طرف رکھئے اگر طشت یا پَتیلی وغیرہ سے وُضو کریں تو سیدھی جانِب رکھئے۔

16. چہرہ دھوتے وقت پیشانی پر اس طرح پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اُوپر کا کچھ حصّہ بھی دُھل جائے۔

17. دونوں ہاتھوں سے مُنہ دھونا۔

18. ہاتھ پاؤں دھونے میں اُنگلیوں سے شُروع کرنا۔

19. ابتِداء میں بِسم اللہ کے ساتھ ساتھ دُرُود شریف اور کَلِمۂ شہادت پڑھ لینا۔

20. وُضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکیں کہ شیطان کا پنکھا ہے۔

21. بعدِ وُضو مِیانی (یعنی پاجامہ کا وہ حصّہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے) پر پانی چھِڑکنا۔

22. اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رَکعت نَفل ادا کرنا جسے تَحِیَّۃُ الْوُضُو کہتے ہیں۔[1]

مستحب کی تعریف:

مستحب وہ عمل ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند ہے۔ مگر نہ کرنے پر کچھ ناپسندی نہیں۔ اُس عمل کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ گناہ نہیں۔[2]

(1)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:10

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:283

وضو کا طریقہ:

کعبۃُ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے اُونچی جگہ بیٹھنا مستحب ہے۔ وُضو کیلئے نیّت کرنا سنّت ہے۔ نیّت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، دل میں نیّت ہوتے ہوئے زَبان سے بھی کہہ لینا افضل ہے۔ لہٰذا زبان سے اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں حکمِ الٰہی بجا لانے اور پاکی حاصل کرنے کیلئے وُضو کر رہی ہوں۔ بِسمِ اللہ کہہ لیجئے کہ یہ بھی سنّت ہے۔ بلکہ بسمِ اللہِ وَالحمدُ لِلّٰہ کہہ لیجئے کہ جب تک باوُضو رہیں گی فِرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔

اب دونوں ہاتھ تین تین بار پہنچوں تک دھوئیے، (نل بند کر کے) دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کا خِلال بھی کیجئے۔ کم از کم تین بار دائیں بائیں اُوپر نیچے کے دانتوں میں مِسواک کیجئے اور ہر بار مِسواک کو دھو لیجئے۔ حُجۃُ الاِسلام حضرت سیّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: "مسواک کرتے وقت نَماز میں قرآنِ مجید کی قِراءَت اور ذِکرُ اللہ کے لئے مُنہ پاک کرنے کی نیّت کرنی چاہئے۔

اب سیدھے ہاتھ کے تین چُلّو پانی سے (ہر بار نل بند کر کے) اس طرح تین کُلّیاں کیجئے کہ ہر بار مُنہ کے ہر پُرزے پر پانی بہ جائے اگر روزہ نہ ہو تو غَرغَرہ بھی کر لیجئے۔ پھر سیدھے ہی ہاتھ کے تین چُلّو (اب ہر بار آدھا چُلّو پانی کافی ہے) سے (ہر بار نل بند کر کے) تین بار ناک میں نرم گوشت تک پانی چڑھائیے اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک کی جَڑ تک پانی پہنچائیے، اب (نل بند کر کے) اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کر لیجئے اور چھوٹی اُنگلی ناک کے سُوراخوں میں ڈالئے۔ تین بار سارا چِہرہ اِس طرح دھوئیے کہ جہاں سے

عادَتاً سر کے بال اُگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ پھر پہلے سیدھا ہاتھ اُنگلیوں کے سِرے سے دھونا شروع کرکے کُہنیوں سَمیت تین بار دھوئیے۔ اِسی طرح پھر اُلٹا ہاتھ دھولیجئے۔ دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھونا مُستَحَب ہے۔ اگر چُوڑی، کنگن یا کوئی سے بھی زیورات پہنے ہوئے ہوں تو ان کو ہِلا لیجئے تاکہ پانی انکے نیچے کی جلد پر بہ جائے۔ اگر ان کے ہِلائے بِغیر پانی بہ جاتا ہے تو ہِلانے کی حاجت نہیں اور اگر بِغیر ہِلائے یا بِغیر اُتارے پانی نہیں پہنچے گا تو پہلی صورت میں ہِلانا اور دوسری صورت میں اُتارنا ضَروری ہے۔

اکثر اسلامی بہنیں چُلّو میں پانی لیکر پہنچے سے تین بار چھوڑ دیتی ہیں کہ کُہنی تک بہتا چلا جاتا ہے اِس طرح کرنے سے کُہنی اور کلائی کی کَروَٹوں پر پانی نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے لہٰذا بیان کردہ طریقے پر ہاتھ دھوئیے۔ اب چُلّو بھر کر کُہنی تک پانی بہانے کی حاجت نہیں بلکہ (بِغیر اجازتِ شرعی ایسا کرنا) یہ پانی کا اِسراف ہے۔ اب (نل بند کرکے) سر کا مسح اِس طرح کیجئے کہ دونوں اَنگوٹھوں اور کلِمے کی اُنگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین تین اُنگلیوں کے سِرے ایک دوسرے سے مِلا لیجئے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر (ذرا سا دبا کر) کھینچتے ہوئے گُدّی تک اِس طرح لے جائیے کہ اِس دَوران ان اُنگلیوں کا کوئی حصّہ بالوں سے جُدا نہ رہے مگر ہتھیلیاں سَر سے جُدا رہیں، صرف اُن بالوں پر مَسح کیجئے جو سر کے اُوپر ہیں۔ پھر گدّی سے ہتھیلیاں کھینچتے ہوئے پیشانی تک لے آیئے، کلِمے کی اُنگلیاں اور اَنگوٹھے اِس دَوران سَر پر بالکل مَس نہیں ہونے چاہئیں، پھر کلِمے کی اُنگلیوں سے کانوں کی اندرونی سَطح کا اور اَنگوٹھوں سے

کانوں کی باہَری سَطح کا مسح کیجئے اور چُھنگلیاں (یعنی چھوٹی اُنگلیاں) کانوں کے سُوراخوں میں داخِل کیجئے اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کے پچھلے حصّے کا مَسح کیجئے۔

بعض اسلامی بہنیں گلے کا اور دھُلے ہوئے ہاتھوں کی کہُنیوں اور کلائیوں کا مَسح کرتی ہیں یہ سنّت نہیں ہے۔ سر کا مسح کرنے سے قبل ٹُونٹی اچھّی طرح بند کرنے کی عادت بنالیجئے بِلا وجہ نل کُھلا چھوڑ دینا یا اَدھورا بند کرنا کہ پانی ٹپک کر ضائع ہو تا رہے اِسراف ہے۔ اب پہلے سیدھا پھر اُلٹا پاؤں ہر بار اُنگلیوں سے شُروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک بلکہ مُستَحَب ہے کہ آدھی پِنڈلی تک تین تین بار دھولیجئے۔ دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرنا سنّت ہے۔ (خِلال کے دَوران نل بند رکھئے) اس کا مُستَحَب طریقہ یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کی چُھنگلیا (چھوٹی اُنگلی) سے سیدھے پاؤں کی چُھنگلیا کا خِلال شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کیجئے اور اُلٹے ہی ہاتھ کی چُھنگلیا سے اُلٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چُھنگلیا پر ختم کر لیجئے۔(1)

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت:

وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف چہرہ کر کے یہ کلمہ پڑھیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

وضو کے بعد جو یہ کلمہ پڑھتا ہے، اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(2)

(1)... قادری، اسلامی بہنوں کی نماز، ص:15

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:461

وضو کے بعد سورہ قدر پڑھنے کی فضیلت:

حدیثِ مبارک میں ہے: جو وُضو کے بعد ایک مرتبہ سُورۂ قَدر پڑھے تو وہ صِدّیقین میں سے ہے اور جو دو مرتبہ پڑھے تو شُہَداء میں شُمار کیا جائے اور جو تین مرتبہ پڑھے گا تو اللہ میدانِ مَحشر میں اسے اپنے انبیاء کے ساتھ رکھے گا۔

اور جو وُضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر (ایک بار) سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ پڑھ لیا کرے اِن شاءَ اللہ اُس کی نظر کبھی کمزور نہ ہو گی۔[1]

وضو کے مکروہات:

وضو کے درج ذیل 15 مکروہات ہیں:

1. وُضو کیلئے ناپاک جگہ پر بیٹھنا۔
2. ناپاک جگہ وُضو کا پانی گرانا۔
3. اَعضائے وُضو سے لوٹے وغیرہ میں قَطرے ٹپکانا (منہ دھوتے وقت بھرے ہوئے چُلّو میں عُموماً چہرے سے پانی کے قطرے گرتے ہیں اس کا خیال رکھئے)۔
4. قِبلہ کی طرف تھوک یا بلغم ڈالنا یا کُلّی کرنا۔
5. زِیادَہ پانی خرچ کرنا۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت آدھا چُلّو کافی ہے تو اب پورا چُلّو لینا اِسراف ہے۔

6. اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنّت ادا نہ ہو (ٹُونٹی نہ اتنی زِیادہ کھولیں کہ پانی حاجت

(1)... اعظمی، مسائل القرآن، ص:291

سے زیادہ گرے نہ اتنی کم کھولیں کہ سنّت بھی ادا نہ ہو بلکہ مُتَوَسِّط ہو)۔

7. منہ پر پانی مارنا۔
8. منہ پر پانی ڈالتے وَقت پُھونکنا۔
9. ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ رَوافِض اور ہندوؤں کا شِعار ہے۔
10. گلے کا مَسح کرنا۔
11. اُلٹے ہاتھ سے کُلّی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔
12. سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
13. تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مَسح کرنا۔
14. دھوپ کے گرم پانی سے وُضو کرنا۔
15. ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سُوکھا رَہ گیا تو وُضو ہی نہ ہو گا۔

نوٹ: وُضو کی ہر سنّت کا ترک مکروہ ہے اِسی طرح ہر مکروہ کا ترک سنّت۔(1)

وضو کو توڑنے والی چیزیں:

مسئلہ:

پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، منی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں، تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ:

خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:355

صلاحیت تھی، جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر خون چمکا، اُبھرا اور بہا نہیں، جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھر ایا چمک جاتا ہے۔ یا خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا، ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سرخی آگئی، مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا، تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:

زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور بار بار پونچھتے رہے کہ بہنے کی نوبت نہ آئی تو غور کریں کہ اگر نہ پونچھتے اور خون بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اگر نہ بہتا تو نہیں ٹوٹا۔ اگر مٹی یا راکھ ڈال کر سکھاتے رہے تو اُس کا بھی وہی حکم ہے۔

مسئلہ:

پھوڑا یا پھنسی نچوڑنے سے خون بہا۔ اگرچہ ایسا ہوتا کہ اگر نہ نچوڑتے تو نہ بہتا۔ پھر بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:

چھالا نوچ ڈالا، اگر اُس کا پانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ:

منہ سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔
غلبہ کی شناخت یہ ہے کہ اگر تھوک کا رنگ سرخ ہو تو غالب سمجھا جائے گا اور اگر زرد ہو تو مغلوب۔

مسئلہ:

کھانے یا پانی یا صفرا کی منہ بھر قے کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

منہ بھر کے یہ معنیٰ ہیں کہ انھیں بے تکلف نہ روک سکیں۔

مسئلہ:

غافل ہو کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:

عوام میں مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر اپنا یا پرایا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ محض بے اصل ہے، اس طرح وضو نہیں ٹوٹتا۔[1]

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرائض ہیں۔

1. کلی کرنا۔
2. ناک میں پانی چڑھانا۔
3. تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا۔

کلی کرنا:

کلی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ منہ میں تھوڑا سا پانی ڈال کر پچ کر کے باہر نکال دیں۔ بلکہ کلی یہ ہے کہ منہ کے ہر پرزے، گوشت، دانتوں کی کھڑکیوں، ہونٹ، حلق

(1)... ایضاً، ص:353

تک ہر جگہ پانی پہنچ جائے۔

اگر دانتوں میں کوئی چیز پھنسی ہے تو اسے چھوڑانا ضروری ہے۔ اگر روزہ نہ ہو تو غر غرہ بھی کر دیں۔

ناک میں پانی چڑھانا:

جلدی جلدی ناک کی نوک پر پانی لگا لینا، کافی نہیں ہے۔ بلکہ جہاں تک نرم جگہ ہے۔ یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھلنا لازمی ہے اگر رینٹھ جمی ہوئی ہے تو اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہو گا۔ نیز کے اندر موجود بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا:

سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے اور ہر ہر رونگٹے پر پانی بہانا ضروری ہے۔ جسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ اگر احتیاط نہ کی جائے تو وہ سوکھی رہ جائیں گی اور غسل نہ ہو گا۔[1]

غسل کا طریقہ:

بِغیر زَبان ہِلائے دل میں اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں پاکی حاصِل کرنے کیلئے غسل کرتی ہوں۔ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھویئے ، پھر اِستنجے کی جگہ دھویئے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو، پھر جِسم پر اگر کہیں نَجاست ہو تو اُس کو دُور کیجئے پھر نماز کا سا وُضو کیجئے اگر پاؤں رکھنے کی جگہ پر پانی جمع ہے تو پاؤں نہ دھویئے، اور اگر

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:16

سخت زمین ہے جیسا کہ آج کل عُموماً غسل خانوں کی ہوتی ہے یا چَوکی وغیرہ پر غسل کر رہی ہیں تو پاؤں بھی دھو لیجئے، پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چُپَڑ لیجئے، خُصوصاً سردیوں میں (اِس دَوران صابُن بھی لگاسکتی ہیں) پھر تین بار سید ھے کندھے پر پانی بہایئے، پھر تین بار اُلٹے کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار، پھر غسل کی جگہ سے الگ ہو جایئے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھو لیجئے۔ بہارِ شریعت حصّہ 2 صَفْحَہ 42 پر ہے: "سَتْر کھلا ہو تو قِبلہ کو منہ کرنا نہ چاہیے اور تہبند باندھے ہو تو حَرَج نہیں۔" تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہایئے، ایسی جگہ نہایئے کہ کسی کی نظر نہ پڑے، دَورانِ غسل کسی قسم کی گفتگو مت کیجئے، کوئی دُعا بھی نہ پڑھئے، نہانے کے بعد تَولیہ وغیرہ سے بدن پُونچھنے میں حَرَج نہیں۔ نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیجئے۔ اگر مکروہ وَقت نہ ہو تو دو رَکعت نَفل ادا کرنا مُستَحَب ہے۔[1]

غسل کے دوران کی احتیاطیں:

غسل کے دوران بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک اُن کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے، دھلیں گئے نہیں اور غسل نہ ہو گا۔ لہٰذا خواتین غسل کے دوران درج ذیل احتیاطیں لازمی اپنائیں:

1. اگر اسلامی بہن کے سر کے بال گُندھے ہوئے ہوں تو صِرف جڑ تر کر لینا ضَروری ہے کھولنا ضَروری نہیں۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گُندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضَروری ہے۔

(1)... قادری، اسلامی بہنوں کی نماز، ص:50

2. اگر کانوں میں بالی یاناک میں نَتھ کا چھَید (سُوراخ) ہو اور وہ بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ وُضو میں صِرف ناک کے نَتھ کے چھَید میں اور غسل میں اگر کان اور ناک دونوں میں چھَید ہوں تو دونوں میں پانی بہائیے۔

3. بَھووں اور ان کے نیچے کی کھال کا دھونا ضَروری ہے۔

4. کان کا ہر پُرزہ اور اس کے سُوراخ کا منہ دھویئے۔

5. کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائیے۔

6. ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ منہ اُٹھائے بغیر نہ دھلے گا۔

7. ہاتھوں کو اچّھی طرح اٹھا کر بغلیں دھویئے۔

8. بازو کا ہر پہلو دھوئیے۔

9. پِیٹھ کا ہر ذرّہ دھویئے۔

10. پیٹ کی بلٹیں اُٹھا کر دھویئے۔

11. ناف میں بھی پانی ڈالئے اگر پانی بہنے میں شک ہو تو ناف میں انگلی ڈال کر دھویئے۔

12. جسم کا ہر رُونگٹا جڑ سے نوک تک دھویئے۔

13. ران اور پَیڑو (ناف سے نیچے کے حصّے) کا جوڑ دھویئے۔

14. جب بیٹھ کر نہائیں تو ران اور پنڈلی کے جوڑ پر بھی پانی بہانا یاد رکھئے۔

15. دونوں سُرین کے ملنے کی جگہ کا خیال رکھئے، خُصُوصاً جَب کھڑے ہو کر نَہائیں۔

16. رانوں کی گولائی۔

17. اور پِنڈلیوں کی کروٹوں پر پانی بہایئے۔

18. ڈھلکی ہوئی پِستان کو اُٹھا کر پانی بہایئے۔

19. پِستان اور پیٹ کے جوڑ کی لکیر دھویئے۔

20. فرجِ خارِج (یعنی عورت کی شرم گاہ کے باہَر کے حصّے) کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا اُوپر نیچے خوب اِحتیاط سے دھویئے۔

21. فَرجِ داخِل (یعنی شرمگاہ کے اندرونی حصّے) میں انگلی ڈال کر دھونا فرض نہیں مُستَحَب ہے۔

22. اگر حَیض یا نِفاس سے فارِغ ہو کر غُسل کریں تو کسی پُرانے کپڑے سے فَرجِ داخِل کے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مُستَحَب ہے۔[1]

23. اگر نَیل پالِش ناخنوں پر لگی ہوئی ہے تو اس کا بھی چھُڑانا فرض ہے ورنہ وُضو و غسل نہیں ہو گا، ہاں مہندی کے رنگ میں حرج نہیں۔

زخم کی پٹی:

کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا حَرَج ہو، یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہنا ضرر کریگا تو اس پورے عُضْو کو مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی مَوضَعِ حاجت سے زِیادہ نہ رکھی جائے ورنہ مسح کافی نہ ہو گا اور اگر پٹی مَوضَعِ حاجت ہی پر بندھی ہے مثلاً بازو پر ایک طرف زخم ہے اور پٹی باندھنے کے لیے بازو کی اتنی ساری گولائی پر ہونا اس کا ضرور ہے تو اس کے نیچے بدن کا

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:316

وہ حصہ بھی آئے گا جسے پانی ضرر نہیں کرتا، تو اگر کھولنا ممکن ہو کھول کر اس حصہ کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو اگرچہ یوہیں کہ کھول کر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور اس میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کرلے کافی ہے، بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔[1]

زکام اور آشوب چشم:

زکام یا آشوبِ چشم وغیرہ ہو اور یہ گمانِ صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض میں زیادتی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو کُلّی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور گردن سے نہالے اور سر کے ہر ذرّہ پر بِھیگا ہاتھ پھیر لے غُسل ہو جائے گا، بعد صحت سر دھو ڈالے باقی غُسل کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[2]

آٹا اور جمی ہوئی سیاہی کی تہ:

پکانے والے کے ناخن میں آٹا، لکھنے والے کے ناخن وغیرہ پر سیاہی کا جرم، عام لوگوں کے لیے مکّھی مچھر کی بیٹ اگر لگی ہو تو غُسل ہو جائیگا۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہو گئی۔

متفرق مسائل:

- بال میں گِرہ پڑ جائے تو گِرہ کھول کر اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔

---

(1)... ایضاً، ص:318

(2)... ایضاً

- بے وضو یا وہ جس پر غسل فرض ہو، اُن کو فقہ، تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چھوا، اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو مضائقہ نہیں، مگر آیت قرآنی یا اس کے ترجمے پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔
- درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کرکے پڑھیں۔[1]
- جس پر چند غُسل ہوں سب کی نیت سے ایک غُسل کر لیا سب ادا ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔[2]

غسل فرض ہونے کے اسباب:

غسل فرض ہونے کے درج ذیل پانچ اسباب ہیں:

1. مَنی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضُوْ سے نکلنا سببِ فرضیتِ غُسل ہے۔
2. احتلام ہونا یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا۔
3. حَشفہ یعنی سرِ ذَکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غُسل واجب کرتا ہے، شَہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، اِنزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلّف ہوں اور اگر ایک بالغ ہے تو اس بالغ پر فرض ہے اور

---

(1)... ایضاً، ص:327

(2)... ایضاً، ص:325

نابالغ پر اگرچہ غُسل فرض نہیں مگر غُسل کا حکم دیا جائے گا۔

4. حیض سے فارغ ہونا۔

5. نفاس سے فارغ ہونا۔[1]

غسل کے سنت مواقع:

غسل کے درج ذیل پانچ سنت مواقع ہیں:

1. جمعہ
2. عید الفطر
3. عید الاضحیٰ
4. عرفہ کے دن یعنی 9 ذوالحجۃ الحرام اور
5. احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔[2]

❁ ❁ ❁

(1)... ایضاً، ص:321

(2)... ایضاً، ص:324

باب نمبر 4

نماز کا بیان

نماز چھوڑنے کی سزائیں

آگ کے شعلے:

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ اُن کی ایک بہن انتقال کر گئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ دفن کے وقت اُن کی مال سے بھری ہوئی تھیلی اس خاتون کی قبر میں گر گئی اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ وہ قبر سے واپس آ گئے۔ پھر لوگوں کے واپس جانے کے بعد وہ دوبارہ قبرستان گئے۔ قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر میں بہن پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ فوراً قبر میں مٹی ڈالی اور روتے ہوئے غمگین حالت میں ماں کے پاس آئے اور دریافت کیا: اے ماں! مجھے میری بہن کے بارے بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟ ماں نے کہا: تم اس کے بارے کیوں پوچھتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: امی جان میں نے بہن کی قبر میں آگ شعلہ زن دیکھی ہے۔ یہ سن کر اس کی ماں بھی رونے لگی اور فرمایا: اے میرے بیٹے! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور وقت گزار کر نماز پڑھتی تھی۔

جو لوگ وقت پر نماز نہیں پڑھتے اُن کا یہ حال ہے اور جو لوگ بلکل نہیں پڑھتے، اُن کا کیا حال ہو گا؟[1]

آیات قرآنیہ:

نماز چھوڑنے والوں کے لیے قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں ہیں۔ چنانچہ

---

(1)... ذہبی، کتاب الکبائر، ص:44

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ﴾

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔[1]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوۡفَ یَلۡقَوۡنَ غَیًّا﴾

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے۔[2]

احادیث مبارکہ:

حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی، اللہ تعالیٰ اس کے عمل باطل کر دے گا اور اُس سے اللہ کی ذمہ داری اٹھ گئی جب تک وہ توبہ کر کے اللہ کی طرف نہ لوٹ آئے“۔[3]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے (اس) دروازے پر

---

(1)... المدثر: 42 تا 43

(2)... المریم: 59 تا 60

(3)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:231

لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہو گا“۔[1]

شب معراج حضور علیہ الصلوۃ و السلام ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے، جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ جب ایک دفعہ کچلے جاتے تو دوبارہ اسی حالت پر صحیح ہو جاتے اور اس کام میں کوئی وقفہ نہ ہو رہا تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے استفسار فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز سے بھاری ہو جاتے ہیں۔ (یعنی فرض نماز کو بوجھ سمجھتے ہیں اور ادا نہیں کرتے۔)[2]

نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے نماز کی پابندی کی تو قیامت کے روز یہ نماز اس کے لیے نور، برہان اور باعث نجات ہو گی اور جس نے اس کی پابندی نہیں کی۔ اس کے لیے نہ نور ہو گا، نہ برہان اور نہ ہی نجات اور بروز قیامت وہ قارون، فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا“۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تو لوگوں نے انھیں کہا: ہم آپ کا علاج کریں گئے، مگر آپ چند روز کے لیے نماز چھوڑ دیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں ایسا نہیں کر سکتا) بے شک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز چھوڑی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر سخت ناراض ہو گا۔[4]

---

(1)... مکی، الزواجر، ج:1، ص:431

(2)... منذری، الترغیب الترھیب، ج:1، ص:243

(3)... ایضاً

(4)... ایضاً

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے، جسے ملحم کہا جاتا ہے۔ اس میں سانپ ہیں، ہر سانپ اونٹ کی گردن کی طرح موٹا ہے۔ اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جیسی لمبی ہے۔ وہ نماز نہ پڑھنے والوں کو ڈسے گا تو اس کا زہر جسم میں ستر سال تک کھولتا رہے۔ پھر اس کا گوشت زرد رنگ کا ہو جائے گا۔[1]

مروی ہے کہ جو بندہ نماز میں سستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے۔ پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. اُس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔
2. اُس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹادی جاتی ہے۔
3. اسے اللہ تعالیٰ کسی عمل کا اجر نہیں دیتا۔
4. اُس کی دعا آسمان کی طرف اٹھائی نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔
5. اسے نیک لوگوں کی دعا سے حصہ نہیں ملتا۔

موت کے وقت ملنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. وہ ذلیل ہو کر مرتا ہے۔
2. بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔
3. پیاسا مرتا ہے، اگرچہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلایا جائے، اس کی

---

(1)... ذہبی، کتاب الکبائر، ص:43

پیاس نہیں بجھتی۔

قبر میں پہنچنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہیں، حتی کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔
2. اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے، وہ صبح و شام انگاروں پر لوٹ پوٹ ہو تا ہے۔
3. اس کی قبر پر ایک اژدہا مقرر کیا جاتا ہے، جس کا نام "شجاع اقرع" ہے۔ اُس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں، ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے مطابق لمبا ہے وہ میت کو ڈستا ہے اور کہتا ہے: میں "شجاع اقرع" ہوں۔ اس کی آواز سخت آواز والی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اس بات پر ماروں کہ تونے صبح کی نماز طلوع آفتاب تک نہ پڑھی اور اِس بات پر ماروں کہ تونے ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کی اور اس بات پر ماروں کہ تونے عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تونے مغرب کی نماز عشاء تک ادا نہ کی اور تجھے اس بات پر ماروں کہ تونے عشاء کی نماز کو صبح تک مؤخر کیا۔

وہ جب بھی اسے کوئی ضرب مارتا ہے، تو وہ زمین میں ستر گز تک دھنس جاتا ہے۔ پس وہ قیامت تک زمین میں عذاب پائے گا۔

اور وہ عذاب جو قبر سے نکلنے کے وقت میدان محشر میں ہوں گئے وہ یہ ہیں:

1. حساب کی سختی۔
2. رب تعالیٰ کی ناراضگی۔
3. جہنم میں داخلہ۔

عدد کے لحاظ سے یہ چودہ سزائیں ہیں، شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے ہیں۔[1]

بے نمازی عورت:

روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول علیہ السلام! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا اور میں نے بارگاہ خداوندی میں اس گناہ سے توبہ کرلی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ میرے گناہ کو بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے زنا سرزد ہوا، جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا، پس میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: اے فاسقہ فاجرہ عورت! یہاں سے چلی جا، کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں بھی نہ جلا دے۔ چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چلی گئی۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے اور فرمایا: اے حضرت موسی علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے موسی! توبہ کرنے والی عورت کو آپ نے کیوں واپس کر دیا؟ کیا آپ نے اس سے بھی زیادہ برائی والا نہیں دیکھا؟ حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرائیل اس سے زیادہ شر والا کون ہے؟ فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔[2]

---

(1)... ایضاً، ص:41

(2)... ایضاً، ص:44

وعظ و نصیحت:

اے اسلامی بہن! ذرا غور کر کہ نماز ترک کرنے کے جرم میں تجھے کتنی سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا تو اپنے نازک بدن پر رحم کر اور اسے عذابات جہنم سے بچالے۔ دنیا کے اندر تجھ سے مچھر یا چیونٹی کا کاٹنا تو برداشت ہوتا نہیں، قبر کے خطرنات اژدہوں کے ڈنگ کیسے برداشت کرے گئی؟ اے اسلامی بہن! ذرا غور کر کہ وہ زانی عورت جو زنا سے پیدا ہونے والے بچے کو بھی قتل کر دیتی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں وہ اتنی بڑی مجرم نہیں جتنی بڑی وہ بے نمازی عورت ہے۔ جو جان بوجھ کر نماز ترک کرتی ہے۔ تیرا بھلا اسی میں ہے کہ تو اپنے آپ کو نماز کا عادی بنالے۔ اگر نماز چھوڑنے والوں کے لیے سخت وعیدیں ہیں تو وہیں پڑھنے والوں کے لیے بے شمار فضائل بھی ہیں۔

نماز پڑھنے کی فضائل:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پانچ اعزازات عطا فرماتا ہے:

1. اس سے رزق کی تنگی اُٹھالیتا ہے۔
2. اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔
3. اسے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دے گا۔
4. وہ پل صراط پر بجلی چمکنے کی طرح گزرے گا۔

5. حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جائے گا۔[1]

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تمھارے کسی کے صحن میں نہر ہو اور ہر روز وہ پانچ بار اس میں غسل کرے تو کیا اس پر کچھ میل باقی رہ جائے گئی؟ لوگوں نے عرض کیا: جی نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے جیسے پانی میل کو دھو ڈالتا ہے"۔[2]

پیارے آقا، مدنی مکی مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر نماز کے وقت ایک منادی بھیجا جاتا ہے جو ندا کرتے ہوئے کہتا ہے: اے بنی آدم! اٹھو اور اس آگ کو بجھا ڈالو جو تم نے اپنی جانوں کے لیے (گناہ کر کے) جلائی تھی تو لوگ اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں اور نماز ظہر پڑھتے ہیں تو (فجر اور ظہر کے) درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پھر جب عصر کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے، مغرب کے وقت اسی طرح ہوتا ہے پھر عشاء (یا فجر) کے وقت بھی اسی طرح ہوتا ہے تو اب آدمی رات بسر کرتا ہے خیر میں یا پھر رات گزارتا ہے شر میں"۔[3]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے"۔[4]

مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، جس کا پھل مکھن سے زیادہ نرم ہے اور

---

(1)... ایضاً، ص:41

(2)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، ص:1397

(3)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:164

(4)... ایضاً، ص:166

شہد سے زیادہ شیریں اور کستوری سے زیادہ خوشبو والا ہے۔ نمازیوں کے علاوہ اسے کوئی نہیں کھائے گا۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

"شب معراج حضور ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر کم کی گئیں، یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ پھر آواز دی گئی۔ اے محبوب ﷺ میرے ہاں کی بات نہیں بدلتی اور آپ کے لیے اِن پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے"۔[2]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں، جس نے ان کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور انھیں اپنے اوقات میں ادا کیا اور ان کے رکوع و خشوع کو مکمل کیا۔ تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ عہد ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرما دے گا اور جس نے اس طرح نہ کیا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرمائے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے"۔[3]

نبی اکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے نمازوں کے اوقات میں ان کی پابندی کی اور ان کے رکوع و سجود کو پورا کیا تو اللہ تعالی پندرہ خصائل کے ساتھ اس کو مکرم بنائے گا، تین دنیا میں، تین

---

(1)... انظر: دقائق الاخبار للغزالی

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:204

(3)...ابوداؤد، السنن، ج:1، الرقم:361

موت کے وقت، تین قبر میں، تین حشر کے وقت اور تین اللہ تعالی سے ملاقات کے وقت۔

دنیا میں ملنے والے تین انعام یہ ہیں:

1. اس کی زندگی۔
2. اور رزق میں زیادتی کرتا ہے۔
3. اس کی جان و اہل کی حفاظت کرتا ہے۔

موت کے وقت ملنے والے تین انعام یہ ہیں:

1. اسے خوف اور۔
2. گھبراہٹ سے امن اور۔
3. دخول جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ پختہ ہو گئے تو ان پر ملائکہ اُترتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو، غم نہ کرو اور اس جنت کی تمھیں بشارت ہو جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

اور قبر میں ملنے والے تین انعام یہ ہیں:

1. اس پر منکر نکیر کا حساب آسان کر دیا جاتا ہے۔
2. اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔
3. اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

حشر میں ملنے والے تین انعام یہ ہیں:

1. وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چمکتا ہو گا جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اس کا نور اس کے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہو گا۔

2. اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔
3. اور اس کا حساب آسان طریقے سے لیا جائے گا۔

اور اللہ تعالی سے ملاقات کے وقت ملنے والے تین انعام یہ ہیں:

1. اللہ تعالی اس سے راضی ہو گا۔
2. اس پر سلام بھیجے گا۔
3. اور اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ان پر سلام ہے مہربان رب کی طرف سے۔ نیز فرمایا:

کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گئے اپنے رب کی طرف دیکھتے"۔[1]

❀ ❀ ❀

---

(1)... انظر: دقائق الاخبار للغزالی

نماز کے احکام

مسئلہ:

ہر مکلف یعنی عاقل، بالغ پر نماز فرض عین ہے اِس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی ہو وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی و احمد رضی اللہ عنھم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔

مسئلہ:

بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔

مسئلہ:

نماز خالص عبادت بدنی ہے اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر دے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور (وہ) انتقال کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول و عفو ہے۔

مسئلہ:

فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اول وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ہو جائے گی اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور

اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے تو یہی جز اخیر سبب ہے اور اگر کوئی مجنون یا بے ہوش، ہوش میں آیا یا حیض و نفاس والی پاک ہوئی یا صبی (یعنی بچہ) بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ صرف اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اور جنون و بے ہوش پانچ وقت سے مستغرق نہ ہو تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے (اس پر) نماز فرض ہے قضا پڑھے۔

مسئلہ:

نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یونہیں اگر معاذاللہ مرتد ہو گیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اُس پر اس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ اور وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔

مسئلہ:

نابالغ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا تھا اُس کو احتلام ہوا اور بیدار ہوا یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشاء کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر (پہلے) آنکھ کھلی تو اس پر عشاء کی نماز بالاجماع فرض ہے۔

مسئلہ:

کسی نے اول وقت میں نماز پڑھی تھی اور آخر وقت میں اس کو ایسا عذر پیدا ہو گیا جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض و نفاس ہو گیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی اُس کی قضاء بھی ان پر نہیں ہے مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں ورنہ قضاء

لازمی ہو گی۔

مسئلہ:

یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا تھا نماز نہ ہوئی۔[1]

نماز کی شرائط:

نماز کی درج ذیل چھ شرطیں ہیں:

1. طہارت
2. ستر عورت
3. استقبال قبلہ
4. وقت
5. نیت
6. تحریمہ۔

1:طہارت:

نماز پڑھنے والے کا بدن لباس اور جس جگہ پر نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کا ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔[2]

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:443

(2)... محمود، شرح الوقایہ، ج:1، ص:156

2:ستر عورت:

بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔

عورت کو نماز میں ان پانچ اعضا منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھلیاں اور دونون پاؤں کے تلوؤں کے علاوہ سارا جسم چھپانا لازمی ہے۔ اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔ ایسا باریک ڈوپٹہ یا چادر جس سے بالون کی سیاہی نظر آتی ہو، اوڑھ کر نماز پڑھی تو نہ ہو گی۔ بعض عورتیں ایسا لباس پہنتی ہیں کہ اس کی باریکی کی وجہ سے جسم کی رنگت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ایسا لباس پہن کر نماز ہڑھی تو نہ ہو گی۔ اور خواتین کو ایسا لباس پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ موٹا کپڑا جس سے بدن کا رنگ تو نہ چمکتا ہو، مگر بدن کے ساتھ ایسا چپکا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیات (یعنی شکل و صورت اور گولائی وغیرہ) معلوم ہوتی ہے۔ ایسے لباس میں نماز ہو جائے گی۔ مگر دوسروں کو اس کی عضو کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں۔[1]

3:استقبال قبلہ:

یعنی نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا۔

4:وقت:

جو نماز پڑھنی ہے اُس کا وقت ہونا ضروری ہے۔ مثلاً آج ظہر یا عصر کی نماز پڑھنے

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:478

ہے، تو اس نماز کا وقت ہونا ضروری ہے۔ اگر وقت سے پہلے پڑھی لی تو نہ ہوگی۔

تین مکروہ اوقات:

1. طلوع آفتاب سے لے کر کم از کم بیس منٹ بعد تک۔
2. غروب آفتاب سے کم از کم بیس منٹ پہلے۔
3. نصف النہار یعنی ضحوی کبرٰی سے لے کر زوال آفتاب تک۔

ان تین اوقات میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ قضا۔ ہاں اگر اس دن کی نماز عصر نہیں پڑھی تھی اور مکروہ وقت شروع ہو گیا تو پڑھ لے۔ البتہ اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔[1]

5: نیت:

نیت دل کے پکے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے نیت کرنا ضروری ہے۔ البتہ دل میں نیت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ نیت میں زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کی نیت ہو اور زبان سے لفظ عصر کا نکلا تب بھی ظہر کی نماز ہی ہو گی۔[2]

6: تکبیر تحریمہ:

تکبیر تحریمہ سے مراد یہ ہے کہ نماز کو اللہ اکبر کہہ کر شروع کرنا ضروری ہے۔[3]

---

(1)... ایضاً، ص:454

(2)... ایضاً، ص:492

(3)... ایضاً، ص:500

نماز کا طریقہ

باوُضو قبلہ رُو اِس طرح کھڑی ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار اُنگل کا فاصِلہ رہے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھایئے اور چادَر سے باہَر نہ نکالئے۔ ہاتھوں کی اُنگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خوب کھلی بلکہ اپنی حالت پر (NORMAL) رکھئے اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں نظر سَجدہ کی جگہ ہو۔ اب جو نَماز پڑھنی ہے اُس کی نیّت یعنی دل میں اس کا پکّا ارادہ کیجئے ساتھ ہی زَبان سے بھی کہہ لیجئے کہ زِیادہ اچھّا ہے (مَثَلًا نیّت کی میں نے آج کی ظُہر کی چار رَکعت فرض نَماز کی) اب تکبیرِ تَحریمہ یعنی اللہُ اکبر (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لایئے اور اُلٹی ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اسکے اُوپر سیدھی ہتھیلی رکھئے۔ اب اِس طرح ثناء پڑھئے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

پاک ہے تُو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا (کرتی) ہوں، تیرا نام بَرَکت والا ہے اور تیری عظمت بُلند ہے اور تیرے سِوا کوئی معبود نہیں۔

پھر تعوُّذ پڑھئے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ تعالٰی کی پناہ میں آتا (آتی) ہوں شیطان مردود سے۔

پھر تَسمِیہ پڑھئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہُت مہربان رحمت والا۔

پھر مکمَّل سُورَۃُ فاتِحہ پڑھئے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا، روزِ جزا کا مالِک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تُو نے اِحسان کیا، نہ اُن کا جِن پر غَضَب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

سُورۂ فاتحہ خَتم کر کے آہِستہ سے اٰمین کہئے۔ پھر تین آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا کوئی سُورت مَثَلًا سورۂ اِخلاص پڑھئے۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُسکی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اُس کے جوڑ کا کوئی۔

اب اللہُ اکبر کہتے ہوئے رُکوع میں جائیے۔ رُکوع میں تھوڑا جھکئے یعنی اتنا کہ گُھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں زور نہ دیجئے اور گھٹنوں کو نہ پکڑیئے اور اُنگلیاں ملی ہوئی اور پاؤں جُھکے ہوئے رکھئے مردوں کی طرح خوب سیدھے مت کیجئے۔

کم از کم تین بار رُکوع کی تسبیح یعنی سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم (یعنی پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار) کہئے۔ پھر تسمِیع یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَہ۔ (یعنی اللہ نے اُس کی سُن لی جِس نے اُس کی تعریف کی) کہتے ہوئے بالکل سیدھی کھڑی ہو جائیے، اِس کھڑے ہونے کو قَومہ کہتے ہیں۔ اِس کے بعد کہئے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد (اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں) پھر اللہُ اکبر کہتے ہوئے اِس طرح سجدے میں جائیے کہ پہلے گُھٹنے زمین پر رکھئے پھِر ہاتھ پھِر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اِس طرح سر رکھئے کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور یہ خاص خَیال رکھئے کہ ناک کی صِرف نوک نہیں بلکہ ہڈّی لگے اور پیشانی زمین پر جَم جائے، نظر ناک پر رہے، سَجدہ سِمَٹ کر کیجئے یعنی بازو کروٹوں سے، پیٹ ران سے، ران پنڈلیوں سے اور پِنڈلیاں زمین سے ملا دیجئے، اور دونوں پاؤں پیچھے نکال دیجئے۔ اب کم از کم تین بار سَجدے کی تسبیح یعنی سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا پروردگار سب سے بُلند) پڑھئے پھر سر اس طرح اُٹھائیے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں۔

دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال دیجئے اور اُلٹی سُرین پر بیٹھئے اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران کے بیچ میں اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی ران کے بیچ میں رکھئے۔ دونوں سجدوں کے دَرمیان بیٹھنے کو جَلسہ کہتے ہیں۔ پھر کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار ٹھہریئے (اِس وَقفے میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی یعنی اے اللہ عزوجل میری مغفرت فرما کہہ لینا مُستَحَب ہے) پھر اَللہُ اَکْبَر کہتے ہوئے پہلے سَجدے ہی کی طرح دوسرا سَجدہ کیجئے۔ اب اُسی طرح پہلے سر اُٹھایئے پھر ہاتھوں کو گُھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑی ہو جایئے۔ اُٹھتے وقت بِغیر مجبوری زمین پر ہاتھ سے ٹیک مت لگایئے۔ یہ آپ کی ایک رَکعَت پوری ہوئی۔ اب دوسری رکعت میں بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر اَلْحَمْد اور سورۃ پڑھئے اور پہلے کی طرح رُکوع اور سجدے کیجئے دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال دیجئے اور اُلٹی سُرین پر بیٹھئے اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران کے بیچ میں اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی ران کے بیچ میں رکھئے۔ دو رَکعَت کے دوسرے سَجدے کے بعد

بیٹھنا قَعدَہ کہلاتا ہے۔ اب قَعدہ میں تَشَہُّد پڑھیے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُه‘ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ‘ وَرَسُوْلُه‘

تمام قَولی، فِعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رَحمتیں اور بَرَکتیں ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا(دیتی) ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا(دیتی) ہوں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکے بندہ اور رسول ہیں۔

جب تَشَہُّد میں لفظ لا کے قریب پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور اَنگوٹھے کا حَلقہ بنالیجئے اور چُھنگلیا(یعنی چھوٹی اُنگلی) اور بِنْصَر یعنی اس کے برابر والی اُنگلی کو ہتھیلی سے مِلا دیجئے اور (اَشْهَدُ اَنْ کے فوراً بعد) لفظِ لا کہتے ہی کلمے کی اُنگلی اُٹھایئے مگر اس کو اِدھر اُدھر مت ہلایئے اور لفظِ اِلَّا پر ـگرا دیجئے اور فوراً سب اُنگلیاں سیدھی کر لیجئے۔

شہنشاہ تصوف، حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"التحیات کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وجود مبارک کو دل میں حاضر کرو، یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تصور باندھ کر کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُه"۔

اور دل میں سچا اعتقاد رکھیں کہ یہ سلام حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچے گا اور مجھ کو میرے سلام کی نسبت زیادہ کامل تر جواب عنایت فرمائیں گے۔[1]

---

(1)... غزالی، احیاء العلوم، ج:1، ص:376

اب اگر دو سے زِیادہ رَکعتَیں پڑھنی ہیں تو اَللہُ اَکْبَر کہتی ہوئی کھڑی ہو جایئے۔ اگر فرض نَماز پڑھ رہی ہیں تو تیسری اورچوتھی رَکعَت کے قِیام میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم اور اَلحمدُ شریف پڑھیئے، سُورت ملانے کی ضَرورت نہیں۔ باقی اَفعال اِسی طرح بجالایئے اوراگر سنّت و نَفل ہوں تو سورۂ فاتِحَہ کے بعد سُورت بھی مِلایئے پھر چار رَکعتَیں پوری کر کے قعدۂ اَخیرہ میں تَشَہُّد کے بعد دُرُودِ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، پڑھیئے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! دُرود بھیج (ہمارے سردار) محمد پر اورانکی آل پر جس طرح تُونے درود بھیجا (سیّدُنا) ابراہیم پر اورانکی آل پر۔ بیشک تو سَراہاہوا بُزرگ ہے۔

اے اللہ! برکت نازِل کر) ہمارے سردار (محمد پر اوراُنکی آل پر جس طرح تُونے بَرَکت نازِل کی (سیّدُنا) ابراہیم اورانکی آل پر بیشک تو سَراہاہوا بُزُرگ ہے۔

پھر کوئی سی دُعائے ماثُورہ قراٰن وحدیث کی دعا کو دعائے ماثورہ کہتے ہیں) پڑھیئے ،مثَلًا یہ دُعا پڑھ لیجئے:

(اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ! اے رب ہمارے ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخِرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔

پھر نَماز ختم کرنے کے لئے پہلے دائیں (سیدھے) کندھے کی طرف منہ کرکے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحمَةُ الله کہئے اور اسی طرح بائیں (الٹے) طرف ۔اب نَماز ختم ہوئی۔[1]

متوجہ ہوں:

دیئے ہوئے اِس طریقۂ نَماز میں بعض باتیں فرض ہیں کہ اس کے بِغیر نَماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجِب کہ اس کا جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور توبہ کرنا اور نَماز کا پھر سے پڑھنا واجِب اور بھول کر چُھوٹنے سے سَجدۂ سَہو واجِب اور بعض سُنّتِ مُؤَکَّدہ ہیں کہ جس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا گناہ ہے اور بعض مُستَحَب ہیں کہ جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔

نماز کے فرائض:

نماز کے درج ذیل سات فرائض ہیں:

1. تکبیر تحریمہ
2. قیام
3. قرأت
4. رکوع
5. سجدہ
6. قعدہ اخیرہ

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و اسلامی بہنوں کی نماز للقادری

7. خروج بصنعہ۔

1: تکبیر تحریمہ:

در حقیقت تکبیر تحریمہ یعنی تکبیر اولیٰ شرائط نماز میں سے ہے۔ مگر نماز کے افعال سے بلکل ملی ہوئی ہے۔ اس لیے اسے نماز کے فرائض میں بھی شمار کیا گیا ہے۔

2: قیام:

قیام سے مراد سیدھا کھڑا ہونا ہے اور قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر تک قرأت ہے۔ جتنی مقدار قرأت کی فرض ہے اتنی دیر قیام کرنا بھی فرض ہے اور جتنی قرأت واجب اتنا قیام بھی واجب اور جتنی سنت اتنا قیام بھی سنت ہے۔

تنبیہ:

بعض لوگ معمولی سی تکلیف یا زخم کی وجہ سے فرض نمازیں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ وہ اس حکم شرعی پر غور کریں۔ جتنی نمازیں قیام پر قدرت ہونے کے باوجود بیٹھ کر ادا کی ہوں۔ اُن کو لوٹانا فرض ہے۔ اسی طرح ویسے ہی کھڑے نہ رہ سکتے تھے مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑے ہونا ممکن تھا مگر بیٹھ کر پڑھتے رہے تو ان کی بھی نمازیں نہ ہوئیں، اِن کو لوٹانا فرض ہے۔

3: قرأت:

قرأت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے،

اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور و غل یا ثقل سماعت بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی۔

4:رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے۔

عورت رکوع میں اتنا جھکے کہ صرف ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے۔ بلکہ ہاتھ رکھ کی انگلیوں کو ملی ہوئی رکھے۔ پاؤں جھکے ہوئے رکھے۔ مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے، دونوں ٹخنے ملا دے۔

حالت قیام میں سورت ختم کرنے کے بعد رکوع کو جائیں، قرأت کے فوراً بعد رکوع کرنا واجب ہے۔

رکوع میں ٹخنوں کا ملا ہونا اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ دونوں تلوے جمے رہنے کے ساتھ خفیف سے جھکاؤ کے ساتھ ٹخنے بلا تکلف مل جائیں گئے۔

5:سجدہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بال یا کپڑے نہ موڑوں (وہ سات اعضا یہ ہیں) پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں"۔[1]

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1002

مسئلہ:

ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

عورت جب سجدہ میں جائے تو پہلے زمین پر گھٹنے رکھے، پھر ہاتھ ، پھر ناک پھر پیشانی رکھے۔ جب سجدے سے اٹھے تو اس کا اُلٹ کرے، یعنی پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”جب عورت نماز پڑھے تو سمٹ کر بیٹھے اور سمٹ کر سجدہ کرے اور مرد کی طرح اپنے اعضا کو الگ نہ کرے، عورت کو چاہئے کہ خوب سمٹ کر سجدہ کرے ، بازو کروٹوں سے ملا دے، پیٹ ران سے ملا دے، ران پنڈلیوں اور پنڈلیاں زمین سے اور دونوں قدم سیدھی جانب نکال دے۔ پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہ رکھے۔ اسی طرح ہاتھ بھی زمین سے چمٹ جائیں اور بازوؤں کو کروٹوں سے ملا دے“۔

6: قعدہ اخیرہ:

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

مسئلہ:

عورتوں کے لیے دوزانوں یعنی قعدہ اخیرہ کی حالت میں زمین سے چمٹ کر بیٹھنا سنت ہے۔

7: خروج بصنعہ:

یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام و کلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔(1)

نماز کے واجبات:

(1) تکبیر تحریمہ میں لفظ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا۔

(2) فَرضوں کی تیسری اور چوتھی رَکْعَت کے علاوہ باقی تمام نَمازوں کی ہر رَکْعَت میں الحمد شریف پڑھنا، سُورت ملانا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔

(3) الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا۔

(4) الحَمد شریف اور سورت کے درمیان امین اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا۔

(5) قِراءَت کے فوراً بعد رُکوع کرنا۔

(6) ایک سَجدے کے بعد بالتَّرتیب دوسرا سجدہ کرنا۔

(7) تَعدِیل ارکان یعنی رُکوع، سُجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار "سُبْحٰنَ الله" کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:516 وحلبی، غنیۃ المتملی، ص:286

(8) قَومہ یعنی رُکوع سے سیدھی کھڑی ہونا (بعض اسلامی بہنیں کمر سیدھی نہیں کرتیں اس طرح ان کا واجِب چھوٹ جاتا ہے)۔

(9) جَلسہ یعنی دو سَجدوں کے دَرمیان سیدھی بیٹھنا (بعض اسلامی بہنیں جلد بازی کی وجہ سے برابر سیدھے بیٹھنے سے پہلے ہی دوسرے سجدے میں چلی جاتی ہیں اس طرح ان کا واجب ترک ہو جاتا ہے چاہے کتنی ہی جلدی ہو سیدھا بیٹھنا لازِمی ہے ورنہ نَماز مکروہِ تَحریمی واجِبُ الاعادہ ہو گی)۔

(10) قعدۂ اُولیٰ واجِب ہے اگرچہ نَمازِ نفل ہو (نفل میں چار یا اس سے زیادہ رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا چاہیں تب ہر دو دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا فرض ہے اور ہر قعدہ "قعدۂ اَخیرہ" ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑی ہو گئیں تو جب تک اس رَکعَت کا سجدہ نہ کر لے لوٹ آئیں اور سجدۂ سَہو کریں۔)

(11) اگر نفل کی تیسری رَکعت کا سجدہ کر لیا تو چار پوری کر کے سَجدۂ سَہو کرے، سجدۂ سہو اس لئے واجِب ہوا کہ اگرچہ نَفل میں ہر دو رَکعَت کے بعد قعدہ فرض ہے مگر "تیسری یا پانچویں (علیٰ ھذا القیاس یعنی اس پر قیاس کرتے ہوئے) رَکعت کا سجدہ کرنے کے بعد قعدۂ اولیٰ فرض کے بجائے واجِب ہو گیا۔[1]

(12) فرض' وِتر اور سنّتِ مُؤَکَّدہ میں تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیّات) کے بعد کچھ نہ بڑھانا۔

(13) دونوں قَعدوں میں " تَشَہُّد " مکمَّل پڑھنا۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجِب ترک ہو جائے گا اور سَجدۂ سَہو واجِب ہو گا۔

---

(1)... طحطاوی، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص:466،ملخصاً

(14) فَرض، وِتْر اور سنّتِ مُؤَکَّدہ کے قَعدَہ اُولیٰ میں تَشَہُّد کے بعد اگر بے خیالی میں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِدِنَا" کہہ لیا تو سجدۂ سَہْو واجِب ہو گیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نَماز لوٹانا واجِب ہے۔[1]

(15) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ "اَلسَّلامُ" کہنا دونوں بار واجِب ہے۔ لَفظ "عَلَیکم" واجِب نہیں بلکہ سنّت ہے۔

(16) وِتر میں تکبیرِ قُنُوت کہنا۔

(17) وِتر میں دُعائے قُنُوت پڑھنا۔

(18) ہر فرض و واجِب کا اُس کی جگہ ہونا۔

(19) رُکوع ہر رَکعَت میں ایک ہی بار کرنا۔

(20) سَجدہ ہر رَکْعَت میں دو ہی بار کرنا۔

(21) دوسری رَکْعَت سے پہلے قَعدہ نہ کرنا۔

(22) چار رَکعَت والی نَماز میں تیسری رَکْعَت پر قعدہ نہ کرنا۔

(23) آیتِ سَجدہ پڑھی ہو تو سَجدۂ تِلاوت کرنا۔

(24) سَجدۂ سَہْو واجِب ہوا ہو تو سَجدۂ سَہْو کرنا۔

(25) دو فَرض یا دو واجِب یا فَرض و واجِب کے دَرمیان تین تسبیح کی قَدَر (یعنی تین بار "سُبْحٰنَ اللہِ" کہنے کی مقدار) وَقفہ نہ ہونا۔[2]

---

(1)... حصکفی، دُرِّ مُختار، ج:2، ص:26

(2)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ و اسلامی بہنوں کی نماز للقادری

نماز کے مفسدات:

نماز کے مفسدات وہ افعال ہیں جو کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ افعال درج ذیل ہیں:

1. بات کرنا۔
2. سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔
3. چھینک کا جواب دینا۔
4. خوشخبری سن کر جواباً اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔
5. بری خبر (یا کسی کی موت کی خبر) سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہنا۔
6. حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام سن کر درود شریف پڑھنا۔
7. اذان کا جواب دینا۔
8. دَرد یا مُصیبت کی وجہ سے یہ الفاظ آہ، اُوہ، اُف، تُف نکل گئے یا آواز سے رونے میں حرف پیدا ہو گئے نماز فاسِد ہو گئی۔ اگر رونے میں صِرف آنسو نکلے آواز و حُروف نہیں نکلے تو حَرَج نہیں۔
9. مریضہ کی زَبان سے بے اختیار آہ! اُوہ! نکلا نَماز نہ ٹوٹی یوں ہی چھینک، جماہی، کھانسی، ڈکار وغیرہ میں جتنے حُرُوف مجبوراً نکلتے ہیں مُعاف ہیں۔
10. کھنکارنے میں جب دو حُروف ظاہِر ہوں جیسے اَخ تو مُفسِد ہے۔ ہاں اگر عُذر یا صحیح مقصد ہو مَثَلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا آواز صاف کرنے کیلئے ہو یا کوئی آگے سے گزر رہا ہو اس کو مُتوجِّہ کرنا ہو اِن وُجُوہات کی بنا پر کھانسنے میں کوئی مُضایَقہ نہیں۔

11. دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے تو نماز فاسد ہو گئی، ورنہ نہیں۔

12. عملِ کثیر نَماز کو فاسِد کر دیتا ہے جبکہ نہ نَماز کے اعمال سے ہو نہ ہی اِصلاحِ نماز کیلئے کیا گیا ہو۔ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نَماز میں نہیں ہے بلکہ اگر گمان غالِب ہو کہ نَماز میں نہیں تب بھی عملِ کثیر ہے۔ اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شک و شبہ ہے کہ نَماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے اور نَماز فاسِد نہ ہو گی۔

13. دَورانِ نَماز سِتْر کُھل جانا اور اسی حالت میں کوئی رُکن ادا کرنا یا تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار وَقفہ گزر جانا۔

14. دَورانِ نَماز کُرتا یا پاجامہ پہننا یا تہبند باندھنا۔

15. ایک رُکن میں تین بار خارش سے نَماز فاسِد ہو جاتی ہے تین بار خارش کرنا اس طرح ہے کہ ایک بار خارش کی اور ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر دوسری بار کی اور ہاتھ ہٹا لیا۔ اب تیسری بار کرے گی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند بار حرکت دی تو یہ ایک بار خارش کرنا ہوا۔

16. اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہے اور اُس کے بال لٹکے ہوئے نظر آرہے ہیں، تو نماز نہ ہوئی۔ لہٰذا نماز کے دوران بڑی چادر سے بالوں کو بھی ڈھانپ لیں۔

17. اتنا باریک کپڑا کہ بالوں کی سیاہی نظر آتی ہو اوڑھ کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔[1]

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:108

پیشاب روک کر نماز پڑھنا:

پیشاب، پاخانہ یا ریح کی شدت اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ ہاں اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جائے گا۔ تو نماز پڑھ لیجئے اور اگر دوران نماز یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔ اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوں گئے۔[1]

نمازی کے آگے سے گزرنا:

نمازی کے آگے سے گزرنے والا خود بے شک گنہگار ہے۔ مگر خود نمازی کی نماز میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔[2]

حضور نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم میں سے کوئی شخص یہ معلوم کرلے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے کا کتنا گناہ ہے۔ تو وہ ایک قدم اٹھانے سے سو سال کھڑا رہنا بہتر سمجھے گا"۔[3]

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو اپنے گناہ کا علم ہو جائے تو وہ اس کے آگے سے گزرنے کی بجائے، زمین میں دھنس جانا پسند کرے"۔[4]

---

(1)... شامی، ردالمحتار، ج:2، ص:492

(2)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:7، ص:254

(3)... ابن ماجہ، السنن، ج:2، الرقم:946

(4)... مالک، الموطا، باب التشدید فی ان یمر احد بین یدی المصلی، الرقم:366

مکروہات تحریم:

مکروہ تحریمی واجب کے مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے۔

نماز میں جو افعال مکرو تحریمی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1. بدن یا لباس کے ساتھ کھیلنا۔
2. کپڑا سمیٹنا۔ جیسا کہ آج کل اکثر لوگ سجدے میں جاتے وقت پاجامہ وغیرہ آگے یا پیچھے سے اٹھا لیتے ہیں۔ اگر کپڑا بدن سے چپک جائے تو ایک ہاتھ سے چھڑانے میں حرج نہیں۔
3. سدل یعنی کپڑ الٹکانا۔ مثلاً سر یا کندھے پر اس طرح سے چادر یا رومال وغیرہ ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکے ہوں۔ اگر ایک کنارہ دوسرے کنارے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں۔ اگر ایک ہی کندھے پر چادر ڈالی کہ ایک سرا پیٹھ پر لٹک رہا ہے اور دوسرا پیٹ پر تو یہ بھی مکروہ ہے۔
4. دوران نماز کنکریاں ہٹانا، مکروہ تحریمی ہے۔ہاں اگر سنت کے مطابق سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے۔ اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہو تا ہو تو ہٹانا واجب ہے۔ چاہے ایک بار سے زائد کی حاجت پڑے۔
5. نماز میں انگلیاں چٹخانا۔
6. نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا۔
7. اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا چاہیے۔ پورا منہ پھیرا یا تھوڑا منہ پھیرے بغیر

صرف آنکھیں پھر کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح کے ساتھ ہو تو حرج نہیں۔

8. کسی کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا، دوسرے کو بھی نمازی کی طرف منہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ کوئی پہلے سے چہرہ کیے ہوئے ہو اور اب کوئی اس کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز شروع کرے تو نماز شروع کرنے والا گنہگار ہوا اور اس نمازی پر کراہت آئی۔ ورنہ چہرے کرنے پر گناہ کراہت ہے۔
9. اُلٹا قرآن پڑھنا۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورہ تبت پڑھی اور دوسری میں اذا جاء۔
10. کسی واجب کو ترک کرنا۔ مثلاً قومہ اور جلسہ میں پیٹھ سیدھی ہونے سے پہلے ہی سجدے میں چلا جانا۔
11. جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ نمازی کے سر پر یعنی چھت پر یا سجدے کی جگہ پر یا آگے یا دائیں یا بائیں جاندار کی تصویر آویزاں ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پیچھے ہونا بھی مکروہ ہے۔ مگر گزشتہ صورتوں سے کم۔(1)

سجدہ سہو کے احکام:

1. واجِباتِ نَماز میں سے اگر کوئی واجِب بھولے سے رَہ جائے تو سجدۂ سَہْو واجِب ہے۔
2. اگر سجدۂ سَہْو واجِب ہونے کے باوُجُود نہ کیا تو نَماز لوٹانا واجِب ہے۔

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:624

3. جان بوجھ کر واجِب تَرک کیا تو سجدۂ سَہْو کافی نہیں بلکہ نَماز دوبارہ لوٹانا واجِب ہے۔

4. کوئی ایسا واجِب تَرک ہوا جو واجباتِ نَماز سے نہیں بلکہ اس کا وُجُوب اَمرِ خارِج سے ہو تو سجدۂ سَہْو واجِب نہیں مَثَلًا خلافِ ترتیب قرآنِ پاک پڑھنا ترکِ واجِب ہے مگر اس کا تعلُّق واجِباتِ نَماز سے نہیں بلکہ واجِباتِ تِلاوت سے ہے لِہٰذا سجدۂ سَہْو نہیں۔

5. فَرض تَرک ہو جانے سے نَماز جاتی رَہتی ہے سجدۂ سَہْو سے اِس کی تلافی نہیں ہو سکتی لِہٰذا دوبارہ پڑھئے۔

6. ایک نَماز میں چند واجِب ترک ہوئے، تو وہی دو سَجدے سب کیلئے کافی ہیں۔

7. تَعدِیل اَرکان (مَثَلًا رُکوع کے بعد کم از کم ایک بار سبحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار سیدھا کھڑا ہونا یا دو سَجدوں کے درمیان ایک بار سُبحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار سیدھا بیٹھنا) بھول گئ سجدۂ سَہْو واجِب ہے۔

8. وِتر کی تیسری رکعت میں قِراءَت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے وہ اگر بھول گئ سجدۂ سَہْو واجِب ہے۔

9. قِراءَت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے میں تین مرتبہ " سُبحٰن اللہ " کہنے کا وَقفہ گزر گیا سجدۂ سَہْو واجِب ہو گیا۔

10. سَجدۂ سَہْو کے بعد بھی اَلتَّحِیَّات پڑھنا واجِب ہے۔

11. قعدۂ اُولیٰ میں تَشَہُّد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سَجدۂ سَہْو واجِب ہے اس وجہ سے نہیں کہ دُرُود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے

قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سُکوت کیا (چپ رہی) جب بھی سَجدۂ سَہْو ہے جیسے قعدہ ورکوع وسُجود میں قران پڑھنے سے سجدۂ سَہْو واجِب ہے، حالانکہ وہ کلامِ الٰہی ہے۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... ایضا، ص:708

پانچ نمازوں کی رکعات

نمازِ فجر کی رکعات:

نماز فجر کی چار رکعات ہیں:

2 فرض اور دو سنت مؤکدہ۔

سنت مؤکدہ فرض سے پہلے پڑھی جائیں گئی۔

سنت فجر کی فضیلت:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور تاجدار کائنات ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں:

"فجر کی دو رکعتیں (یعنی سنتیں) دنیا وما فیھا سے زیادہ بہتر ہیں"۔(1)

نمازِ ظہر کی رکعات:

نماز ظہر کی مکمل بارہ رکعات ہیں:

پہلے چار سنت مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ اور اور آخر میں دو رکعت نفل۔

سنت ظہر کے فضائل:

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: اللہ کے محبوب دانائے

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1585

غیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعات کی حفاظت کی، اس پر جہنم کی آگ کو حرام کیا گیا"۔[1]

علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہو گا اور اُس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گئے اور اس پر (بندوں کی حق تلفیوں کے) جو مطالبات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ ایسے کاموں کی توفیق دے گا، جن پر سزا نہ ہو"۔[2]

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس کے لیے بشارت یہ ہے کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہو گا اور دوزخ میں نہ جائے گا"۔[3]

امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دام ظلہ فرماتے ہیں:

"اسلامی بہنو! الحمد اللہ جہاں ظہر کی دس رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں وہاں آخر میں مزید دو رکعت نفل پڑھ کر بارھویں شریف کی نسبت سے 12 رکعت کرنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ استقامت کے ساتھ دو نفل پڑھنے کی نیت فرمالیجیے"۔[4]

حدیث مبارک کے الفاظ واضح ہیں مذکورہ بالا سطور میں بیان ہونے والی فضیلتیں

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:411

(2)... طحطاوی، حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمحتار، ج:1، ص:284

(3)... شامی، ردالمحتار، ج:2،ص:547

(4)... قادری، اسلامی بہنوں کی نماز، ص:127

اسے ہی ملیں گی، جو مکمل بارہ رکعات ادا کرے گا۔

نماز عصر کی رکعات:

نماز عصر کی مکمل آٹھ رکعات ہیں:
چار سنت غیر مؤکدہ اور چار فرض۔

سنت عصر کی فضیلت:

حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں"۔(1)

حضرت سیدتنا ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:
"جو آدمی عصر سے پہلے چار رکعات ادا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام فرمادیتا ہے"۔(2)

نماز مغرب کی رکعات:

نماز مغرب کی مکمل 7 رکعات ہیں:
سب سے پہلے تین فرض، اُس کے بعد دو سنت مؤکدہ اور پھر دو نفل۔

---

(1)... ابوداؤد، السنن، ج:1، الرقم:1079

(2)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:238

سنت مغرب کی فضیلت:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”مغرب کے بعد دو رکعتیں فوراً پڑھو، کیونکہ یہ بھی فرضوں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں“۔[1]

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

”جس نے مغرب کے بعد بغیر کلام کیئے دو یا چار رکعات نماز سنت یا نفل ادا کی تو اس کی نماز علیین میں بلند کی جاتی ہے“۔[2]

نماز عشاء کی رکعات:

نماز عشاء کی مکمل 17 رکعات ہیں:

نماز عشاء کی پہلے چار سنت غیر مؤکدہ، پھر چار فرض، پھر دو سنت مؤکدہ، پھر دو نفل، پھر تین وتر اور آخر میں دو نفل ادا کیے جائیں گئے۔ اس طرح یہ کل 17 رکعات ہوئیں۔

نماز وتر کے فضائل:

حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

” ایک نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی ہے اور وہ تمہارے لیے

---

(1)... تبریزی، مشکوۃ المصابیح، ج:1، کتاب الصلوۃ، الرقم:1117

(2)... ایضا، الرقم: 1116

سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کا وقت عشاء اور طلوع فجر کے درمیان رکھا ہے"۔[1]

نماز وتر کا طریقہ:

نماز وتر کی مکمل تین رکعات ہیں:

اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء پڑھیں، پھر سورہ فاتحہ، اس کے بعد ایک سورۃ یا چھوٹی تین آیات کی تلاوت کریں، پھر رکوع اور رکوع کے بعد دو سجدے کریں، یہ ایک رکعت ہوئی۔ دو سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کریں۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر کوئی ایک سورۃ یا چھوٹی تین آیات کی تلاوت کریں، پھر رکوع اور اس کے بعد دو سجدے کریں، دو سجدے کرنے کے بعد بیٹھ جائیں اور تشہد یعنی التحیات مکمل پڑھیں۔ یہ آپ کی دو رکعت مکمل ہوئیں۔ التحیات مکمل پڑھنے کے بعد فوراً کھڑے ہو جائیں۔ اب تیسری رکعت بھی سورہ فاتحہ سے شروع کریں، سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورۃ یا کم از کم تین چھوٹی آیات کی تلاوت کریں۔ تلاوت کے بعد تکبیر کہیں، یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں اور دوبارہ پھر باندھ لیں۔ اب دعائے قنوت پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِیْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّیْ

(1)... ابوداؤد، السنن، ج:1، الرقم:1208

وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

بہار شریعت حصہ چہارم میں ہے کہ دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ دعائے قنوت کے بعد رکوع کریں، رکوع کے بعد دو سجدے، سجدوں کے بعد بیٹھ جائیں اور التحیات پڑھیں۔ التحیات کے بعد درود ابراہیمی، پھر دعائے ماثورہ پڑھیں اور پھر اس کے بعد دائیں، بائیں سلام پھیر دیں۔

نماز وتر کی رکعات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وتر کی تین رکعتیں ادا فرماتے''۔[1]

احکام فقہیہ:

1. نماز وتر واجب ہے۔
2. اگر یہ نماز چھوٹ جائے تو اس کی قضاء لازم ہے۔
3. وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔
4. وتر میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ اگر التحیات نہیں پڑھی اور بھول کر کھڑے ہو گئے تو لوٹنے کی اجازت نہیں، بلکہ سجدہ سہو کرے۔
5. وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔
6. اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گئیں اور رکوع میں چلی گئیں تو واپس نہ لوٹے بلکہ

(1)... نسائی، السنن، ج:1، الرقم:1701

سجدہ سہو کر لیجئے۔

نماز وتر کے بعد کی ایک سنت:

سنن نسائی میں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نماز وتر میں سلام پھیرتے تو بعد میں تین مرتبہ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔

نماز عشاء کے بعد کے نوافل کی فضیلت:

سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"ظہر سے پہلے چار رکعات ایسی ہیں، جیسی عشاء کے بعد چار رکعات ہوتی ہیں اور عشاء کے بعد چار رکعات نوافل لیلۃ القدر میں پڑھے گے نوافل کے برابر ہیں"۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... منذری، الترغیب والترہیب، ج:1، ص:239

نماز قضا کرنے کا انجام

ویل کیا ہے؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جہنم میں ویل نامی ایک خوفناک وادی ہے۔ جس کی گرمی سے خود جہنم بھی پناہ مانگتا ہے اور یہ اُس شخص کا ٹھکانہ ہے، جو نماز کو وقت گزار کر پڑھتا ہے"۔[1]

ویل کی گرمی:

حضرت سیدنا امام محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہا گیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے، جس کا نام ویل ہے۔ اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالیں جائیں، تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں اور یہ اُن لوگوں کا ٹھکانہ ہے، جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور وقت کے بعد قضاء کر کے پڑھتے ہیں۔ مگر یہ کہ وہ اپنی کوتاہی پر نادم ہوں اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کریں"۔[2]

سر کچلنے کی سزا:

شب معراج رسول اللہ ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے جب ایک دفعہ کچلے جاتے تو دوبارہ پھر اسی حالت پر صحیح ہو جاتے اور اس کام میں کوئی وقفہ نہ ہو رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل

---

(1)... سمرقندی، قرة العيون، ص:14

(2)... ذہبی، كتاب الكبائر، ص:34

علیہ السلام سے استفسار فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز سے بھاری ہو جاتے تھے۔(یعنی فرض نماز کو بوجھ سمجھتے اور ادا نہیں کرتے تھے)۔[1]

اگر نماز پڑھنا بھول جائیں؟

شہنشاہ عرب و عجم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے، پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے"۔[2]

فقہائے کرام رحمھم اللہ السلام فرماتے ہیں:

1. سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے۔
2. کوئی سو رہی ہے یا نماز پڑھنا بھول گئی تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوئی ہوئی کو جگا دے اور بھولی کو یاد دلا دے۔
3. جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔[3]

---

(1)... انظر: الجامع الصحیح للبخاری

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1466

(3)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:702

فرض اور واجب کی قضا:

فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔[1]

قصر اور سفر کی نماز:

جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔[2]

مجنون کی قضا:

مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں قضا ہوئیں، اچھا ہونے کے بعد اُن کی قضا واجب نہیں، جبکہ جنون نماز کے چھ وقت تک برابر رہا ہو۔[3]

مریض کا حکم:

ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر حالت پورے چھ وقت تک

---

(1)... ایضاً، ص:703

(2)... ایضاً، ص:703

(3)... ایضاً، ص:702

رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں، اُن کی قضا واجب نہیں۔[1]

قضا نمازیں جلد از جلد پڑھ لیجئے:

مرد و عورت میں سے جس کے ذمّے قَضا نَمازیں ہوں اُن کا جلْد سے جلْد پڑھنا واجِب ہے مگر بال بچّوں کی پرورِش اور اپنی ضَروریات کی فَراہَمی کے سبب تاخیر جائز ہے۔ لہٰذا فُرصت کا جو وَقت ملے اُس میں قَضا پڑھتی رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔[2]

نمازیں چھپ کر قضا کیجئے:

قَضا نَمازیں چُھپ کر پڑھئے، لوگوں پر (یا گھر والوں بلکہ قریبی سہیلیوں پر بھی) اس کا اِظہار نہ کیجئے (مثلًا یہ مت کہا کیجئے کہ میری آج کی فَجر قَضاء ہو گئی یا میں قضائے عمری کر رہی ہوں وغیرہ) کہ گناہ کا اِظہار بھی مکروہِ تَحریمی و گناہ ہے۔[3]

عمر بھر کی قضا کا حساب:

جس مرد و عورت نے کبھی نماز ہی نہ پڑھی ہوں اور اب توفیق ہوئی اور قضائے عمری پڑھنا چاہتے ہیں۔ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں، وہ جب سے بالغ ہوئے ہیں۔ اُس وقت سے نمازوں کا حساب لگائے اور اگر تاریخ بلوغ بھی نہیں معلوم تو احتیاط اسی میں ہے کہ

---

(1)... ایضاً، ص:702

(2)... شامی، ردالمحتار، ج:2، ص:646

(3)... ایضاً، ص:650

عورت 9 سال کی عمر سے اور مرد بارہ سال کی عمر سے نمازوں کا حساب لگائے۔[1]

قضا کرنے میں ترتیب:

قضائے عمری میں یوں بھی کر سکتے ہیں کہ پہلے تمام فجر کی نمازیں ادا کر لیں، پھر نماز ظہر کی نمازیں اسی طرح عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں قضا کر لیجئے۔[2]

توبہ کا حکم:

لا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔[3]

توبہ کی درستگی:

توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ حدیث میں فرمایا: "گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب (عزوجل) سے ٹھٹھا کرتا ہے۔[4]

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:8، ص:154

(2)... عالمگیری، الفتاوی الھندیہ، ج:1، ص:134

(3)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:700

(4)... ایضاً

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور ایک ایک بار فلق اور ناس پڑھے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں اس نے قضا کر کے پڑھی ہوں گی۔ ان کے قضا کرنے کا گناہ اِن شاءاللہ عزّوجلّ! معاف ہو جائے گا۔ یہ نہیں کہ قضا نمازیں اس سے معاف ہو جائیں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہوں گی“۔[1]

قضائے عمری کا طریقہ:

قَضا ہر روز کی بیس رَکعتیں ہوتی ہیں۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرِب، چار عشاء کے اور تین وِتر۔ نیّت اِس طرح کیجئے، مَثَلًا سب سے پہلی فَجر جو مجھ سے قَضا ہوئی اُس کو ادا کرتی ہوں۔" ہر نماز میں اِسی طرح نیّت کیجئے۔ جس عورت و مرد پر بکثرت قَضا نَمازیں ہیں وہ آسانی کیلئے اگر یُوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رُکوع اور ہر سَجدہ میں تین تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے۔ مگر یہ ہمیشہ اور ہر طرح کی نَماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب رُکُوع میں پوری پہُنچ جائے اُس وقت سُبحٰن کا "سین" شُروع کرے اور جب عظیم کا "میم" ختم کر چکے اُس وقت رُکوع سے سر اٹھائے۔ اسی طرح سَجدہ میں بھی کرے۔ ایک تخفیف تو یہ ہوئی اور دوسری یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رَکعَت میں اَلحمد

(1)... نعیمی، اسلامی زندگی، ص:135

شریف کی جگہ فقط "سُبحٰنَ اللہِ "تین بار کہہ کر رُکوع کرلے۔ مگر وِتر کی تینوں رَکعتوں میں اَلحمد شریف اور سُورت دونوں ضَرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف یہ کہ قعدۂ اَخیرہ میں تَشَہُّد یعنی اَلتَّحِیات کے بعد دونوں دُرُودوں اور دعا کی جگہ صِرف "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ" کہہ کر سلام پھیر دے۔ چوتھی تخفیف یہ کہ وِتر کی تیسری رَکعت میں دعائے قُنُوت کی جگہ اللہُ اکبر کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار "رَبِّ اغْفِرلِیْ" کہے۔[1]

❀ ❀ ❀

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:8، ص:157

مسافر کی نماز

مسافر کی نماز کے متعلق اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔[1]

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نماز دو دو رکعات فرض ہوئی تھیں، پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو نماز چار چار رکعات فرض ہو گئیں اور نماز سفر کو دو رکعتوں پر چھوڑ دیا گیا"۔[2]

مسائل فقہیہ:

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ یعنی جو شخص تقریباً 92 کلو میٹر کی دوری کا سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا، تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہے کہ قصر کرے یعنی ظہر، عصر اور عشاء چار رکعات والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھیں، کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔

مسئلہ:

محض نیت سفر سے مسافر نہ ہو گا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر

---

(1)... النساء:101

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:1120

والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔

مسئلہ:

مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا۔

مسئلہ:

سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔

مسئلہ:

سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلیں، وہاں سے تین دن کی راہ (یعنی 92 کلو میٹر) کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلیں اور وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہو کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے۔ یوہیں ساری دنیا گھوم آئے، مسافر نہیں۔

مسئلہ:

اگر پندرہ یا اس سے زیادہ دن کے لیے سفر اختیار کیا ہے، چاہے چودہ دن ہو تو پہلے تین دن نماز قصر کریں، پھر مکمل پڑھیں۔

مسئلہ:

عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے، تو میکا اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل (یعنی 92 کلو میٹر) پر ہے۔ وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا، بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا، نماز پوری پڑھے۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... انظر: اعظمی، جنتی زیور، ص:295 و بہارشریعت للصدرالشریعہ

نماز تراویح

نماز تراویح کی کل رکعات بیس ہیں اور بیس رکعات پر احادیث درج ذیل ہیں:

حدیث:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی مکرم، نور مجسم ﷺ ماہ رمضان شریف میں بیس رکعت وتر کے علاوہ پڑھتے تھے۔(1)

حدیث:

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمٰی سے روایت کی کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کی بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت (نماز تراویح) پڑھاؤ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انھیں وتر پڑھاتے تھے۔(2)

حدیث:

حضرت یزید بن ہارون سے روایت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں لوگ تیئس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(3)

شارح حدیث مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس (حدیث) سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تراویح بیس رکعت ہیں،

---

(1)... بیہقی، السنن الکبریٰ، ج:2، الرقم:4391

(2)... ایضاً، الرقم:4396

(3)... مالک، الموطا،ماجاء فی قیام رمضان، الرقم:252

دوسرے یہ کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اسی لیے کل تیئس رکعتیں ہوئیں"۔[1]

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض و واجب کی ہر روز بیس ۲۰ رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و مکمل برابر ہوں"۔[2]

احکام فقہیہ:

1. تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے،۔ اس کا ترک جائز نہیں۔
2. اس کا وقت فرض عشاء کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے۔
3. اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں۔
4. ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کریں۔ اگر ایک ساتھ 20 رکعات کی نیت کر لی تو بھی جائز ہے۔
5. تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔
6. تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذرہ مکروہ ہے۔ مگر بعض فقہا کے نزدیک تو ہو گی ہی

---

(1)... نعیمی، جاء الحق، ص:105

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:689

نہیں۔

7. اگر تراویح میں مکمل قرآن مجید ختم نہیں کر سکتیں تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے وَ النَّاسِ تک پڑھنے میں 10 اور دوبارہ پھر پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔
8. متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قُلْ ھُوَ اللہُ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھیں۔
9. دو رکعت میں بیٹھنا بھول گئی اور کھڑی ہو گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چار مکمل کرے۔ مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور اگر دو پر بیٹھ چکی ہے تو چار ہوئیں۔
10. تین رکعت پڑھ کر اگر سلام پھیرا اور دوسری رکعت میں نہ بیٹھی تھی، نماز نہ ہوئی۔ اس کے بدلے کی دو رکعتیں اور پڑھے۔
11. ہر چار رکعت پڑھ لینے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے۔ جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں تھیں۔ اس بیٹھنے میں اختیار ہے کہ تلاوت کرے یا درود پاک پڑھے یا چار رکعتیں نفل پڑھے یا تسبیح پڑھے۔

تسبیح یہ ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔[1]

---

(1)... انظر: الفتاوی الهندیه للعالمگیری و بہارشریعت للصدرالشریعه

نفل نمازیں

توبہ کے فضائل:

توبہ کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ اللہ رب العزت توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَ کَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا﴾

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ کی خوشی:

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے، جس نے اپنی گمشدہ اونٹ کو پالیا۔ حالانکہ اس نے اس کو جنگل میں گم کر دیا تھا"۔[2]

نماز توبہ:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

(1)... الفرقان:70

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:1234

"جس نے احسن طریقے سے وضو کیا، پھر اُٹھ کر دو چار رکعتیں پڑھیں اور اُن کے رکوع و سجود خشوع کے ساتھ ادا کیئے۔ پھر اللہ سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا"۔[1]

نماز توبہ کا طریقہ:

اس نماز کو ادا کرنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے۔ بس نماز توبہ ادا کرنے کی نیت سے دو یا چار نفل ادا کریں۔ اس نماز میں سورتیں بھی مخصوص نہیں ہیں۔ جو چاہیں وہ پڑھ لیں اور پھر بارگاہ خداوندی میں توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرما کر آپ کے گناہ بخش دے گا۔

توبہ کرنے کا طریقہ:

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب توبہ و استغفار کے ذریعہ تم گناہوں کی قید سے آزاد ہو جاؤ، اور آئندہ کے لیے اپنے دل کو گناہوں سے پاک و صاف رکھنے کا ارادہ کر لو تو توبہ اس خلوص سے کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو سچا اور مخلص پائے۔ جہاں تک ہو سکے، ان لوگوں کو راضی کر لو، جن کو تم نے مالی، بدنی، یا دینی کسی قسم کی بھی کوئی اذیت دی ہو۔ فرائض و دیگر احکام جو رہ گئے ہیں۔ ان کی بھی حتیٰ الامکان قضا دے لو۔ باقی ماندہ گناہوں کے بارے میں اللہ کے حضور گریہ و زاری کر لو تو پھر غسل کرو، پاک کپڑے، پہنو، باوضو ہو کر

---

(1)... دمیاطی، المتجرالرابح، الرقم:87

خشوع و خضوع کے ساتھ چار رکعت نوافل نماز توبہ ادا کرو، اپنی پیشانی کو ایسی جگہ رکھو، جہاں اللہ کے سوا تمھیں کوئی دیکھ نہ رہا ہو۔ پھر اپنے سر کو خاک آلودہ کرو اور اپنے معزز ترین عضو چہرے کو خاک آلودہ کرو اور غمگین دل سے گڑ گڑا کر اپنے ایک ایک گناہ کو یاد کر کے اپنے نفس کو زجر و توبیخ کرو اور سخت انداز میں کہو: اے نفس! شرم وحیا نہیں آتی، کیا تیری توبہ کا وقت ابھی نہیں آیا، کیا تو اللہ جبار و قہار کے عذاب الیم کو سہنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کیا تو اپنے اوپر اللہ کو ناراض کرنے کا خواہش مند ہے؟

گناہوں کو بار بار یاد کرتے ہوئے ان الفاظ کو دہراؤ، پھر سجدے سے اٹھا کر خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر یوں دعا مانگو:

یاالٰہی تیری بندی تیری طرف لوٹ آئی ہے۔ تیری نافرمان بندی صلح کی طرف لوٹ آئی ہے۔ تیری گنہگار بندی عذر خواہی کے لیے حاضر ہے۔ مجھے اپنے کرم سے بخش دے اور اپنے فضل سے قبول فرمالے۔ اے اللہ! میری طرف نظر رحمت فرما اور میرے سابقہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور باقی عمر میں گناہوں سے محفوظ فرما تو ہی ہر بھلائی اور اچھائی کا مالک ہے اور تو ہی ہم پر مہربان ور حیم ہے۔

پھر یہ دعا کریں، اسے دعائے شدت کہتے ہیں:

اے مشکلات کو حل کرنے والے! اے غم ناک لوگوں کی جائے پناہ! اے وہ ذات کہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتی ہے تو کہتی ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ ہمیں گناہوں نے گھیر رکھا ہے تو ہی مغفرت و بخشش کا ذخیرہ ہے، تو مجھے معاف فرمادے۔ بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

پھر حتیٰ الوسع روئیں اور عاجزی کا اظہار کریں اور یہ دعا مانگیں:

اے وہ ذات! جسے ایک کام دوسرے کام سے اور ایک آواز دوسری آواز سے غافل نہیں کر سکتی۔ اے وہ ذات! جسے مسائل کی کثرت مغالطے میں نہیں ڈالتی اور جسے سوال میں اصرار کرنے والوں کا اصرار توجہ بٹنے نہیں دیتا۔ ہمیں اپنے درگزر کی ٹھنڈک پہنچا اور مغفرت کی حلاوت۔ اے ارحم الرحمین! بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اِن دعاؤں کے بعد حضور ﷺ پر درود بھیجیں اور تمام مؤمنین و مؤمنات کے لیے دعائے مغفرت کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو"۔[1]

نماز تہجد کی فضیلت:

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے؟ پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گئے اور وہ تعداد میں بہت کم ہوں گئے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گئے۔ پھر تمام لوگوں سے حساب شروع ہو گا"۔[2]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے"۔[3]

---

(1)... غزالی، منہاج العابدین، ص:54

(2)... منذری، الترغیب و الترھیب، ج:1، ص:253

(3)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1163

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی زوجہ کو نماز کے لیے جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے۔ اللہ اس عورت پر رحم فرمائے، جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو نماز کے لیے جگاتی ہے۔ اگر اس کا شوہر اٹھنے سے انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتی ہے"۔(1)

تاجدار عرب و عجم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

"جنت میں ایسے بالا خانے ہیں، جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک اعرابی نے اُٹھ کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ کس کے لیے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے لیے ہیں جو نرم گفتگو کرے، کھانا کھلائے، متواتر روزے رکھے اور رات کو اٹھ کر اللہ کے لیے نماز پڑھے، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں"۔(2)

کثرت سے نوافل پڑھنے والی خواتین:

حضرت سیدنا معاذ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا روزانہ صبح کے وقت فرماتی: یہ وہ دن ہے جس میں مجھے مرنا ہے۔ پھر شام تک کچھ نہ کھاتیں۔ پھر جب رات ہوتی تو کہتیں یہ وہ رات ہے جس میں مجھے مرنا ہے۔ پھر صبح تک نماز پڑھتی رہتیں۔

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:!، الرقم:1336

(2)... ترمذی، السنن، ج:2، الرقم:419

حضرت سیدنا خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہم رحلہ عابدہ کے پاس گئے۔ یہ بکثرت روزے رکھتی تھیں اور اتنا روتیں تھیں کہ اِن کی بینائی جاتی رہی اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھتی کہ کھڑی نہ ہو سکتی تھیں۔ لہذا بیٹھ کر ہی نماز پڑھتی تھیں۔ ہم نے انھیں سلام کیا، پھر اللہ کے عفو و کرم کا تذکرہ کیا تاکہ اِن پر معاملہ آسان ہو جائے۔ انھوں نے یہ بات سن کر ایک چینخ ماری اور فرمایا: میرے نفس کا حال مجھے معلوم ہے اور اس نے میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم میں چاہتی ہوں کہ کاش اللہ نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا اور میں کوئی قابل ذکر شے نہ ہوتی۔ یہ فرما کر دوبارہ نماز میں مشغول ہو گئیں"۔ (1)

احکامہ فقہیہ:

- تہجد نماز نفل کا نام ہے، رات کو عشا کی نماز پڑھ کر سو جائیں اور صبح طلوع صادق سے پہلے اٹھ کر جو نوافل پڑھیں، اسے نماز تہجد کہتے ہیں۔
- تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں۔
- حضور اقدس ﷺ سے آٹھ تک ثابت ہیں اور اکثر معمول آٹھ رکعات کا تھا۔
- جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے۔
- سونے سے پہلے جو نوافل پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (2)

---

(1)... انظر: احیاء العلوم للغزالی

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:677

نمازاشراق:

تاجدار عرب و عجم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جو صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعت نماز ادا کی، اس کے لیے پورے حج و عمرہ کا ثواب ہے"۔[1]

نمازاشراق کاوقت:

نماز اشراق کا وقت سورج طلوع ہونے سے کم از کم بیس منٹ بعد سے لے کر ضحوہ کبریٰ تک ہے۔

نمازچاشت:

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا"۔[2]

نمازچاشت کی رکعات:

نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔ نماز چاشت ادا کرنے کا وقت سورج بلند ہونے سے نصف النہار شرعی (یعنی سورج جس وقت عین سر

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:568

(2)... ایضاً، الرقم:456

پر آجاتا ہے) تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے، پڑھے۔[1]

نمازِ اوابین:

نورِ پیکر، تمام نبیوں کے سرور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مغرب کے بعد چھ نفل اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بُری بات نہ کرے، اس کے لیے یہ نوافل بارہ سالوں کی عبادت کے برابر شمار ہوں گئے"۔[2]

اس نماز کا وقت نماز مغرب کے بعد سے لے کر نماز عشا کے شروع تک ہے۔

نمازِ تسبیح:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تمھیں عطا نہ کروں، کیا تم سے صلہ رحمی نہ کروں، کیا تم سے محبت نہ کروں، کیا میں وہ دس کام نہ بتاؤں کہ جب تم انھیں کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے اور پچھلے، نئے اور پرانے گناہ جو غلطی سے سرزد ہوئے ہوں یا جان بوجھ کر، چھوٹے ہوں یا بڑے، کھلم کھلا ہوں یا چھپ کر تو سب معاف فرمادے۔ وہ دس کام یہ ہیں:

آپ چار رکعات نماز پڑھو، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھو اور پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر پندرہ بار کھڑے ہو کر کہو: سبحان اللہ و والحمد اللہ

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:675

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:418

ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر، پھر رکوع کرو اور رکوع میں دس بار یہی کہو، پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ میں دس بار، پھر سجدہ سے سر اٹھاکر دس بار، پھر دوسرے سجدہ میں دس بار، پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھاکر دس بار۔ اس طرح یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوں گئے۔

چاروں رکعت میں ایسا ہی کرو، اگر ہر روز پڑھ سکو تو بہت اچھا ورنہ ہر جمعہ کو پڑھو، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لینا۔[1]

تحیۃ الوضو:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرنے کے بعد کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کرے۔ جس میں ظاہری اور ذہنی دونوں طرح کی یکسوئی موجود ہو تو ایسے شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے"۔[2]

احکام فقہیہ:

- وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔
- غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:1387

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:461

تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔

- مکروہ وقت میں تحیۃ الوضو اور غسل کے بعد والی رکعتیں نہیں پڑھ سکتے۔[1]

نمازِ حاجات:

حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جس آدمی کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان کی طرف حاجت ہو، اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو نفل پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور بارگاہ رسالت میں تحفہ درود پیش کر کے یہ دعا مانگے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ".[2]

❁ ❁ ❁

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:675

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:463

باب پنجم

زکوۃ کا بیان

زکوۃ ادا نہ کرنے کا انجام

اللہ رب العزت نے مالداروں پر زکوۃ فرض قرار دی ہے اور جو لوگ زکوۃ ادا نہیں کرتے، اُن کے لیے سخت وعیدات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو گا۔[1]

جبکہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی، جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی احادیث میں ایسے لوگوں کے متعلق سخت

---

(1)... آل عمران:180

(2)... التوبہ:34 تا35

وعیدات ارشاد فرمائی ہیں:

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اُس نے اس مال کی زکوۃ ادا نہیں کی، وہ مال قیامت کے دن اُس کے لیے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ مال (بصورت سانپ) اس کی گردن میں طوق بنایا جائے گا۔ پھر وہ منہ کے دونوں کناروں سے اسے پکڑے گا۔ پھر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾۔[1]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں:

"مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی وعید سناؤ، جو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اُن میں سے کسی ایک کے پستان کے سر پر رکھ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ مونڈھے کی باریک ہڈی سے نکل جائے گا اور اس کے مونڈھے کی نرم و باریک ہڈی پر رکھا جائے گا اور اُس کے پستان کے سرے سے (وہ پتھر) حرکت کرتا ہوا نکل جائے گا۔[2]

حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اللہ اس کے مال کو

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1314

(2)... ایضاً، الرقم:1318

سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈالے گا اور اس بات کی تائید میں قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾۔[1]

نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"زکوۃ روک لینے والا قیامت کے روز دوزخ کی آگ میں ہو گا"۔[2]

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جو مالک نصاب ہو اور زکوۃ ادا نہ کی، قیامت کے دن اُس کا مال ایک اژدھے کی شکل میں آئے گا، اس کی آنکھوں میں آگ کے انگارے ہوں گئے اور اُس کے دانت لوہے کے ہوں گئے۔ وہ زکوۃ ادا نہ کرنے والے کے پیچھے دوڑے گا اور اُس سے کہے گا اپنا بخل کرنے والا دایاں ہاتھ مجھے دے تا کہ میں اسے کاٹ کر جدا کر دوں، تو وہ بھاگے گا اژدھا کہے گا: گناہوں کی سزا سے بھاگ کر جانے کا ٹھکانہ کہاں؟ چنانچہ وہ اسے پکڑ کر اس کا دایاں ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹ کر نگل جائے گا۔ پھر ہاتھ دوبارہ آجائے گا (جیسا کہ پہلے تھا)۔ پھر اژدھا اس کے بائیں ہاتھ کو کاٹ کھائے گا اور جب بھی وہ اپنے دانتوں سے اسے کاٹے گا۔ تو وہ درد سے ایسی چینخ مارے گا۔ جس سے اہل محشر کانپ اٹھیں گئے۔ وہ اژدہا اس کے ہاتھ کو کاٹ کر کھاتا رہے گا اور وہ ہاتھ بھی دوبارہ آتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ اپنے رب کی بار گاہ میں کھڑا ہو گا، تو اللہ

---

(1)... تبریزی، مشکوۃ المصابیح، ج:1، الرقم:1698

(2)... ایضاً، ص:703

عزوجل اس کا حساب سختی سے لے گا۔ پھر اس کو جہنم کا حکم سنادیا جائے گا۔ وہ اژدھے سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: آج میں تیرا دشمن ہوں، میں تجھے ہمیشہ عذاب دیتا ہوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف کر دے اور فقرا (اپنے حق کے معاملہ میں) تجھ سے چشم پوشی کر لیں۔ پھر اسے سر کے بل اُوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔[1]

اے خدا کی بندی! زندگی کے ایام کم ہو رہے ہیں اور موت بلکل قریب ہے۔ لہذا تو مال کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور جو مال اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے فضل سے دیا ہے۔ اس کی زکوۃ ادا کر کے اپنے مال کو پاک اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے۔ نہیں تو تجھے سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے تو خوش دلی سے زکوۃ ادا کر اور بخل سے بچ زکوۃ کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی خوب کر کہ زکوۃ دینے اور صدقہ و خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ بلکہ زکوۃ، صدقہ و خیرات کرنا مال میں اضافہ، نیکیوں کا باعث اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ﴾

اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے

---

(1)... سمرقندی، قرة العیون، ص:73

(2)... سبا:39

پاس حاضر افراد امت سے ارشاد فرمایا:

"تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمھیں جنت کی ضمانت دوں گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ چیزیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: نماز، زکوۃ، امانت، شرمگاہ، پیٹ اور زبان"۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں: جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی، تو یقیناً اس کے مال کا شر دور ہو گیا"۔[2]

صدقہ کے فضائل:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"صدقہ میں سے کسی چیز کو حقیر نہ جانو، کیونکہ اس میں سے ایک دانہ قیامت کے دن ثواب کے پہاڑوں کے ساتھ تولا جائے گا"۔[3]

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ کمائی سے ہی صدقہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے شک اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں (جو اس کی

---

(1)... منذری، الترغیب الترھیب، ج:2، ص:298

(2)... ایضاً، ص:299

(3)... شعرانی، تنبیہ المغترین، ص:351

شان کے لائق ہے) لے لیتا ہے۔ پھر صدقہ کرنے والے کے لیے اس صدقہ کو بڑھاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی (بچھڑا) یا گدھے کا بچہ پالتا ہے۔ یہاں تک کہ (کیا ہوا صدقہ) پہاڑ جیسا بن جاتا ہے"۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ کے دربار میں مرنے سے پہلے توبہ کرلو اور جانے سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرلو، کثرت ذکر سے اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق پیدا کرو۔ اسی طرح ظاہر و باطن اور پوشیدہ طور پر کثرت سے صدقہ کرو تو تمھیں رزق بھی دیا جائے گا۔ تمہاری مدد بھی کی جائے گی۔ تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی"۔[2]

❀ ❀ ❀

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1320

(2)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:1081

احکام فقہیہ

زکوۃ کی تعریف:

زکوۃ شریعت میں اللہ کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے۔ مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کر دہ غلام اور اس مال سے اپنا نفع بلکل جدا کر لے۔[1]

زکوۃ کا انکار کرنے اور زکوۃ ادا نہ کرنے والے کا حکم:

زکوۃ فرض ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔[2]

زکوۃ فرض ہونے کی شرائط:

زکوۃ فرض ہونے کی درج ذیل شرائط ہیں، یعنی یہ شرائط جن میں پائی جائیں گی، صرف انہی پر زکوۃ فرض ہو گی۔

مسلمان ہونا:

کافر پر زکوۃ واجب نہیں۔

بالغ ہونا:

نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں۔

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:874

(2)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:188

عقل مند ہونا:

جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اول و آخر میں افاقہ ہوتا ہے۔ اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو زکوۃ واجب ہے۔

آزاد ہونا:

غلام پر زکوۃ واجب نہیں۔

مال بقدر نصاب اس کی ملکیت میں ہو:

مال اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں۔

پورے طور پر اس کا مالک ہو:

یعنی مال پر قابض ہونا۔

نصاب کا قرض سے فارغ ہونا:

جو فرد نصاب کا مالک ہے۔ مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوۃ واجب نہیں۔[1]

نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو:

حاجت اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے۔ حاجت اصلیہ میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی جیسے رہنے کا مکان، سردیوں، گرمیوں میں پہنچنے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی، غلام، آلات، حرب، پیشہ واروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی

---

(1)... ایضاً، ص:189

کتابیں، کھانے کے لیے غلہ وغیرہ۔[1]

مال نامی ہونا:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

1. سونا، چاندی (اس میں ہر ملک کی کرنسی اور پرائز بانڈ بھی شامل ہیں)
2. مال تجارت
3. چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور۔[2]

سال گزرنا:

سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے۔ مگر درمیان نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی، یعنی زکوۃ واجب ہے۔[3]

زکوۃ کی ادائیگی میں نیت شرط ہے:

زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نیت شرط ہے۔ زکوۃ دیتے وقت یا زکوۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت، نیت زکوۃ شرط ہے۔

نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو غور و فکر کیے بغیر بتا سکے کہ یہ زکوۃ ہے۔

---

(1)... ایضاً، ص:190

(2)... ایضاً، ص:192

(3)... ایضاً، ص:193

زکوۃ کامال کہاں خرچ کرنا منع ہے؟

زکوۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں خرچ نہیں کرسکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور اِن امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ خرچ کرے۔ ثواب دونوں کو ہوگا۔ بلکہ حدیث میں آیا: اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔[1]

سونے، چاندی کی زکوۃ:

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے چاندی ہے۔

سونے و چاندی کی زکوۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔[2]

چالیسواں حصہ:

سونا و چاندی جبکہ بقدر نصاب ہوں، تو اُن کی زکوۃ چالیسواں حصہ ہے۔ مثلاً ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکوۃ واجب ہے یا باون تولہ چھ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی واجب ہے۔[3]

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:890

(2)... ایضاً، ص:902

(3)... ایضاً، ص:903

مال زکوۃ کن لوگوں پر خرچ کریں؟

مال زکوۃ درج ذیل لوگوں پر خرچ کیا جائے گا:

1. فقیر
2. مسکین
3. عامل

حکومت اسلامیہ کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے والا شخص

4. غلاموں کی آزادی کے لیے
5. غازم

قرض میں جکڑا ہوا۔

6. فی سبیل اللہ
7. مسافر۔[1]

زکوۃ نکالنے کا طریقہ:

زکوۃ نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ معلوم ہو کہ زکوۃ کتنے روپوں پر نکلتی ہے۔ ہر سو روپے پر اڑھائی روپے۔ ہر ہزار پر 25 روپے اور ہر پانچ ہزار پر 125 روپے۔[2]

سید کو زکوۃ:

سید صاحب کو زکوۃ و صدقات دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کے لیے لینا جائز

---

(1)... ایضاً، ص:923

(2)... قادری، سنی تحفہ خواتین، ص:187

ہے۔[1]

بدمذہبوں کو زکوۃ:

بد مذہب کو زکوۃ دینا جائز نہیں، جب بد مذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیہ زمانہ جو توہین خدا و تنقیص رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکوۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور اگر انھیں زکوۃ دی تو ہرگز ادا نہ ہو گی۔[2]

صدقہ فطر:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع خرما یا جُو، غلام و آزاد، مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ نماز کو جانے سے پہلے ادا کریں"۔[3]

صدقہ فطر واجب ہے:

- صدقہ فطر واجب ہے۔ عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کرے، ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہو گا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:933

(2)... ایضاً

(3)... ایضاً، ص:934

ہے۔ اگرچہ مسنون نمازِ عید پڑھنے سے پہلے ادا کرنا ہے۔

- صدقہ فطر مسلمان پر واجب ہے۔ اس کے مال پر نہیں، لہذا کوئی مسلمان فوت ہو گیا تو اُس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔[1]

صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

عید الفطر کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ جو شخص صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ یا بچی پیدا ہوئی یا کوئی عورت فقیر تھی، غنی ہو گئی تو اِن سب پر صدقہ فطر واجب ہے۔[2]

مسئلہ:

نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو اُن پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اُن کا ولی ان کے مال سے ادا کرے گا۔

مسئلہ:

نابالغ لڑکی جو اِس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے، اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے ہاں اسے بھیج بھی دیا، تو کسی پر اس کا صدقہ فطر واجب نہیں، نہ شوہر پر، نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے ہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور اس کا صدقہ فطر باپ پر ہے۔

---

(1)... ایضاً، ص:935

(2)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:211

مسئلہ:

باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ فطر دیناواجب ہے۔

مسئلہ:

ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر دیناواجب نہیں۔[1]

مسئلہ:

عورت یا بالغ اولاد کا صدقہ فطر اُن کی اجازت کے بغیر ادا کر دیا تو ہو گیا اور اگر عورت نے شوہر کا صدقہ فطر بغیر شوہر کے حکم کے دے دیا تو ادا نہ ہوا۔[2]

مسئلہ:

صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گندم یا اس کا آٹا یا ستو، نصف صاع کھجور یا منقہ یا جُو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔[3]

مسئلہ:

صدقہ فطر کے ادا کرنے کا بہترین وقت یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کرے۔[4]

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:936

(2)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:210

(3)... ایضاً

(4)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:212

صدقہ فطر کے مصارف:

صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ انھیں صدقہ فطر بھی دیا جاسکتا ہے اور جنھیں زکوۃ نہیں دے سکتے۔ انھیں صدقہ فطر بھی نہیں دے سکتے سوائے عامل کے کیونکہ عامل کے لیے زکوۃ ہے صدقہ فطر نہیں۔[1]

❀ ❀ ❀

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:940

باب ششم

روزہ کا بیان

فضائل رمضان:

تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب رمضان آجائے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے"۔[1]

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رمضان میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں (قید کر دیا) جاتا ہے"۔[2]

روزہ کی فضیلت:

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن اس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گئے۔ ان کے علاوہ کوئی اور (اس دروازے سے جنت میں) داخل نہیں ہو گا۔ (قیامت کے دن) کہا جائے گا۔ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار اس دروازے میں سے داخل ہوں گے۔ جب اُن کا آخری فرد بھی داخل ہو جائے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی شخص (اس دروازے سے جنت میں) داخل نہیں ہو سکے گا"۔[3]

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:2391

(2)... ایضاً، الرقم:2392

(3)... ایضاً، الرقم:2606

حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے ایک دن کا روزہ رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان اتنی چوڑی خندق بنا دے گا، جتنی آسمان اور زمین کے درمیان چوڑائی ہے"۔(1)

تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل سوائے روزہ کے اس کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن روزہ وہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"۔(2)

حضور نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے حقوق کو پہچانا اور ان کی حفاظت کی تو اس کے پچھلے گناہ مٹا دیئے جائیں گے"۔(3)

شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت ﷺ نے رمضان کی آمد کے بعد ایک دن فرمایا:

"تمہارے پاس برکتوں والا مہینہ رمضان آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں تمھیں

---

(1)... انظر: الترغیب و الترھیب للمنذری

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:2600

(3)... انظر: الترغیب و الترھیب للمنذری

ڈھانپ دیتا ہے۔ پھر رحمت نازل فرماتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس مہینے میں دعا قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیوں کی طرف دیکھتا ہے اور تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ لہذا اس مہینے میں اپنی جانب سے اللہ کو بھلائی دیکھاؤ۔ کیونکہ بد بخت وہی ہے جو اس مہینے میں اللہ کی رحمت سے محروم رہا"۔[1]

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخری رات تک ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور جو بندہ اس مہینے کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ اس کے لئے ہر سجدے کے عوض پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا ایک گھر بنا دیا جاتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوتے ہیں اور ہر دروازے پر سونے کی ملمع کاری ہو گی اور اس پر سرخ یاقُوت جَڑے ہوں گے، جب بندہ رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پچھلے رمضان کے پہلے دن کے روزے تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے روزانہ ستر ہزار فرشتے فجر کی نَماز سے غروب آفتاب تک استغفار کرتے ہیں اور اسے رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں سجدہ کرنے پر جنت میں ایک ایسا درخت عطا کیا جاتا ہے جس کے سایہ میں کوئی سوار پانچ سو سال تک چلتا رہے"۔[2]

اسلاف کا عمل:

ہمارے اسلاف اور بزرگ خواتین روزوں کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ رمضان

(1)... دمیاطی، المتجرالرابح، الرقم:703

(2)... ایضاً، الرقم:704

المبارک کے علاوہ بھی تقریباً سارا سال نفلی روزے رکھتے اور رمضان شریف میں تو کسی صورت بھی روزہ نہ چھوڑے۔ ایک دفعہ صاحب بہار شریعت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو رمضان المبارک میں شدید بخار چڑھ گیا، بخار کہ دوران سردی بہت زیادہ لگتی اور پیاس بھی نہ قابل برداشت ہوتی۔ یہ کیفیت تقریباً ایک ہفتہ رہی، مگر ایسی صورتحال میں بھی آپ نے کوئی روزہ نہ چھوڑا۔

روزہ رکھنے والے اللہ کو پسند ہیں، اُن کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑے ثواب کی خوشخبری سنائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الصّٰٓىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾

اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔[1]

رمضان کے روزے فرض ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ﴾

(1)... الاحزاب:35

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔[1]

❁ ❁ ❁

---

(1)... البقرہ:183

احکام فقہیہ

مذکورہ بالا سطور میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں رمضان اور روزہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اب درج ذیل سطور میں روزوں کے احکام بیان کیے جاتے ہیں:

روزے کی تعریف:

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔[1]

روزے کی اقسام:

روزے کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض

(۲) واجب

(۳) نفل

(۴) مکروہِ تنزیہی

(۵) مکروہِ تحریمی۔

اب ان سب کی تعریف آسان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے۔

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:966

فرض کی وضاحت:

فرض کی دو قسمیں ہیں۔

اول: فرض معین:

اس سے مراد رمضان شریف کا معین روزہ ہے۔

دوم: فرض غیر معین:

اس سے مراد رمضان شریف کا قضا روزہ یا کفارے کا روزہ ہے۔

واجب کی وضاحت:

واجب کی بھی دو قسمیں ہیں:

اول: واجب معین:

اس سے مراد نذر معین ہے۔

دوم: غیر معین:

اس سے مراد نذر مطلق ہے

نفل کی وضاحت:

نفل کی بھی دو اقسام ہیں:

اول: نفل مسنون:

دوم: نفل مستحب:

اس سے مراد عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، عید کے بعد کے چھ روزے، صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن

افطار کرنا۔

مکروہ تنزیہی کی وضاحت:

مکروہ تنزیہی سے مراد جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب روزے مکروہِ تنزیہی ہیں۔

مکروہ تحریمی کی وضاحت:

مکروہِ تحریمی سے مراد جیسے عید اور ایّام تشریق کے روزے رکھنا۔[1]

روزہ کی نیت:

درج ذیل سطور میں تمام مسائل روزہ کی نیت سے متعلق ہیں:

مسئلہ:

ماہِ رمضان کا روزہ اس وقت فرض ہو گا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پا لے۔ یعنی صبح صادق سے ضحوہ کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیّت نہیں ہو سکتی، لہٰذا روزہ نہیں ہو سکتا اور رات میں نیّت ہو سکتی ہے مگر روزہ کی محل نہیں۔[2]

مسئلہ:

ادائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:214

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:967

غروب آفتاب سے ضحوہ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہو جائیں گے۔[1]

مسئلہ:

دن میں نیّت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیّت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیّت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔[2]

مسئلہ:

رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیّت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو روزہ نہ ہوا۔[3]

مسئلہ:

رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیّت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیّت کرلی تو یہ نیّت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔[4]

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

درج ذیل سطور میں وہ مسائل بیان کیے جارہے ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

---

(1)... ایضاً، ص:971

(2)... ایضاً، ص:968

(3)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:216

(4)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:969

مسئلہ:

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ نہ ٹوٹا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل۔

مسئلہ:

مکّھی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچی، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:

تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:

کھنکھار منہ میں آیا اور کھا گئی اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ توٹے گا۔ مگر احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ:

بھولے سے کھانا کھا رہی تھی، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہی تھی اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔

مسئلہ:

غیر سبیلین میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ:

احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا، اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

مسئلہ:

جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا، مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

مسئلہ:

تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔[1]

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے بغیر شرعی اجازت اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی توڑا، اسے عمر بھر کے روزے کفایت نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ تمام عمر بھی روزے رکھے"۔[2]

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے۔ رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے"۔

---

(1)... ایضاً، ص:981

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:701

نور مجسم، شفیع معزم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"میں نیند فرما رہا تھا کہ دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے۔ انھوں نے مجھے کندھوں سے تھاما اور ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے کر پہنچے۔ کہنے لگے: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: نہیں چڑھ سکتا۔ عرض کرنے لگے: ہم آپ کے لیے اسے آسان کر دیتے ہیں۔ پھر میں چڑھ گیا، جب پہاڑ کے درمیان پہنچا تو اچانک میں نے سخت آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ وہ بولے: یہ اہل نار کی چینخیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا، میں ایسی قوم کے پاس پہنچ گیا، جن کو ایڑھیوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا، اُن کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ایک نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزے افطار کر لیتے تھے"۔(1)

مسئلہ:

کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

مسئلہ:

شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مونھ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی، مگر مونھ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں

(1)... منذری، الترغیب و الترھیب، ج:1، ص:403

محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔

مسئلہ:

روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ:

حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔

مسئلہ:

دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ:

مونھ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ:

آنسو مونھ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے مونھ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ:

عورت کا بوسہ لیا یا چُھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور اِنزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور

عورت نے مرد کو چُھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چُھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔

مسئلہ:

قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر مونھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔

مسئلہ:

قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔[1]

روزہ توڑنے کا کفارہ:

اگر کسی وجہ سے رمضان کا یا کوئی دوسرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قصداً کھا پی کر یا جمع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے۔ روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:985

تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھر کھانا کھلائے۔ کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں۔ اگر درمیان میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیاتو پھر سے ساٹھ روزنے رکھنے پڑیں گئے۔

مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہیں کیے جائیں گئے۔ یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ اداہو جائے گا۔[1]

روزہ کے مکروہات:

درج ذیل سطور وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں، جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا، البتہ روزہ کی حالت میں وہ افعال کرنا مکروہ ضرور ہے۔

مسئلہ:

جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ:

روزہ دار کو بلاعذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بدمزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہو گا تو اس کی ناراضی کا باعث ہو گا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ

(1)... شامی، ردالمحتار، ج:3، ص:390

اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھالینا کہیوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہو گا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ:

کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہو گا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ:

عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو گا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔

مسئلہ:

روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنّت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔

مسئلہ:

روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔

کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونھ پانی لے اور وضوو غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یاناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔

مسئلہ:

سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔[1]

روزہ چھوڑنے کے اسباب:

درج ذیل سطور میں وہ اسباب بیان کیے جاتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے اور وہ گنہگار نہیں ہو گا۔

مسئلہ:

سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

مسئلہ:

حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:996

ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔

مسئلہ:

مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔

مسئلہ:

ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ:

عورت کو جب حیض و نفاس آگیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ:

حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔ مگر چھپ کر کھانا اَولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ:

بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

مسئلہ:

جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

مسئلہ:

اگر کوئی ایسی بوڑھی عورت جو بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتی، مگر سردیوں میں رکھ سکے گی تو اب افطار کرلے اور ان کے بدلے کے سردیوں میں رکھنا فرض ہے۔[1]

---

(1)... ایضاً، ص:1002

رمضان کی راتوں میں مباشرت کا حکم:

رمضان المبارک کی راتوں میں میاں بیوی کا مباشرت کرنا جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا۔[1]

❀ ❀ ❀

(1)... البقرہ:187

نفل روزوں کے فضائل

فرض روزوں کے ساتھ نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، کہ احادیث میں اِن کی بھی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

شوال کے چھ روزے رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص رمضان کے چھ روزے رکھنے کے بعد شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو یہ (سال بھر) روزانہ لگاتار روزے رکھنے کی طرح ہے"۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول امین، خاتم النبین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جس بندے نے رمضان کے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا۔ جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"۔[2]

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت:

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح،، ج:2، الرقم:2654

(2)... منذری، الترغیب و الترھیب، ج:1، ص:404

”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے“۔[1]

محرم میں روزہ رکھنے کی فضیلت:

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے“۔[2]

عاشورہ کے روزہ کی فضیلت:

دو عالم کے مالک و مختار، شفیع روز شمار ﷺ سے عاشورہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

”یہ ایک سابقہ برس (کے گناہوں کا) کفارہ بن جاتا ہے“۔[3]

شعبان کے روزوں کی فضیلت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھتا دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے، جس سے لوگ غافل ہیں۔ رجب اور رمضان

(1)... ایضاً، ص:405

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:2651

(3)... ایضاً، الرقم:2643

کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے جس میں آدمی کے اعمال عالمین کے پروردگار کے پاس پہنچائے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو حالت روزہ سے ہوں۔[1]

ایام بیض کے روزے:

ابن ملحاق قیسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

"ہمیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام حکم ارشاد فرماتے: ہم ایام بیض یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا روزہ رکھیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ روزے ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہے"۔[2]

ہر ماہ تین روزے رکھنے کی فضیلت:

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر مہینے تین دن روزے رکھنا پوری زندگی روزے رکھنے کی طرح ہے"۔[3]

سوموار اور جمعرات کے روزوں کی فضیلت:

دو جہان کے تاجور، سلطان بحر و بر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ خداوندی میں) پیش کیئے جاتے ہیں۔ میں

---

(1)... نسائی، السنن، ج:2، الرقم:2356

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:2، الرقم:2093

(3)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1847

پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس صورت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں"۔[1]

بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھنے کی فضیلت:

حضرت عبید اللہ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"میں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے ساری زندگی روزے رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا: رمضان اور اس سے ملے ہوئے مہینے (شوال) کے روزے رکھو اور ہر بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھو۔ اس صورت میں گویا تم نے عمر بھر کے روزے رکھے اور کھاتے پیتے بھی رہے"۔[2]

حضور پاک، صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا۔ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دی جائے گی"۔[3]

صوم داؤد کی فضیلت:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم، شفیع معظم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:726

(2)... ایضاً، الرقم: 727

(3)... المتجرالرابح، الرقم:789

ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین (رات کی نفلی) نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نصف رات سویا کرتے تھے۔ پھر تہائی (رات) نوافل ادا کرتے تھے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جایا کرتے تھے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے"۔[1]

❁ ❁ ❁

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:2635

باب نمبر 7

حج کا بیان

حج ادا نہ کرنے پر سزائیں

اللہ تعالیٰ نے جو احکام مسلمانوں پر فرض کیے ہیں۔ اُن میں ایک حکم بیت اللہ شریف کا حج کرنا بھی ہے۔ مگر بد قسمتی سے اب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہونے کی وجہ سے اس فریضہ کو ادا کرنے سے غافل ہے۔ استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والا سخت گنہگار ہے۔ اس کے لیے سخت وعیدیں ہیں۔

حضور تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے پاس سامان سفر اور سواری ہو، جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا دے۔ پھر وہ حج نہ کرے پس اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ شریف کا حج اُن کے لیے فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہوں"۔[1]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ بندہ جس کے جسم وجان کو میں نے صحت سے نوازہ اور مال و دولت میں اسے وسعت عطا فرمائی، اس پر پانچ سال گزر گئے، وہ میرے (گھر کی) طرف (حج کرنے) نہ آیا۔ ایسا شخص بڑ محروم ہے"۔[2]

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:791

(2)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:476

"جسے کوئی ظاہری حاجت، سخت مرض یا ظالم بادشاہ نہ روکے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی"۔[1]

حج ادا کرنے کی فضیلت:

جہاں حج ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں ہیں، وہیں حج ادا کرنے والوں کے لیے بے شمار فضائل بھی ہیں اور حج کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔[2]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾

اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔[3]

حج کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

(1)... مکی، الزواجر، ج:1، ص:635

(2)... آل عمران:97

(3)... البقرہ:196

"حضور ﷺ سے سوال کیا گیا، سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا: اس کے بعد کون سا ہے؟ جواب دیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا: پھر کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: مقبول حج"۔[1]

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اس گھر (بیت اللہ) تک آئے اور اس دوران کوئی بیہودہ بات نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے تو وہ اس حالت میں (گناہوں سے پاک ہو کر) واپس لوٹتا ہے۔ جیسے (اس دن تھا) جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا"۔[2]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"حج اور عمرہ ایک دوسرے کے بعد کرتے رہو۔ کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہ کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل دور کرتی ہے"۔[3]

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حاجی بخش دیا جاتا ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے"۔[4]

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:156

(2)... ایضاً، الرقم:3187

(3)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:789

(4)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:444

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حاجی اہل خانہ میں سے یا فرمایا اپنے اہل خانہ میں سے چار سو افراد کی سفارش کرے گا اور گناہوں سے ایسے نکل جائے گا۔ جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا"۔(1)

عمرہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ عرب و عجم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان کیے ہوں اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے"۔(2)

سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حج اور عمرہ ایک کے بعد دوسرا کرو، کیونکہ وہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں۔ جیسے بھٹی سونے، لوہے اور چاندی کی میل رفع کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم نہیں"۔(3)

شہنشاہ نبوت، مخزن جود وسخاوت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں۔ اس نے انھیں پکارا تو انھوں

---

(1)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:1، ص:443

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1652

(3)... نسائی، السنن، ج:2، الرقم:263

نے اس کی پکار قبول کی۔ اگر اس سے سوال کریں گے تو وہ انھیں عطا کرے گا"۔[1]

حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رمضان میں عمرہ کرنا ایک حج یا فرمایا: میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے"۔[2]

حضرت سیدتنا ام معقل رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں:

"میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں ایک بوڑھی عورت اور بیمار عورت ہوں۔ کیا کوئی ایسا عمل ہے جو میرے حج کا بدل ہو جائے؟ ارشاد فرمایا: رمضان میں ایک عمرہ کرنا ایک حج کے برابر ہے"۔[3]

وعظ و نصیحت:

اے خدا کی بندی! حج ادا نہ کرنے کی صورت میں تجھے جن عیدوں کا سامنا کرنا پڑے گا جبکہ حج ادا کرنے کی صورت میں جو فضائل تجھے حاصل ہوں گے، وہ تو تیرے علم میں آہی چکے ہیں اور ویسے بھی حج کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے دیا ہے۔ لہذا اگر تمہارے پاس حج کرنے کے اخراجات موجود ہیں تو جلد از جلد فریضہ حج سے فارغ ہو جا کہ نہ جانے کب موت آجائے یا تو بیمار ہو جائے اور یہ فرض تجھ سے چھوٹ جائے۔

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:2، الرقم:2893

(2)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:2935

(3)... ابوداؤد، السنن، ج:1، الرقم:1697

”(اسباب مہیا ہو جانے پر) حج فرض ادا کرنے میں جلدی کرو، اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے (مستقبل میں) کیا پیش آ جائے“۔[1]

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام فرض حج کے سوا نفل حج بھی نہایت ذوق و شوق سے ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے پیدل ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف حاضر ہوئے اور کبھی کسی سواری پر سوار ہو کر نہیں آئے۔ ہمارے سیدنا امام اعظم ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے 55 بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح اور بھی بہت سے بزرگان دین کا کثرت سے حج کرنا منقول ہے۔

❁ ❁ ❁

---

(1)... منذری، الترغیب و الترھیب، ج:1، الرقم:444

احکام فقہیہ

حج کی تعریف:

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں۔

حج کا انکار کرنے والے کا حکم:

حج 9 ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے، مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔[1]

مال حرام سے حج کرنا:

دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لیے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اُس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اُس کی خدمت کے محتاج ہوں اور ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حج فرض کا حکم ہے اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔[2]

حج کے لیے جانے پر قدرت:

- جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اُسی سال میں اور اب

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیه، ج:1، ص:239

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:1036

تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کریگا ادا ہی ہے قضا نہیں۔

- مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر وہ مال تلف ہو گیا، تو قرض لے کر جائے اگرچہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہو گا مگر نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قدرت دے گا تو ادا کر دوں گا۔ پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ مولیٰ عزوجل اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے۔[1]

حج کا وقت:

حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک ہے کہ اس سے پیشتر حج کے افعال نہیں ہو سکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔[2]

رشوت کے مال سے حج کرنا:

اگر کسی کے پاس مال حلال بھی اتنا نہ ہو کہ جس سے حج ادا کر سکے۔ اگرچہ رشوت ہزارہا (یا لاکھوں) روپے ہوں، تو اس پر حج فرض نہ ہوا۔ کیونکہ مال رشوت مال مغضوب ہے کیونکہ وہ اس کی ملک نہیں۔ اگر مال حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کبھی پہلے ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے۔ مگر رشوت وغیرہ میں حلال مال کا اس میں خرچ کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوا۔ اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً

کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: حرام مال لے کر جو حج کو جاتا ہے۔ جب وہ لبیک کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے نہ تیری حاضری قبول ہے نہ تیری خدمت قبول ہے اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود۔ جب تک تو یہ مال حرام (رشوت والا مال) جو تیرے ہاتھ میں ہے واپس نہ کردے۔

اب اس کے لیے حج کرنے کی صورت میں یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے۔[1]

عورت کا محرم شوہر سے اجازت لینا:

جب عورت پر حج فرض ہے، اجازت شوہر کی ہرگز اجازت نہیں، یہی درست ہے کہ فریضہ حج فوراً ادا کیا جائے کیونکہ حدیث مبارک ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔

عورت کے لیے بڑی شرط شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ہے۔ اس وقت تو ان کا بھائی جا رہا ہے۔ کیا معلوم آگے کوئی محرم ساتھ ملے نہ ملے تو حج سے محروم رہے۔ جلدی کرے اور فوراً بھائی کے ساتھ چلی جائے۔[2]

حج فرض ہونے کی شرائط:

حج کی فرضیت میں عورت و مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے، جو راہ کی طاقت رکھتا ہے۔ اُس پر حج فرض ہے اور اگر ادا نہ کریں تو جہنم کے مستحق ہیں۔ عورت کے لیے

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:10، ص:708

(2)... ایضاً، ص:717

صرف اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے۔

کسی بھی فرد پر حج فرض ہونے کی چند شرائط ہیں۔ جب تک وہ تمام شرائط نہ پائی جائیں، حج فرض نہیں ہو گا۔

1:اسلام:

حج فرض ہونے کی پہلی شرط انسان کا مسلمان ہونا ہے۔ کافر پر حج فرض نہیں۔

حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گئی، پھر اسلام لائی تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہو گئے۔[1]

2:دارلحرب:

دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔ اور دارالسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو تو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہے۔[2]

3:بالغ ہونا:

حج کرنے کے لے مرد و عورت کا بالغ ہونا بھی شرط ہے اور اگر نابالغ نے حج کیا۔ اور وہ خود سمجھدار ہے یا اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا، جبکہ وہ ناسمجھ ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ حج نفل ہے۔ حج فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔[3]

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:239

(2)... ایضاً، ص:241

(3)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:1073

4:عاقل ہونا:

حج کرنے والی یا والے پر حج کرنے کے لیے عقل مند ہونا بھی ضروری ہے کہ مجنون پر حج فرض نہیں۔[1]

5:آزاد ہونا:

باندی اور غلام پر حج فرض نہیں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دے دی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔[2]

6:تندرست ہونا:

حج تندرست پر فرض ہو گا کہ وہ حج کو جا سکے، اعضا سلامت ہوں، نابینہ، اپاہج اور فالج والی اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھی کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتی ہو، اِن پر حج فرض نہیں۔ یوہیں اندھی پر بھی واجب نہیں، اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والی اسے ملے۔[3]

7:سفر خرچ اور سواری پر قدرت:

عورت سفر خرچ کی مالک ہو اور سواری پر قادر ہو، خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔[4]

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:239

(2)... ایضاً

(3)... ایضاً، ص:241

(4)... ایضاً، ص:240

8:وقت:

وقت سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام شرائط حج کے مہینوں میں پائی جائیں اور اگر دور کی رہنے والی ہے تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں، اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گی تو فرض نہ ہوا۔[1]

عورت کے سفر سے متعلق مسائل:

مسئلہ:

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جاسکتی ہے۔

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اُس عورت کا نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا دُودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو، جیسے رضاعی بھائی، باپ، بیٹا وغیرہ یا سُسرالی رشتہ سے حُرمت آئی، جیسے خُسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

مسئلہ:

شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کرسکتی ہے اُس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جاسکتی آزاد یا مسلمان ہونا شرط نہیں، البتہ

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:1، ص:1043

مجوسی جس کے اعتقاد میں محارم سے نکاح جائز ہے اُس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی۔ مراہق و مراہقہ یعنی لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جاسکتی ہے اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔[1]

مسئلہ:

عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی، مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ:

عورت کے نہ شوہر ہے، نہ محرم تو اس پر یہ واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرلے اور جب محرم ہے تو حج فرض کے لیے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو۔

مسئلہ:

محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہٰذا اب یہ شرط ہے کہ اپنے اور اُس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔[3]

❀ ❀ ❀

---

(1)... عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:1، ص:241

(2)... اعظمی، بہارشریعت، ج:، ص:1045

(3)... ایضاً

باب نمبر 8

پردہ کا بیان

حکم خداوندی

اللہ رب العزت نے مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم کسی خاص وقت یا مخصوص عورتوں کے لیے نہیں تھا۔ بلکہ تمام بالغ مسلم خواتین کے لیے ہے۔ وقت کوئی ہو، زمانہ کوئی ہو، اسلام مسلمان عورت کو پردہ کا حکم دیتا ہے اور یہ حکم مالک کائنات کی طرف سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔(1)

صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں، جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔(2)

پردہ سے متعلق مسلم خواتین کے واقعات:

مسلمانوں کا سب سے زیادہ بابرکت دور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ظاہری حیات اور وصال باکمال کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دور تھا۔ اِس دور میں ہر طرف

---

(1)... الاحزاب:33

(2)... مرادآبادی، خزائن العرفان،تحت الاحزاب،33

نیکی ہی نیکی تھی۔ اس کے باوجود بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات پردہ کا کس قد اہتمام فرماتی تھیں۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جاسکتا ہے:

گھر سے میرا جنازہ ہی نکلے گا:

ام المومنین حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہ عنہ فرض حج ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے دوبارہ نفلی حج و عمرہ کے لیے عرض کی گئ تو فرمایا: میں فرض حج ادا کرچکی ہوں۔ میرے رب نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔

راوی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ رضی اللہ عنہا گھر سے باہر نہیں نکلیں۔[1]

حالت احرام میں بھی چہرے کا پردہ:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر حج میں حالت احرام میں تھیں۔ جب ہمارے پاس سے کوئی سوار گزرتا تو ہم اپنی چادروں کو اپنے سروں سے لٹکا کر چہرے کے سامنے کر لیتیں اور جب لوگ گزر جاتے تو ہم چہرے کھول لیتیں"۔[2]

(1)... انظر: درمنثور للسیوطی

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:2، الرقم:1833

امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ فرماتے ہیں: دیکھا آپ نے احرام کی حالت میں جس میں چہرے سے کپڑا مس کرنا منع ہے۔ اس حالت میں بھی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھم اپنے چہروں کو غیر مردوں سے چھپانے کا اہتمام فرماتی تھیں۔ یاد رہے احرام میں چہرے پر کپڑا مس کرنا حرام ہے۔ لہذا وہ اس احتیاط کے ساتھ چہرہ چھپاتی تھیں کہ کپڑا چہرے سے مس نہ ہو۔

اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عام حالات میں بھی اپنے چہرے کو چھپاتی اور سخت پردہ کرتی تھیں۔ جبھی تو حدیث پاک میں حالت احرام میں چہرہ نہ چھپانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حالت احرام میں کوئی عورت نہ چہرے پر نقاب لے اور نہ دستانے پہنے۔[1]

سیادہ چادریں:

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾

اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

تو انصار کی خواتین اپنے گھروں سے نکلتے وقت سیاہ چادر سے خود کو چھپا کر نکلتیں، ان کو دیکھ کر دور سے لگتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں۔[2]

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:1838

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:3، الرقم:3578

تہبند پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے:

ام المومنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشَہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں:

"جب یہ آیتِ کریمہ

﴿وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِهِنَّ﴾

نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی تہبند کی چادروں کو کناروں سے پارہ پارہ کیا اور اُن سے اپنے چہرے ڈھانپے"۔[1]

مصری کپڑے:

حضرت سیدنا دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ بیان فرمایا:

"رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس مصر کا بنا ہوا باریک سفید کپڑا لایا گیا۔ ان میں سے ایک کپڑا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے بھی عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: اسے دو حصوں میں پھاڑ لے اور پھر ان میں سے ایک حصے کی قمیص بنا لے اور دوسرا حصہ اپنی بیوی کو عطا کر دے کہ وہ اس سے اوڑھنی بنا لے۔ پس جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس چلے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنی بیوی کو حکم دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا رکھ لے جو اس (کے سر کے بالوں) کو ظاہر نہ ہونے دے"۔[2]

باریک دوپٹا پھاڑ دیا:

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:1878

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:3، الرقم:3589

ان کے بھائی حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ انھوں نے باریک دوپٹا اوڑھ رکھا تھا تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ دیا اور انھیں ایک موٹے کپڑے کی چادر اوڑھنے کے لیے دی۔[1]

حیا نہیں کھوئی:

حضرت سیدتنا ام خلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے نقاب ڈالے باپردہ بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہوئیں۔ اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے نقاب ڈال رکھا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے حیا نہیں کھوئی۔[2]

صرف ایک بار مسکرائیں:

حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال باکمال کے بعد صرف ایک بار مسکرائیں۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہوا۔ حضرت سیدتنا خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظر سے خود کو بچائے رکھا ہے۔ اب کہیں بعد وفات میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے۔ ایک

(1)... مالک، الموطا، باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، الرقم:1693

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:3، الرقم:2488

موقع پر حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انھوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انھیں جوڑ کر اُس پر کپڑا تان کر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دکھایا۔ آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔[1]

نقاب نہ اُتارہ:

علامہ ابن ہشام السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں:

”عہد رسالت میں مسلمانوں کی ایک عورت چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے اپنی کچھ چیزیں فروخت کرنے کے لیے بنی قینقاع کے بازار میں آئی۔ اس نے اپنا سامان بیچا اور ایک یہودی سُنار کی دوکان پر آکر بیٹھ گئی۔ یہودی نے باتوں باتوں میں بڑی کوشش کی کہ وہ اپنے چہرے سے نقاب کھول دے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا، پھر اس نے اس خاتون کے ساتھ شرارت کی یہ دیکھ کر یہودی قہقہے لگانے لگے۔ اس خاتون نے بلند آواز سے فریاد کی۔ ایک مسلمان اس یہودی سنار پر جھپٹا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس بازار کے یہودی جمع ہوگئے اور اسے شہید کر دیا۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک زبردست جنگ ہوئی۔ جسے تاریخ میں غزوہ بنو قینقاع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے“۔

---

(1)... دہلوی، جذب القلوب، ص:231

بابرکت دھاگہ:

ہندوستان میں ایک دفعہ خشک سالی ہوئی۔ سب لوگوں نے دعا کی مگر بارش نہ ہوئی۔ شیخ نظام الدین ابو المويد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے دامن کا دھاگہ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا: اے مالک و مولا! یہ اس بزرگ خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی۔ اس کے طفیل بارش برسا دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت دھاگہ کے طفیل فوراً بارش برسادی۔[1]

شیر سے پردہ کرنے والی ولیہ:

حضرت سیّدُنا اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں شام کے راستے حجِ بیتُ اللہ شریف کے ارادے سے نکلا۔ دورانِ سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر نمودار ہوا اور راستے میں حائل ہو گیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا: کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹا دے؟ تو اس نے جواب دیا: میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا، البتہ! ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا اور ہم دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی ایک سواری کے کجاوہ کے پاس پہنچے تو اس نے پکارا: اے بیٹی! نیچے اُترو اور ہم سے اس شیر کو دور کر دو۔ اندر سے آواز آئی: اے

---

(1)... دہلوی، اخبارالاخیار، ص:675

میرے والدِ محترم! کیا آپ کا دل برداشت کرتا ہے کہ مجھے شیر دیکھے، وہ مذکر ہے اور میں مؤنث۔ لیکن اے ابّا جان! شیر کو جاکر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ تجھے سلام کہتی ہے اور اس ذات کی قسم دیتی ہے جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اُونگھ۔ تُو ہمارے راستے سے ہٹ جا۔

حضرت سیِّدُنا امام اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ شیر سامنے سے جارہا تھا۔[1]

بے پردگی کا انجام:

اے خدا کی بندی! تم نے جان لیا کہ ہماری بزرگ خواتین پردہ کا کس قدر اہتمام کرتی تھیں اور اس کی برکتیں بھی خوب ظاہر ہوتی تھی۔ جو عورتیں بے پردگی کرتی ہیں، قرآن و حدیث میں اُن کے لیے سخت وعیدات ہیں۔

عورت کی بے پردگی موجب غضب الٰہی اور تباہی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ﴾

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔[2]

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:436

(2)... النور:31

عورتیں گھروں کے اندر چلنے، پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ اُن کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔

مسئلہ:

اسی لیے چاہیے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف ہے: اللہ اس قوم کی دعا نہیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔

اس سے سمجھنا چاہیے کہ جب زیور کی آواز عدم قبول دعا (یعنی دعا قبول نہ ہونے) کا سبب ہے تو خاص عورت کی (اپنی) آواز اور اس کی بے پردگی کیسی موجب غضب الٰہی ہوگی۔ پردے کی طرف سے بے پرواہی تباہی کا سبب ہے۔[1]

باجے دار جانجھن پہننے والی عورت:

حدیث پاک میں ارشاد ہے: اللہ باجے دار جھانجھن کی آواز ایسے ہی ناپسند فرماتا ہے۔ جس طرح غنا کی آواز کو ناپسند فرماتا ہے اور اس کا حشر جو ایسے زیور پہنتی ہے ویسا ہی کرے گا جیسا کہ مزامیر والوں کا ہوگا۔ کوئی عورت باجے دار جھانجھن نہیں پہنتی۔ مگر یہ کہ اس پر لعنت برستی ہے۔[2]

ناجائز فیشن کا عذاب:

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے:

---

(1)... مرادآبادی، خزائن العرفان، تحت النور، 31

(2)... انظر: کنزالعمال للمتقی

”میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے، جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں۔ میرے استفسار پر بتایا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو ناجائز اشیا سے زینت حاصل کرتے تھے اور میں نے ایک گڑھا بھی دیکھا، جس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیا کے ذریعے زینت کیا کرتی تھیں“۔[1]

عورت کے لفظی معنی:

عورت کے لفظی اور لغوی معنی ہیں چھپانے کی چیز۔ تاجدار انبیاء، امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”عورت، عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے۔ جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے“۔[2]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورت کے معنی ہی چھپانے کی چیز ہے۔ اس لیے بلا ضرورت شدیدہ کے عورت گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔ کہ عورت جب بھی گھر سے نکلتی ہے تو شیاطین گناہ کے لیے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد انسانی شیاطین فاسق فاجر آزاد اوباش لوگ ہو سکتے ہیں جو عزتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ان کا کام سڑکوں اور چوراہوں اور چائے کی دکانوں میں بیٹھ کر یہی ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھیے بے پردہ اسکولی لڑکیوں اور عورتوں کو کس طرح جھانکتے اور دیکھنے کا موقع تلاش

---

(1)... انظر: التاریخ للخطیب بغدادی

(2)... انظر: السنن للترمذی

کرتے رہتے ہیں۔ عورتوں کے لیے کس قدر بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے کہ ان کی بے پردگی سے فائدہ اٹھا کر ایسے لوگ آنکھوں سے زنا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ عورتیں بن سنور کر ان اوباشوں کو زنا کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ اس گناہ میں دونوں شریک ہیں، جہاں مرد گنہگار ہیں وہیں ان عورتوں اور لڑکیوں کا بھی قصور ہے۔ ان کو زنا کی دعوت اور رغبت اپنی طرف متوجہ کرنے کا گناہ ملتا ہے۔ اس وجہ سے اول تو یہ بے پردہ نکلتی ہیں، پھر اچھے عمدہ، بھڑک دار کپڑوں میں ملبوس ہو کر چلتی ہیں۔ یہ اس لیے ایسا کرتی ہیں کہ لوگ ان کو دیکھیں۔

عورت کی فطرت یہ ہے کہ جب اچھا کپڑا اور اچھا چہرہ بنائے گی تو چاہے گی کہ اس کو لوگ دیکھیں، مرد نہیں تو عورت ہی سہی۔ باہر نکل کر وہ شوہر کے لیے زینت نہیں کرتیں، بلکہ دوسرے مردوں کے لیے ایسا کرتی ہیں۔

جب عورتیں ایسا کریں تو اُن کو اُن کے ماتحتوں کو روکنا چاہیے۔ چنانچہ آپ دیکھیے شادی اور دیگر تقریبات میں جب عورتیں جاتی ہیں تو کیسا گل کھلاتی ہیں۔ کس طرح جسم و لباس کی نمائش کرتی ہیں۔ عموماً شہروں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں میں بھی اب رائج ہو گیا ہے کہ کپڑے، سبزی، ترکاری اور دیگر خاندانی ضروریات کے لیے عورتیں ہی جاتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں عورتوں کو جماعت میں شرکت اور مسجد جانے سے احتیاطاً روکا گیا ہے۔ جو کہ دین اسلام کا ایک اہم باب ہے تو بازاروں میں جو بدترین مقامات ہیں وہاں عورتوں کو کیسے کھلے عام جانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مردوں نے دین کی دوری اور غفلت کی وجہ سے یا آزادی نسواں کے پیش نظر اجازت دے دی ہے یا روکنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان ساری قباحتوں کا دروازہ کھلا، جن کو حجاب

اور پردہ کا حکم نازل کر کے روکا گیا تھا۔[1]

شرعی پردہ:

عورت پر پردہ کرنا لازم ہے اور شرعی پردہ یہ ہے کہ عورت کے سر سے لے کر پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کے لیے حرام نہ ہو) پر بلا اجازت شرعی ظاہر نہ ہو۔ بلکہ اگر لباس ایسا پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا چست ہے کہ کسی عضو کی ھیت (یعنی شکل وصورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہر ہو یا دوپٹہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے۔ یہ بھی بے پردگی ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو وضع لباس (یعنی لباس کی بناوٹ) وطریقہ پوشش (یعنی پہننے کا انداز) اب عورت میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو، یوں تو سوائے خاص محارم سے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت قطعی حرام ہے۔[2]

شرعی اجازت کی صورت میں گھر سے نکلتے وقت اسلامی بہن غیر جاذب نظر کپڑے کا ڈھیلا ڈھالا مدنی برقع اوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں پہنے۔ مگر دستانوں اور جرابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر

---

(1)... قادری، سنی تحفہ خواتین، ص:267

(2)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:22، ص:217

مردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو۔ وہاں چہرے سے نقاب نہ اٹھائے۔ مثلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محلہ وغیرہ نیچے کی طرف سے بھی اس طرح برقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مردوں کی نظر پڑے۔

لڑکی کتنی عمر سے پردہ کرے؟

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن لکھتے ہیں:

"نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو تو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر نہ ہوں تو (بھی پردہ) واجب ہے اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب۔ خصوصاً بارہ برس کے بعد سخت تاکید ہے کہ یہ زمانہ قریب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے۔ (یعنی 12 برس کی عمر کی لڑکی کے بالغہ ہو جانے اور شہوت کے کمال تک پہنچنے کا قریبی دور ہے)"۔[1]

عورت کا کس کس سے پردہ ہے؟

عورت کا ہر اجنبی بالغ مرد سے پردہ ہے۔ جو مَحرم نہ ہو وہ اجنبی ہوتا ہے، مَحرم سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو، حُرمت نَسَب سے ہو یا سبب سے مثلاً رَضاعت (دودھ کا رشتہ) یا مُصاہَرت۔

محارم کی قسمیں

محارم میں تین قسم کے افراد داخِل ہیں:

---

(1)... ایضاً، ج:23، ص:639

1. نَسَب کی بنا پر جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔
2. رَضاعت یعنی دودھ کے رشتے کی بِنا پر جن سے نِکاح حرام ہو۔
3. مُصاہَرت: یعنی سُسرالی رِشتے۔

دیور اور بھابھی کا پردہ:

دَیْوَر وجَیٹھ، بہنوئی اور خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد و پھوپھی زاد، پھوپھا اور خالو سے بھی پردہ ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جَیٹھ، دَیور، بہنوئی، پُھپّا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پُھپّی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے مَحض اجنبی (یعنی غیر مرد) ہیں بلکہ ان کا ضَرَر (نقصان) نِرے (یعنی مُطلَقاً) بیگانے (یعنی پَرائے) شخص کے ضَرَر سے زائد ہے کہ مَحض غیر (یعنی بِالکل ناواقِف) آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ (یعنی بیان کردہ رشتے دار) آپس کے مَیل جُول (اور جان پہچان) کے باعِث خوف نہیں رکھتے۔

عورت نِرے اجنبی (یعنی مُطلَقاً ناواقِف) شخص سے دَفعۃً (فوراً) مَیل نہیں کھا سکتی (یعنی بے تکلُّف نہیں ہو سکتی) اور اُن (یعنی مذکورہ رشتہ داروں) سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے (یعنی جھجک اُڑی ہوئی ہوتی ہے) وَلہٰذا جب رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غَیر عَورَتوں کے پاس جانے کو مَنْع فرمایا (تو) ایک صَحابی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جَیٹھ دَیْوَر کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: جَیٹھ دَیْوَر تو موت ہیں۔[1]

---

(1)... ایضاً، ج:22، ص:217

عورت سسرال میں کس طرح پردہ کرے؟

پیکر شرم وحیا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: دیور موت ہے"۔[1]

دیور کا اپنی بھابھی کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان رشتہ داروں سے جو محرم ہیں، چہرہ ہتھیلی، گٹے، قدم اور ٹخنوں کے علاوہ ستر (پردہ) کرنا ضروری ہے۔ زینت بناؤ سنگھار بھی ان کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔[2]

بھابھی اگر دیور کو چھوٹا بھائی اور جیٹھ کو بڑا بھائی کہہ دے۔ اس سے بے پردگی اور بے تکلفی جائز نہیں ہو جاتی۔ بلکہ یہ انداز گفتگو بھی فاصلے دور کرکے قریب لاتا ہے اور دیور و بھابھی، بدنگاہی، بے تکلفی، ہنسی مذاق وغیرہ گناہوں کے دلدل میں مزید دھنستے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ جیٹھ، دیور اور بھابھی کا آپس میں گفتگو کرنا بھی مسلسل خطرہ کی گھنٹی بجاتا رہتا ہے۔

دیور، جیٹھ اور بھابھی خبردار رہیں کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: آنکھیں زنا کرتی ہیں۔[3]

بہر حال اگر ایک گھر میں رہتے ہوئے عورت کے لیے قریبی نامحرم رشتہ داروں

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:5232

(2)... قادری، وقارالفتاوی، ج:3، ص:151

(3)... ابن حنبل، المسند، ج:3، الرقم:8852

سے پردہ دشوار ہو تو چہرہ کھولنے کی تو اجازت ہے۔ مگر کپڑے ہر گز ایسے باریک نہ ہوں، جن سے بدن یا سر کے بال وغیرہ چمکیں یا ایسے چست نہ ہوں کہ بدن کے اعضا، جسم کی ہیئت (یعنی صورت، گولائی وسائز) اور سینے کا اُبھار وغیرہ ظاہر ہو۔

کیا استاد سے بھی پردہ ہے؟

جی ہاں استاد سے بھی پردہ ہے۔ مثلاً بچپن میں کسی نامحرم سے قرآن پاک پڑھتی تھی اور اب بالغہ ہو گئی تو استاد سے بھی پردہ فرض ہو گیا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رہا پردہ اس میں استاذ و غیر استاذ عالم و غیر عالم پیر سب برابر ہیں"۔[1]

عورت مرد کو نہیں دیکھ سکتی:

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں اور حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھیں کہ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور یہ واقعہ پردے کے حکم کے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ان سے پردہ کرو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی پہچانتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم انھیں دیکھ نہیں رہی ہو؟"[2]

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:23، ص:639

(2)... ترمذی، السنن، ج:2، الرقم:680

نور سے محروم عورت:

حضور تاجدار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت غیر مردوں پر اپنی زینت ظاہر کرنے کے لیے دامن گھسیٹتے ہوئے چلی گی۔ قیامت کے دن وہ نور سے محروم اور اندھیرے میں (ڈوبی ہوئی) ہو گی"۔[1]

بن سنور کر نکلنے والی عورت:

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"ہر آنکھ زناکار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے۔ یعنی زانیہ ہے"۔[2]

حضور سید المبلغین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جب عورت عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ زانیہ ہے"۔[3]

تشریح وتوضیح:

یہ اس لیے کہ اس عورت جو بازاروں میں عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے کو زانیہ کہا گیا۔ کیونکہ عرب کے ماحول میں عطر لگانا عورتوں کا زینت میں شمار تھا۔ عورتوں کا معطر ہو کر سڑکوں اور راستوں پر گزرنا ظاہر ہے کہ اس کا مقصد مردوں کو

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً، ج:2، الرقم:689

(3)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:159

لطف اندوز کرنا اور متوجہ کرنا ہے اور ایسی زینت اختیار کرنا جس سے اجنبی مرد متوجہ ہوں۔ ان کو زنا کی دعوت اور زنا کی جانب ابھارتا ہے۔ اسی طرح پاوڈر کریم اور بن سنور کر بازاروں اور پارکوں میں جانا اور سیر کرنا جو کہ آج شہروں اور امیر زادیوں میں خصوصاً رائج ہے۔ یہ جرم ہے اور ایسی عورت زانیہ (کے زمرہ میں آتی) ہے۔ اِن کا ذہن ہوتا ہے کہ جوان لڑکوں میں ہمارا تذکرہ ہو۔

کنواری عورتوں کا بن سنور کر نکلنا آج معاشرہ میں حد درجہ عام اور رائج ہے۔ اس دور میں شہروں سے اور تعلیم یافتہ گھرانوں سے تو پردہ اٹھتا ہی جارہا ہے۔ شادی سے قبل تو پردہ ان کو بلکل بھاتا ہی نہیں، ایک عیب اور ذلت کی بات سمجھتے ہیں اور بعض کی مثالیں راقم الحروف پیش کر سکتا ہے کہ بعض ماؤں سے مدنی التجا کی کہ اپنی جوان بیٹیوں کو پردہ کروائیں تو کہہ دیتی ہیں۔ ہمارے خاندان میں پردہ کا رواج نہیں ہے۔ ہمارے خاندان میں لڑکیوں کا پردہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے پردہ نہیں کرتیں۔ استغفر اللہ، اللہ ہدایت عطا فرمائے۔

آج اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف ذہن غیروں کے خلط اور متاثر ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ غیروں کی عورتیں بن سنور کر آزاد پھرتی ہیں اور لوگوں کو کم از کم آنکھ سے زنا کی دعوت دیتی ہیں۔ ان کے ماحول میں یہ سب فخر اور فیشن کی بات ہے۔ لیکن ہمارے اسلامی ماحول میں تو یہ لعنت اور غضب خداوندی کا باعث ہے۔ یاد رکھیے ہمارا مذہب اسلام اپنی تہذیب، اپنا کلچر اور زندگی گزارنے کا ایک معیار رکھتا ہے۔[1]

---

(1)... قادری، سنی تحفہ خواتین، ص:277

فیشن کر کے نکلنے والی عورت:

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کے علاوہ زینت (و فیشن) کر کے نازِ الزام سے چلتی ہے۔ قیامت کے دن سخت ظلمت و تاریکی میں رہے گی"۔[1]

عورتوں کا ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنا:

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں مگر شدید ضرورت کی بنیاد پر"۔[2]

تشریح وتوضیح:

اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی عام اجازت نہیں۔ آجکل عورتوں کا باہر نکلنا بہت عام ہو گیا ہے، لیکن شریعت نے اس سے منع کیا ہے مگر ضرورت پر اجازت دی ہے وہ بھی اس طرح کہ مرد نہ ہو۔ مردوں سے متعلق کام نہ ہو تو عورتیں باہر جا سکتی ہے یا رشتہ داروں میں کوئی بیمار ہو یا شادی ہو یا موت و ولادت میں جانے کی ضرورت پڑ جائے اور مرد نہیں، تو جا سکتی ہے۔ مگر ان تمام مواقع پر پردے کا خصوصی خیال رکھے۔ مدنی برقع پہن کر جائے۔[3]

---

(1)... انظر: السنن للترمذی

(2)... انظر: کنزالعمال للمتقی

(3)... قادری، سنی تحفہ خواتین، ص:280

عورتیں راستے میں کس طرح چلے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"عورتوں کو (گھروں) سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ ہاں مگر یہ کہ شدید ضرورت پیش آجائے اور وہ چلیں تو راستے کے کنارہ پر چلیں"۔[1]

عورت کا تنہا سفر کرنا:

بغیر محرم یا شوہر کے عورت کا سفر کرنا حرام ہے، یہاں تک کہ اگر عورت کے پاس سفر حج کے اسباب ہیں، مگر شوہر یا کوئی قابل اعتماد محرم ساتھ نہیں تو حج کے لیے بھی نہیں جاسکتی۔ اگر گئی تو گنہگار ہو گی، اگرچہ فرض حج ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:

عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن کی مدت کا سفر یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔[2]

عورت کا اجنبی کے گھر ملازمت کرنا:

عورت کو پانچ شرطوں کے ساتھ اجازت ہے کہ وہ ان پر عمل کرکے اجنبی کے گھر ملازمت کر سکتی ہے:

1. ایسی عورت جو اجنبی کے ملازمت کرے، اس کے کپڑے باریک نہ ہوں، جن

---

(1)... انظر: کنزالعمال للمتقی

(2)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ

سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔

2. کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئات (یعنی سینے کا ابھار یا پنڈلی یا بازو کی گولائی وغیرہ) ظاہر نہ کریں۔
3. بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔
4. کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف (یعنی معمولی) سی دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔
5. اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی فتنہ کا گمان نہ ہو۔

یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو (ملازمت وغیرہ) حرام ہے۔[1]

احتیاط:

جہالت و بے باکی کا دور ہے، مذکورہ پانچ شرائط پر عمل فی زمانہ مشکل ترین ہے۔ آج کل دفاتر وغیرہ میں مرد و عورت معاذ اللہ اکٹھے کام کرتے ہیں اور یوں ان دونوں کے لیے بے پردگی بے تکلفی اور بدنگاہی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے۔ لہذا عورت کو چاہیے کہ گھر اور دفتر وغیرہ میں نوکری کے بجائے کوئی گھریلو کسب اختیار کرے۔

مخلوط تعلیم کا شرعی حکم:

بالِغان کی مخلوط تعلیم کا مُرَوَّجہ سلسلہ سراسر ناجائز و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ عورت جب سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں پہنچی ہے، فتنوں کا وہ

---

(1)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:22، ص:248

دروازہ کُھلا ہے کہ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیظ۔ اوّل تو تعلیمی اداروں کی وَردی بے پردَگی والی اور اگر کہیں بُرقَع وغیرہ ہے بھی تو وہ جاذِبِ نظر ہونے کے سبب نامناسِب۔ پھر جوان عورت کا آزادی کے ساتھ گھر کے باہَر آنا جانا ہزار فتنے کھڑے کرتا ہے، کالج کی وہ طالِبات جو وہاں کے لڑکوں سے بے تکلُّف ہو جاتی ہیں ان میں سے شاید ہی کسی کی "آبرو" سلامت رہتی ہو! ان کے عِشق و فِسق کے قصّے روز ہی اخبارات میں چَھپتے ہیں، مرضی کی شادی میں اگر ماں باپ رکاوٹ بنتے ہیں تو جذبات میں آکر کئی لڑکے اور لڑکیاں خود کُشی کی راہ لیتے ہیں۔ لڑکی پڑھ لکھ کر اگر دفتَری نوکَری اختیار کرے تو پھر اُس میں گناہوں کے سلسلے کا مزید اندیشہ ہے، دفاتر میں بے پردَگی اور غیر مردوں کے ساتھ بے تکلُّفی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہوتا ہے۔ ہر غیرت مند مسلمان اِس کے دُنیوی اور اُخْرَوی نقصانات کو سمجھ سکتا ہے۔[1]

نرس کی نوکری کرنا:

مروجہ بے پردگی والی نرس کی نوکری حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی وردی پہنائی جاتی ہے۔ جس سے شرعی پردے کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ نیز مردوں کو انجکشن لگانے، بلڈ پریشر ناپنے، مرہم پٹی کرنے وغیرہ کے لیے نامحرموں کے بدنوں کو چھونے کے حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام کرنے پڑتے ہیں۔ نرس کی نوکری کرنا عورت پر ضروری تو نہیں۔ یہ کام مرد بھی کرسکتے ہیں۔ ملازمت وغیرہ کا مقصد حصول دولت ہوتا ہے تاکہ ضروریات زندگی کو پورا کیا جاسکے۔

---

(1)... قادری، پردے کے بارے میں سوال وجواب، ص:176

اس کے لیے ہزارہا گھریلو کسب میں سے کوئی بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا ضرورت ہے نوکریوں کے ذریعے دھکے کھانے اور گناہ حاصل کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ سمجھ و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مریدنی پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی:

عورت کا اپنے پیر و مرشد سے بھی اسی طرح پردہ ہے، جس طرح دیگر نامحرموں سے۔ عورت اپنے پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی اور نہ ہی اپنے سر پر ہاتھ پھروائے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد اعلی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے۔ ایسا کرنا ناجائز اور دونوں گنہگار"۔[1]

مرد و عورت کا مصافحہ کرنا:

مرد و عورت آپس میں ہاتھ نہیں ملا سکتے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" جس نے کسی اجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا (یعنی ہاتھ ملایا) وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہو گا"۔[2]

مرد سے چوڑیاں پہننا:

نامحرم کے ہاتھ سے عورت کا چوڑیاں پہننا، گناہ و حرام اور دونوں کے لیے جہنم

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ

(2)... سمرقندی، قرة العیون، ص:28

میں لے جانے والا کام ہے۔

پردے کے بال دوسروں کی نظر سے بچائیں:

موئے زیر ناف اُتار کر ایسی جگہ پھینکنا درست نہیں، جہاں دوسروں کی نظر پڑے۔ عورتوں کے لیے لازم ہے کہ کنگھا کرنے یا سر دھونے میں جو بال نکلیں، انھیں کہیں چھپا دیں کہ غیر مرد کی اُن پر نظر نہ پڑے۔

حیض کا کپڑا ایسی جگہ نہ پھینکیں جہاں دوسروں کی نظر پڑے۔(1)

عورت مرد سے کب علاج کرواسکتی ہیں؟

اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر نہ ملے تو بامر مجبوری عورت ڈاکٹر کو حسب ضرورت اپنے جسم کا بیماری والا حصہ دکھا سکتی ہے اور اب طبیب ضرورتاً چھو بھی سکتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ جسم ہرگز نہ کھولے۔

عورت کا اپنا سر منڈوانا کے حکم:

عورت کا اپنا سر منڈوانا حرام ہے۔(2)

اور مردانہ وضع و قطع پر بال کٹوانا ناجائز و حرام ہے۔(3)

---

(1)... انظر: الفتاوی الهندیہ للعالمگیری

(2)... بریلوی، فتاوی رضویہ، ج:22، ص:664

(3)... شامی، ردالمحتار، ج:9، ص:671

پردے سے متعلق مدنی پھول:

1. اگر غیر مردوں سے بامجبوری بات کرنی پڑے تو سخت لہجے میں بات کریں۔
2. کسی غیر محرم کو سلام میں پہل نہ کریں، اگر وہ سلام کرے تو صرف اتنی بلند آواز سے جواب دیں کہ خود سن سکیں، اسے سنانے کی ضرورت نہیں۔
3. اگر دروازے پر دستک ہو تو باہر نہ نکلیں بلکہ اندر ہی سے بات کریں اور وہ بھی سخت لہجہ میں۔
4. بازار سے منگوانے والی چیزیں مردوں سے منگوائیں، جب تک شدید مجبوری نہ ہو خود نہ نکلیں۔
5. سکول وٹیوشن وہاں پڑھیں جہاں کوئی غیر محرم مرد نہ ہو۔
6. اگر گھر میں شرعی پردہ کا انتظام نہیں ہے۔ دیور، جیٹھ اور دیگر افراد ایک ہی جگہ رہتے تو اُن سے بلاضرورت گفتگو نہ کریں، نہ اُن کے قریب بیٹھیں، باریک اور تنگ کپڑے پہننے سے بچیں، آدھے بازو والے کپڑے بالکل نہ پہنیں، چہرہ ہتھلیاں، پاؤں اور گٹوں کے علاوہ تمام بدن کو اچھی طرح چھپا کر رکھیں، اوڑھنی اس انداز میں اچھے طریقے سے سر پر لیں کہ جہاں سے عادتاً سر کے بال اُگنا شروع ہوتے ہیں۔ وہ حصہ کان، گردن اور سینے کا اُبھار چھپ جائے۔ ایسا دوپٹہ نہ لیں جس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہو ویا بار بار سر سے سرک جاتا ہو۔
7. ناول اور دیگر ڈائجسٹ پڑھنے سے بچیں۔
8. ضرورت ہو تو گھریلو کسب اختیار کریں۔ مثلاً سلائی، کڑھائی، دھلائی وغیرہ۔

9. شادیوں اور دیگر تقریبات پر جانے سے بچیں کہ ایسے موقعوں پر بے پردگی اور گناہوں سے بچنا ناممکن ہے۔

10. ہمیشہ شرعی پردہ کرنے اور بے پردگی سے بچنے کی کوشش کریں۔

بدنگاہی کا انجام:

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا"۔

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"عورت کے محاسن کی طرف نظر کرنا ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور جو شخص حرام چیزوں سے اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا۔ قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں آگ کی سلائی پھیری جائے گی"۔[1]

زانی کا انجام:

حضور نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"زانیوں کے چہرے آگ سے بھڑکائے جائیں گے"۔[2]

تاجدار انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:235

(2)... منذری، الترغیب و الترھیب، ج:3، ص:206

"ساتوں آسمان اور زمینیں زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرم گاہوں کی بد بو اہل دوزخ کو بھی اذیت میں مبتلا کر دے گی"۔[1]

امام الانبیاء، خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"شب معراج ہم ایک تنور کے پاس پہنچے۔ اس میں شور و غل اور آوازیں تھیں۔ ہم نے اس سوراخ میں جھانکا تو دیکھتے ہیں کہ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں ہیں۔ ان کے نیچے سے ان کے پاس شعلہ آتا ہے۔ جب وہ شعلہ ان کے پاس آتا ہے تو وہ چیختے چلاتے ہیں۔ میرے استفسار پر بتایا گیا: یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں"۔[2]

حضور نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"زانی قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہرے آگ کی طرح بھڑک رہے ہوں گے، وہ اپنی بدبودار شرمگاہوں کی وجہ سے مخلوق میں پہچانے جائیں گے، ان کی شرم گاہیں بدبودار ہوں گی، ان کو منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا، جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو حضرت مالک علیہ السلام ان کو آگ کی ایسی قمیص پہنائیں گے کہ اگر اس کو اونچے اور مضبوط پہاڑ کی چوٹی پر لمحہ بھر کے لئے رکھ دیا جائے تو وہ جل کر راکھ ہو جائے پھر حضرت مالک علیہ السلام فرمائیں گے: اے عذاب کے فرشتو! ان زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو جس طرح کہ یہ حرام دیکھتے تھے، ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ دو جس طرح کہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے، ان کے پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے باندھ دو جس طرح کہ

---

(1)... ایضاً، ج:2 ، ص:209

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:1929

یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔

عذاب کے فرشتے کہیں گے: ہاں! ہاں! ضرور، تو وہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو زنجیروں میں جکڑ دیں گے اور ان کی آنکھیں آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے تو وہ چیخ و پکار کرتے ہوئے فریاد کریں گے: اے عذاب کے فرشتو! ہم پر رحم کرو، ایک لمحہ کے لئے تو ہم سے عذاب کم کر دو۔ فرشتے کہیں گے: ہم تم پر کیسے رحم کریں جبکہ رب العالمین قہار و جبار جل جلالہ تم پر غضب فرماتا ہے"۔[1]

ایک دروازہ نہ بند کر سکی:

شہر بصرہ کا رئیس ایک دن اپنے باغ میں گیا تو باغبان کی بیوی کے حسن و جمال پر اس کی نظر پڑ گئی تو رئیس نے باغبان کو کسی بہانے سے باہر بھیج دیا اور عورت سے کہا: کہ تمام دروازے بند کر دو۔ عورت نے آکر کہا: میں نے مکان کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں لیکن ایک دروازہ میں بند نہیں کر سکتی ہوں۔ رئیس نے پوچھا: وہ کون سا دروازہ ہے؟ عورت نے کہا: وہ دروازہ ہمارے اور خدا کے درمیان کا ہے۔ رئیس شرمندہ ہو کر توبہ و استغفار کرنے لگا۔[2]

ہاتھ جلا ڈالا:

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین ترین عورت کے پاس سے ہوا۔ اس پر

---

(1)... سمرقندی، قرة العيون، ص:35

(2)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:70

نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہو گیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ عورت نے کہا، جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتی کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پا لیا۔ عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت و تعجب سے پوچھا: یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟ عورت نے کہا: جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پا لیا تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہو جاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔

مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلاء ہوتے ہوئے کہا، اگر یہ بات ہے تو اللہ کی قسم! میں بھی آئندہ کبھی بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔[1]

❀ ❀ ❀

---

(1)... ابن جوزی، ذم الھوی، ص:219

باب نمبر 9

حقوق العباد

اسلام میں حقوق العباد کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اِن کی تفصیل بھی کافی بڑی ہے۔ البتہ بعض کا بیان یہاں کیا جاتا ہے۔

والدین کے حقوق:

والدین کے حقوق سے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔[1]

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے مراد یہ ہے کہ اُن کے ساتھ بھلائی کرے اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور جواب دینے میں اُن کے ساتھ سخت کلامی نہ کرے۔ نہ انھیں گھور کر دیکھیں اور نہ ہی اُن سے اپنی آواز بلند کرے۔ بلکہ اُن کے سامنے اپنے آپ کو یوں تصور کرے جیسے آقا کے سامنے غلام ہوتا ہے"۔[2]

والدین کے مقام و مرتبہ اور حسن سلوک پر اور بھی قرآنی آیات ہیں۔ فی زمانہ اولاد کا برتاؤ والدین کے ساتھ بہت بُرا ہے۔ اولاد اُن کی قدر و منزلت کو بھول گئی ہے۔ دنیا کی محبت میں مگن اور شیطان کے جالوں میں پھنسی ہوئی اولاد نے والدین کی عزت کرنا چھوڑ دی ہے۔ والدین کو آنکھیں دکھانا، سخت لہجے میں بات کرنا، ان کی

---

(1)... النساء:36

(2)... مکی، الزواجر، ج:2، ص:248

نافرمانی پر کمر بستہ رہنا تو عام ہے۔ والدین کے نافرمانوں کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں بتارہا ہوں کہ تین گناہ سب سے بڑے گناہ ہیں، کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا"۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اس بات کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم نے یہ آرزو کی (کاش) آپ (کی طبیعت کا جلال اس وقت) کم ہو جائے"۔(1)

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جنت کی خوشبو پانچ سو سالہ راہ کی مسافت سے سونگھی جاسکے گی۔ مگر نیکی کر کے جتانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا اس کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے"۔(2)

سرکار دوعالم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین گناہ وہ ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے کوئی نیک عمل فائدہ مند نہیں ہوتا۔ (اور وہ یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی اور میدان جہاد سے

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:167

(2)... منذری، الترغیب الترھیب، ج:2، ص:251

بھاگ جانا"۔[1]

شہنشاہ بنی آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب گناہوں میں جس (کی سزا) کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے روز قیامت تک مؤخر کر دیتا ہے۔ (دنیا میں سزا نہیں دیتا) سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ اسی زندگی میں مرنے سے پہلے سزا دے دیتا ہے"۔[2]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"جس رات مجھے معراج کرایا گیا۔ اس رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا، جو آگ کی شاخوں میں لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے والدین کو بُرا بھلا کہتے تھے"۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ جب والدین کے نافرمان کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو دباتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تین قسم کے لوگوں کو ہوگا۔ ایک مشرک، دوسرا زانی اور تیسرا ماں باپ کا نافرمان۔[4]

والد کا حق:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً، ص:253

(3)... ذہبی، کتاب الکبائر، ص:72

(4)... ایضاً

"کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ اسے غلام پائے تو خرید کر آزاد کر دے"۔(1)

والد کا مقام:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی رضا، باپ کی رضا مندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے"۔(2)

جنت کا دروازہ:

امام الانبیاء، خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے۔ اب تیری مرضی اسے ضائع کرے یا محفوظ رکھے"۔(3)

حسن سلوک کا زیادہ مستحق کون؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک شخص حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:1971

(2)... ایضاً، ج:1، الرقم:1962

(3)... ایضاً، الرقم:1961

عرض کرنے لگا: یارسول ﷺ میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری والدہ۔ اس شخص نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس شخص نے پھر عرض کی۔ اس کے بعد کون؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: تمہاری ماں۔ وہ شخص پھر عرض گزار ہوا: اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ"۔[1]

مقام جہاد:

حضرت عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

"ایک شخص نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت چاہی کہ وہ جہاد کرنا چاہتا ہے تو سرکار مکرم ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس شخص نے عرض کی: جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان دونوں کی خدمت کرو، کیونکہ یہی (ان کی خدمت) تمہارے لیے مقام جہاد ہے"۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک آدمی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: میں جہاد پر جانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی موجود ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں والدہ ہیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اس کی خدمت کرتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔ جب تم یہ

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:909

(2)... ایضاً، الرقم:910

کر و گئے تو (صرف جہاد ہی کا ثواب نہیں بلکہ) پھر تم حاجی بھی ہو، عمرہ کرنے والے بھی ہو اور جہاد کرنے والے بھی ہو"۔[1]

عمر میں اضافہ:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"بے شک انسان اپنے گناہوں کی بنا پر رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی عمل نہیں ٹال سکتا اور عمر میں اضافہ صرف والدین کی خدمت سے ہو سکتا ہے"۔[2]

مشرکہ ماں سے صلہ رحمی کا حکم:

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں:

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی۔ حالانکہ وہ مشرکہ تھی (اور زمانہ جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق سے دیدی تھی) تو میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا اور عرض کیا: کہ یہ اسلام سے اعراض کرتی ہے کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو"۔[3]

---

(1)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:2، ص:243

(2)... ایضاً، ص:244

(3)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:2427

چادر بچھادی:

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور تاجدار کائنات ﷺ کو مقام جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرماتے دیکھا۔ جبکہ ایک عورت آئی اور وہ نبی کریم ﷺ کے بالکل قریب آگئی تو اس کے لیے آپ نے اپنی چادر بچھادی۔ وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضور ﷺ کی والدہ ہے جس نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔[1]

حضرت خضر کی زیارت:

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" ایک دفعہ میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہوا تو میں نے پوچھا: مجھے یہ سعادت کس عمل کی وجہ سے ملی ہے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی برکت ہے"۔[2]

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے آداب اور طریقے:

- والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنا یہ بھی ہے کہ وہ جو بھی حکم دیں، اس میں ان کی اطاعت کی جائے۔ جب تک وہ کام کرنا حرام اور گناہ نہ ہو۔
- نفل نماز اور نفلی عبادات پر والدین کے حکم کو مقدم کرے۔

---

(1)... تبریزی، مشکوۃ المصابیح، ج:2، الرقم:4718

(2)... صفوری، نزهة المجالس، ج:1، ص:524

- والدین جن کاموں سے منع کریں اولاد پر لازم ہے کہ وہ ان سے اجتناب کریں۔
- اولاد پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کے لیے مال خرچ کرے۔
- اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین کی خواہش اور پسند کو اپنا مطلوب بنائیں اور اس کو تلاش کریں۔
- والدین کی پسند کو پسند کرنا اور پورا کرنا واجب ہے۔
- والدین کے ساتھ ادب واحترام اور وقار وشائستگی کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔
- والدین کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ کرے اور نہ ہی چلا کر بولے۔
- والدین کی طرف گھور کر نہیں دیکھنا چاہیے۔
- اپنے ماں باپ کو اُن کا نام لے کر نہ بلائے
- راہ چلتے وقت احتراماً والدین کے دائیں طرف تھوڑا پیچھے ہو کر چلے۔
- ماں باپ کی اگر کوئی بات طبیعت کو پسند نہ آئے اور دل پر گراں گزرے تو صبر کرے۔[1]

وعظ ونصیحت:

اے خدا کی بندی! اپنے والدین کی عزت کر، اُن کا ہر وہ حکم جو خلاف شرع نہ ہو، اسے پورا کر۔ اسلام نے والدین کو جو مقام ومرتبہ دیا ہے، اسے چند جملوں یا صفحوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ والدین کے اولاد پر جو احسانات ہیں اولاد انھیں اتار نہیں سکتی۔

(1)... ابن جوزی، کتاب البروصلہ، ص:65

اُن کی خدمات کا بدلہ نہیں دے سکتی، اُن کی شفقتوں کا بدلہ نہیں دے سکتی۔ نماز، روزے کے پابند اور نیک نظر آنے والے لوگ بھی اگر والدین کی نافرمانی کریں تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے نافرمانوں میں ہی لکھتا ہے۔

اللہ کے ہاں نافرمان:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے موسی علیہ السلام! جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی، میں اسے نیک لوگوں میں لکھ دیتا ہوں۔ مگر جو میرا فرمانبردار ہونے کے باوجود والدین کا نافرمان ہو۔ میں اسے اپنے نافرمانوں میں لکھ دیتا ہوں۔(1)

والدین کے نافرمان نماز قبول نہیں:

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اُس شخص کی نماز قبول نہیں کی جاتی، جس کے ماں باپ اس سے ناراض ہوں اور وہ اس پر ظلم کرنے والے نہیں"۔(2)

مشرک والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم:

معاذ اللہ اگر کسی کے والدین مشرک ہوں اور وہ اولاد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کا یہ کہنا نہیں مانا جائے گا۔ مگر اس کے

---

(1)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:562

(2)... ابن جوزی، کتاب البروصلہ، ص:95

باوجود ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔[1]

والدین کی نافرمانی کرنے والوں کو بسا اوقات ایسی سزا ملتی ہے کہ وہ دنیا میں بھی لوگوں کے لیے عبرت بن جاتے ہیں۔

والدہ سے بُرا سلوک کرنے والے کا انجام:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"ایک شخص تھا جو اپنی ماں کے سامنے جب وہ اس سے بات کرتی تو وہ بار بار گدھے کی طرح آوازیں نکالتا اور پھر اس سے کہتا تو تو بس گدھی ہی ہے۔ پھر وہ مر گیا (اور اس کو دفن کر دیا گیا) اب وہ ہر روز عصر کے بعد قبر سے اپنا سر سینے تک باہر نکالتا ہے، جو گدھے کے سر کی طرح ہوتا ہے اور تین دفعہ ہنہناتا ہے اور پھر دوبارہ اپنی قبر میں لوٹ جاتا ہے"۔[2]

جہنم کی آگ سے حجاب:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

(1)... لقمن:15

(2)... ابن جوزی، کتاب البروصلہ، ص:106

”جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ وہ بوسہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہو گا“۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:462

خاوند کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں عورت کو جو مقام و مرتبہ اور فضیلت عطا کی ہے اور جن خوبیوں سے اسے نوازہ ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ عورت کے وجود سے جو معاشرتی زندگی خوشگوار ہے یہ کسی سے مخفی نہیں اور اس کی خوبیاں محتاج بیان نہیں۔ خاوند کو خوش رکھنا، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور گھریلو نظام کو احسن انداز میں چلانے کی صفات صرف اسی کے اندر ہے۔

قرآن مجید کے اندر متعدد آیات مستقل عورت سے متعلق ہیں۔ جن میں اس کے حقوق کو بیان کیا گیا اور اس کی خوبیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

حصول سکون کا ذریعہ:

عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے حصول سکون کا ذریعہ بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾

وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین (آرام) پائے۔[1]

جنتی عورتیں:

مرد کو جنت میں جن نعمتوں سے نوازہ جائے گا۔ اُن میں نیک سیرت عورتیں بھی

---

(1)... الاعراف:189

ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِیۡهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ ۙ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ لَا جَآنٌّ﴾

ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جِنّ نے۔

آگے ارشاد فرمایا:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

پھر ارشاد فرمایا:

﴿کَاَنَّهُنَّ الۡیَاقُوۡتُ وَ الۡمَرۡجَانُ﴾

گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔[1]

ان مذکورہ بالا آیات میں عورتوں کی تعریف کرنے کے ساتھ اُن کی کچھ خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ یہ اور دیگر قرآنی آیات شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گوناں گو خوبیوں سے نوازہ ہے اور انھیں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ اسے واضح کیا گیا ہے۔

شریعت مطہرہ نے مردوں پر بھی عورتوں کے بہت سے حقوق بیان کیے ہیں اور ہر مسلمان مرد پر لازم ہے کہ اُن کے حقوق ادا کرے، ورنہ وہ بارگاہ خداوندی میں ایک مجرم کی طرح پیش ہو گا۔ بہر حال اسلام میں عورت کو جو مقام و مرتبہ ملا ہے اسے چاہیے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ کیونکہ کسی اور مذہب نے عورت کو وہ مقام نہ دیا جو اسلام نے دیا ہے۔

---

(1)... الرحمن:56تا58

مرد عورتوں پر حاکم ہیں:

مگر یاد رہے عورت کو بے شمار فضیلتیں اور خوبیاں حاصل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مرد کو اس پر برتری دی ہے۔ اور مالک کائنات نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾

مرد افسر ہیں عورتوں پر۔[1]

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عورتوں کو ان (مردوں کی) اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں اور ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت کی سرانجام دہی کریں"۔[2]

اس آیت سے واضح ہوا کہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ مرد حاکم ہیں اور عورتیں محکوم۔ لہٰذا ہر مسلمان عورت پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو جس میں اس نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے دل و جان سے تسلیم کرے اور کسی بھی طرح کے شیطانی وسوسوں کا شکار نہ ہو۔ بیوی پر فرض ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت کرے۔ اسے ہر لحاظ سے خوش رکھنے کی کوشش کرے، اس کا ہر وہ حکم مانے جو خلاف شرع نہ ہو، اس کی خدمت کو سعادت سمجھے، اس کے حقوق کو پورا کرنے میں ہرگز

---

(1)... النساء:34

(2)... مرادآبادی، خزائن العرفان،تحت النساء،34

کوتاہی نہ کرے، خود تکالیف برداشت کرے مگر خاوند کو خوش رکھے۔

شوہر کا بیوی پر حق:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یہ میری بیٹی شادی سے انکار کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس لڑکی سے فرمایا: اپنے باپ کی بات مان لے تو وہ عرض کرنے لگی: قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ میں اُس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک آپ مجھے یہ نہ بتادیں کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کا بیوی پر حق یہ ہے کہ اگر شوہر کے بدن پر رسنے والے زخم ہوں تو بیوی انھیں چاٹے یا اُس کے ناک سے پیپ یا خون نکلے۔ پھر عورت اسے نگل لے تو بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ لڑکی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر حق بنا کر بھیجا، میں کبھی شادی نہیں کروں گی۔ (کیونکہ مجھ سے شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔)“[1]

تشریح وتوضیح:

حضور ﷺ کا لڑکی کو فرمانا کہ اپنے باپ کی بات مان لے۔ مشورتاً ہو گا، کیونکہ اگر حکم ہوتا تو لڑکی پر فرض ہو جاتا کہ وہ شادی کرے اور لڑکی انکار نہ کر سکتی تھی۔ نیز خون پیپ کا حقیقتاً پینا مراد نہیں، کیونکہ یہ چیزیں ناپاک و حرام ہیں۔ بلکہ مبالغہ کے طور پر فرمایا گیا کہ خاوند کا عورت پر حق اتنا بڑا ہے کہ وہ ادا نہیں کر سکتی، اگرچہ اپنی جان کو

---

(1)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:2، ص:41

تکلیف میں ڈال کر خاوند کے جسم کے زخموں سے نکلنے والا خون اور پیپ چاٹ لے۔ جو عورتیں اپنے شوہر کی خدمت تو کرتی ہیں۔ مگر اُن کا یہ ذہن ہوتا ہے کہ میں نے خاوند کا حق ادا کیا وہ اپنی اس غلط فہمی کو دور کریں اور یہی سمجھیں کہ میں حق خاوند ادا نہ کر سکی اور آخری سانس تک زیادہ سے زیادہ خدمت کرتی رہے۔

اگر سجدہ تعظیمی کا حکم ملتا:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر شوہر اپنی عورت کو حکم دے کہ احمر پہاڑ کو اسود کی جگہ یا اسود پہاڑ کو احمر کی جگہ اٹھا کر لے جائے تو عورت کی فرمان برداری یہی ہے کہ ایسا کرنے پر کمر بستہ ہو جائے"۔(1)

تشریح وتوضیح:

ظاہر ہے کہ ایسا حکم کوئی خاوند بھی اپنی بیوی کو نہیں دے گا کہ ایک پہاڑ کو دوسری جگہ اور دوسرے کو پہلی جگہ منتقل کرے، مگر یہ ارشاد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ خاوند کا ہر حکم جو خلاف شرع نہ ہو اس کو پورا کرنا لازم ہے اور عورت پر خاوند کا حق بہت زیادہ ہے اور اگر شریعت میں کسی کو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا جاتا تو عورت کو ملتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور یہ فرمان عورت پر خاوند کی فضیلت و برتری ظاہر

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:1852

کرتاہے۔

سب سے زیادہ حق:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے پوچھا: لوگوں میں سے عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے شوہر کا، میں نے عرض کیا: پھر لوگوں میں سے مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اس کی والدہ کا"۔[1]

تشریح وتوضیح:

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ حق عورت پر اس کے خاوند کا ہے۔ لہذا خدمت واطاعت میں عورت خاوند کو مقدم رکھے، والدین اور اولاد سے پہلے خاوند کے حقوق ادا کرے اور پھر اِن کی طرف متوجہ ہو۔ بعض عورتیں شروع شروع میں تو خاوند کی خوب خدمت کرتی ہیں مگر جب اولاد مل جائے تو پھر اولاد کو زیادہ ترجیح دیتی ہیں۔ خاص طور پر بڑھاپے میں تو بھول ہی جاتی ہیں۔ ان کی یہ عادت ناانصافی، ناشکری اور خاوند کے حقوق ادا نہ کرنے پر شاہد ہے۔ ایسی عورت گنہگار اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہے، اسے توبہ کرکے اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

اس حدیث میں ہے کہ مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی والدہ کا ہے، لہذا مرد پر

---

(1)... منذری، الترغيب و الترهيب، ج:2، ص:40

لازم ہے کہ وہ اپنی والدہ کو بیوی، بچوں، بہن، بھائیوں پر ترجیح دے اور والدہ کا حق ان سے پہلے ادا کرے، اگر بیوی اور والدہ کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو والدہ کا حق ان سے پہلے ادا کرے۔ اگر بیوی اور والدہ کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو نہ تو والدہ کو اور نہ ہی بیوی کے حقوق کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے پر ترجیح دے۔ بلکہ ایسی راہ نکالنے کی کوشش کرے کہ والدہ اور بیوی دونوں کے حقوق کی حفاظت ہو۔

جنت کے دروازے:

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار عالی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرتی رہے تو (قیامت کے دن) اسے فرمایا جائے گا۔ جنت کے جس دروازے سے تو چاہتی ہے داخل ہو جا"۔[1]

تشریح وتوضیح:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق کسی ایک دروازے سے داخل ہوں گئے۔ مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گئے جنھیں اختیار دیا جائے گا وہ جس دروازے سے چاہیں داخل ہو جائیں، ان میں وہ عورت بھی ہے جس کے اندر چار خصوصیات ہوں۔

---

(1)... ایضاً

1. پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرتی ہو، نہ نمازوں کو چھوڑنے اور نہ ہی بلا اجازت شرعی قضا کرنے والی ہو۔
2. ماہ رمضان کے تمام روزے رکھنے والی ہو۔
3. اپنی پارسائی کی حفاظت کرنے والی ہو یعنی اپنے شوہر کے سوا کسی کی طرف آنکھ نہ اٹھانے والی، کسی غیر مرد سے بے تکلف نہ ہونے والی، اگر شوہر باہر ہو تو اپنی عزت کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کرنے والی، گناہوں سے بچنے والی، عیب کی جگہوں پر نہ جانے والی اور ہر حال میں باپردہ رہنے والی۔
4. شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والی اور یہ اطاعت و فرمانبرداری آخری سانس تک ہو۔

جس عورت کا شوہر اس سے راضی ہو:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے تاجدار کائنات ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی“۔[1]

تشریح وتوضیح:

عورت کو چاہیے کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے شوہر کو راضی رکھنے کی ہمیشہ کوشش کرے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے کسی ایک کو موت آجائے تاکہ وہ

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:1854

اس حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو اور اُس کا شوہر اس سے راضی ہو۔ امید ہے کہ اللہ ایسی عورت کے گناہوں کو معاف کر کے ہمیشہ کے لیے اس جہنم سے محفوظ رکھے۔

عورت کی جنت اور جہنم:

حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ان کی پھوپھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ وہ بولی: جی ہاں۔ فرمایا: تم اپنے شوہر کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہو؟ اس نے عرض کی: جہاں تک میرے بس میں ہو سکے میں اس کی نافرمانی نہیں کرتی۔ ارشاد فرمایا: تم شوہر کے نزدیک کیسی ہو؟ (کیا اسے خوش رکھتی ہو؟) کیونکہ وہ تمہاری جنت بھی اور دوزخ بھی"۔[1]

تشریح وتوضیح:

حدیث مبارکہ کے الفاظ وہ تمہاری جنت بھی ہے اور دوزخ بھی مطلب یہ کہ اگر عورت نے اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی، اسے خوش رکھا، ہر حال میں اسے راحت پہنچانے کی کوشش کی، اسے دکھ، غم، پریشانی دینے سے بچی رہی تو جنت میں جائے گی۔ اور اگر اس کے برعکس ہوا کہ نہ تو شوہر کی فرمانبرداری کرے، نہ اسے خوش رکھے، نہ اسے راحت پہنچائے، بلکہ اسے دکھ، غم اور پریشانیوں میں مبتلا کر دے، بات بات پر جھگڑا کرے اور حاجت سے زائد اخراجات مانگے۔ الغرض عورت کی نافرمانیوں سے

(1)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:2، الرقم:40

اس کا خاوند اس سے ناراض ہو تو وہ جہنم میں جائے گی۔

ہر چیز لعنت کرتی ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے باہر جاتی ہے۔ جبکہ خاوند اس کو ناپسند کرتا ہے تو آسمان میں ہر ہر فرشتہ اور جن اور انسانوں کے علاوہ جس چیز کے پاس سے گزرتی ہے۔ وہ چیز بھی اس کے واپس گھر آجانے تک لعنت کرتی ہے"۔[1]

تشریح وتوضیح:

ان عورتوں کے لیے اس حدیث میں سخت وعید ہے جو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر ان مقامات پر جاتی ہیں، جہاں جانے سے خاوند ناراض ہو اور جو بات بات پر بگڑ کر شوہر کا گھر چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی رضا مندی کو پیش نظر رکھے، اگر وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتے ہوئے اُن مقامات پر جاتی جہاں نہیں جانا چاہیے تو یاد رکھے کہ وقت تو گزر جائے گی البتہ گناہ اس کے ذمہ باقی رہ جائے گا۔

فرشتوں کی لعنت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور پر نور، شافع روز محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ایضاً، ص:46

"جب عورت اپنے شوہر سے (غصہ کی وجہ سے) الگ بستر پر رات گزارے تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ عورت شوہر کے پاس آجائے"۔[1]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"شوہر جب اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (شرعی عذر کے بغیر) انکار کر دے تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے"۔[2]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی مرضی اور ضرورت و خواہش کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو، نہ ہی بیماری وغیرہ ہو۔ جس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کی خواہش کی رعایت واجب ہے ورنہ فرشتوں کی لعنت کی مستحق ہوگی جب تک کہ شوہر کو خوش نہ کرے۔ چاہے کسی بھی طرح سے ہو، بات چیت کے ذریعے یا تکمیل خواہشات کے ذریعے۔

مفسلہ اور مسوفات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے، حضور ﷺ نے مفسلہ پر اور ایک حدیث مبارکہ میں مسوفات پر لعنت فرمائی ہے۔[3]

مفسلہ تو وہ عورت ہے کہ اس سے جب شوہر ارادہ کرے تو کہہ دے میں حائضہ ہوں اور مسوفات وہ عورت ہے کہ اس سے جب شوہر ارادہ کرے تو ٹالتے ہوئے کہتی

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:5194

(2)... ایضاً، الرقم:5193

(3)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:161

رہے، اچھا آ رہی ہوں یہاں تک کہ نیند آ جائے۔[1]

تشریح وتوضیح:

اس سے معلوم ہوا کہ بلا عذر جھوٹ یا بہانا بنانا اور ٹالنا جیسا کہ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے درست نہیں۔ تاہم دونوں کے لیے ایک دوسرے کی صحت کی رعائیت ضروری ہے۔ اگر بیماری یا صحت کی وجہ سے مضر ہو تو شوہر کو بھی اس کا خیال رکھنا لازم ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ مرد کو کسی نہ کسی طرح خوش رکھیں اور اس کی ہر ضرورت خصوصاً انسانی ضرورت کا تاکید سے خیال رکھیں۔ عورتوں کو اس کی خدمت کی تاکید کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: کہ جب شوہر بلائے تو آ جائے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر وہ کھانا پکا رہی ہو، روٹی کے جلنے، خراب ہونے یا ناقص ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی اس کی خواہش اور ضرورت کا خیال رکھے۔ اسی طرح ایک عورت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی اور اس نے پوچھا کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے، اگرچہ وہ پلان کی لکڑی پر ہو اور ایک حدیث میں ہے اگر وہ تنور پر (چولہے پر) کیوں نہ ہو۔[2]

جنت کی حور کی بد دعا:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ایضاً

(2)... قادری، سنی تحفہ خواتین، ص:302 تا 304

"اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں پریشان کرتی ہے، تو اس کی (جنتی) حور عین بیوی اسے کہتی ہے کہ اسے مت پریشان کرو، اللہ تمہارا بھلا نہ کرے وہ تمہارے پاس تھوڑے ہی دن رہنے والا ہے۔ عنقریب تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس چلا آئے گا"۔[1]

تشریح وتوضیح:

عورتوں کا اپنے شوہر کو غربت، بیماری، کمزوری، سیدھے پن یا کسی اور وجہ سے تنگ کرنا، اس کی خوش دلی سے خدمت نہ کرنا، اس کے حقوق کو ادا نہ کرنا، بات بات پر جھگڑا کرنا، آمدن سے زائد اخراجات کا مطالبہ کرنا، بری عادات ہیں اور یہ خاوند کو پریشان کرنا ہے۔ ایسی عورتوں کو حور عین بد دعا دیتی ہیں کہ اللہ تمہارا بھلا نہ کرے۔ لہذا مسلمان عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو تنگ نہ کرے، بلکہ اس مختصر سی زندگی میں جہاں تک ہو سکے اسے خوش رکھے اور حور عین کی بد دعا سے بچے اور شوہر کو خوش رکھ کر اپنے رب کی رضا حاصل کرے۔

خاوند کو خوش رکھنے کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے عورتوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور اپنے شوہر کی خوشیوں کو پیش نظر رکھو، اگر عورت جان لے کہ اس کے خاوند کا کیا حق ہے تو صبح و شام کا کھانا لے کر

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:2014

کھڑی رہے"۔[1]

تشریح وتوضیح:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کو خوف خدا کی ترغیب دلاتے ہوئے انھیں خاوند کو خوش رکھنے کا حکم دیا ہے یعنی عورت اُن چیزوں کو پیش نظر رکھے، جن سے خاوند خوش اور جن سے ناخوش ہوتا ہو اور ہمیشہ خاوند کی خدمت میں مصروف رہے۔ خاوند جس وقت کھانے کی خواہش رکھے یا چائے یا کوئی اور مشروب پینے کا پابند ہے تو عورت وقت کا دھیان رکھے اور مانگنے سے پہلے ہی یہ چیزیں فراہم کرے، اسی طرح خاوند کی دیگر ضروریات کو مانگنے سے پہلے ہی انتظام کر دے۔ جب خاوند باہر سے گھر آئے تو ایسا انتظام کرے کہ گھر آتے ہی اسے راحت وسکون میسر آئے اور وہ اپنی بیوی کی خدمات سے دلی خوشی محسوس کرے۔

حدیث مبارک کے الفاظ صبح و شام کا کھانا لے کر کھڑی رہے۔ حقیقت ہے کہ جب حقوق خاوند کی معرفت ہو گی تو عورت کی یہی کوشش ہو گی کہ خاوند کی خواہش سے پہلے ہی کھانے کا انتظام کرلوں اور جیسے ہی طلب فرمائیں تو فوراً پیش کر دوں۔

کن کی نماز سروں سے اوپر نہیں جاتی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"دو افراد کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی۔ ایک اپنے مولا سے بھاگا ہوا

---

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:145

غلام جب تک واپس نہ آجائے۔ دوسرا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے والی عورت جب تک نافرمانی سے باز نہ آجائے"۔[1]

تشریح وتوضیح:

جو عورتیں نمازیں بھی ادا کرتی ہیں اور دیگر نیک اعمال بھی بجالاتی ہیں۔ مگر اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں، ان کے لیے یہ سخت وعید ہے کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب نماز قبول نہیں ہوتی جو کہ فرض ہے تو دیگر نفلی عبادات کیسے قبول ہوتی ہوں گی۔ نافرمان صرف وہ عورت نہیں ہے جو ہر حکم میں نافرمانی کرتی ہے بلکہ وہ عورت بھی نافرمان ہے جو بعض احکام میں نافرمانی اور بعض میں فرمانبرداری کرتی ہیں۔

جنتی عورت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں جنتی مردوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں (ضرور ارشاد فرمائیں) فرمایا: نبی جنتی ہیں، صدیق جنتی ہیں اور وہ شخص جو اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے کسی دور دراز شہر پہنچے، یہ ملاقات صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہو تو ایسا شخص بھی جنتی ہے۔ کیا تمہیں میں جنتی عورتوں کے بارے نہ بتاؤں؟ ہم عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ ارشاد ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: (خاوند سے) محبت کرنے والی، بچے پیدا کرنے والی عورت کہ جب وہ

---

(1)... منذری، الترغیب وا لترھیب، ج:2، ص:45

ناراض ہو یا کسی محرومی کا سامنا کرنا پڑے یا اس کا شوہر غصے ہو جائے تو کہے یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں اس وقت تک آنکھ میں سرمہ بھی نہ لگاؤں گی جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔ (یہ عورت جنتی ہے۔)"[1]

تشریح وتوضیح:

حضور ﷺ نے جس جنتی عورت کی نشاندہی کی ہے، اس کے اوصاف بھی بیان کیے ہیں۔ یعنی خاوند سے محبت کرنے والی اور یہ محبت شروع شروع میں یا مال و دولت یا حصول خواہش کے لیے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور جوانی بڑھاپے ہر حال میں یکساں ہو۔ بچے پیدا کرنے والی ہو، اور اگر غربت و تنگدستی کے دن آ جائیں یا شوہر کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑے یا اس کا شوہر اس سے ناراض ہو جائے تو ایسی تمام صورتوں میں بھی شوہر سے خوش رہے، تکالیف کی شکایت نہ کرے، صبر کا دامن تھامے، خاوند کی ناراضگی پر گھر چھوڑ کر نہ جائے۔ بلکہ اسے راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ اگر کوئی عورت اس طرح زندگی گزارتی ہے تو وہ جنت کی حقدار ہے۔ اللہ رب العزت اپنے بے پایاں فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کر کے جنت میں جگہ عطا کرے گا۔

بہترین عورت:

تاجدار عرب و عجم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عورتوں میں بہتر وہ ہے جو پاک دامن اور خاوند سے محبت کرنے والی ہو، اپنی

---

(1)... ایضاً، ص:43

ناموس کی حفاظت کرنے والی اور شوہر سے غایت درجہ (رضائے الٰہی کے لیے) محبت کرنے والی ہو"۔[1]

جہاد جتنا اجر و ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک خاتون امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور بولی یارسول اللہ ﷺ میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ یہ جہاد اللہ تعالیٰ نے مردوں پر فرض فرمایا ہے۔ اگر وہ ٹھیک جہاد کریں تو انہیں اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور اگر جہاد میں قتل ہو جائیں تو زندہ ہوتے ہیں۔ اپنے اللہ کے ہاں روزی پاتے ہیں جبکہ ہم عورتوں کی جماعت ان کے بعد ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی رہتی ہیں۔ تو ہمیں اس سے کیا ثواب حاصل ہوتا ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: عورتوں میں سے جس سے بھی تمہاری ملاقات ہو اسے میرا یہ فرمان پہنچا دو کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنا اور اس کے حقوق کا اعتراف کرکے اسے پورا کرتے رہنا۔ اس (جہاد کے اجر و ثواب) کے برابر ہے اور تم میں بہت کم عورتیں ہیں جو ایسا کرتی ہیں"۔[2]

خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:169

(2)... منذری، الترغیب والترھیب، ج:2، ص:40

"کسی عورت کے لیے درست نہیں کہ وہ شوہر کی موجودگی میں روزہ رکھے۔ مگر یہ کہ شوہر کی اجازت سے رکھ سکتی ہے اور ایک حدیث میں ہے اس نے اگر روزہ رکھا تو بھوکی پیاسی رہی قبول نہ کیا جائے گا"۔[1]

خلع حاصل کرنے والی عورت:

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت بلا وجہ اپنے خاوند سے خلع کرے وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گی"۔[2]

شوہر سے طلاق مانگنے والی:

حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت اپنے خاوند سے بغیر شدید ضرورت کے طلاق کا سوال کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"۔[3]

شُہدا کا قرب:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اس کے حق کو ادا کرے، نیک باتوں کو

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:2، الرقم:5196

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:1189

(3)... ابن ماجہ، السنن، ج:1، الرقم:2055

قبول کرے، نفس اور مال کی خیانت سے پرہیز کرے (تو ایسی عورت کا) جنت میں شہیدوں سے ایک درجہ کم ہو گا۔ اگر شوہر بھی اس کا مومن اور بہتر اخلاق والا ہے تو یہ عورت اسے ملے گی ورنہ ایسی عورت کی شادی اللہ شہیدوں سے کر دے گا"۔[1]

عہد نبوی کا واقعہ:

ایک مرتبہ کسی صحابی نے سفر پر جانے سے پہلے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ تم نے میرے واپس آنے تک بالائی منزل سے نیچے نہیں اترنا۔ اس خاتون کا والد نچلی منزل پر رہتا تھا وہ شدید بیمار ہوا تو اس خاتون نے کسی کی معرفت نبی کریم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے شوہر کی حکم کی پابندی کرو، کچھ عرصہ بعد اس کا والد فوت ہو گیا۔ اس نے دوبارہ نبی کریم ﷺ سے اپنے والد کی تکفین میں شریک ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اپنے شوہر کی ہدایت کی پابندی کرنے کا اسے حکم دیا۔ یہاں تک کہ اس کے والد کو دفن کر دیا گیا۔ لیکن وہ عورت بالائی منزل سے نیچے نہ اُتری۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اپنے شوہر کی فرمانبرداری کی وجہ سے اس کے والد کی مغفرت فرما دی گئی ہے۔[2]

قیامت میں سب سے پہلا سوال:

حضور سید الانبیاء، خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" قیامت کے دن عورتوں میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:144

(2)... ہمدانی، ذخیرة الملوک، ص:134

گا۔ پھر شوہر کے متعلق سوال ہوگا کہ اسکے ساتھ کیسا برتاؤ کیا تھا؟"[1]

اللہ کی محبوب بندی:

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اس عورت کو محبوب (یعنی پسند) رکھتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت رکھنے والی، خوش مزاج اور دوسرے مرد سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو"۔[2]

بیوی پر شوہر کے حقوق:

1. جب شوہر بیوی کی طرف راغب ہو تو اسے منع نہ کرے۔
2. شوہر کی اجازت کے بغیر گھر کی کوئی چیز کسی کو نہ دے۔
3. شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔
4. شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔
5. شوہر کے عیوب (اپنے رشتہ داروں یا دوسرے) لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔
6. شوہر سے ناجائز مطالبات نہ کرے۔
7. شوہر کی خوشی اور غم میں برابر کی شریک ہو۔
8. شوہر کے بارے میں بدگمانی کا شکار نہ ہو۔

---

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:16، ص:166

(2)... ایضاً، ص:145

9. خود پاکیزہ رہے اور جو چیز شوہر کو ناپسند ہو اس سے گریز کرے۔

10. اولاد کو بد دعا نہ دے۔[1]

❁ ❁ ❁

(1)... ہمدانی، ذخیرۃ الملوک، ص:135

اولاد کے حقوق

اسلام نے تمام رشتوں کا لحاظ رکھا اور سب کے حقوق بیان کیے ہیں۔ جس طرح خاوند پر بیوی کے اور بیوی پر خاوند کے حقوق ہیں، اولاد پر والدین کے، ہمسائے کے، رشتہ داروں کے اور مسلمانوں کے حقوق ہیں۔ اسی طرح والدین پر اولاد کے حقوق ہیں۔ اولاد سے والدین اور والدین سے اولاد کے حقوق بارے روز محشر پوچھا جائے گا۔ ہر فرد اپنی جگہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا مکلف ہے۔ لہذا والدین کو بھی اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں"۔[1]

جس طرح والدین کے حقوق بہت زیادہ ہیں اسی طرح اولاد کے حقوق بھی کافی ہیں۔ جنھیں والدین کو مد نظر رکھنا اور پورا کرنا ضروری ہے۔

والدین کا کردار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اسی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے

(1)... انظر: كنزالعمال للمتقى

ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں"۔[1]

بچے کے نیک یا بد ہونے میں والدین کا کردار سر فہرست ہے۔ والدین اولاد کی جس نہج پر تربیت کریں گئے۔ اولاد بڑی ہو کر اسی نظریات کی حامل ہو گی۔ اس لیے والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی خالص اسلامی تعلیم کے مطابق پرورش و تربیت کریں اور یہ تعلیم و تربیت بہت چھوٹی عمر سے ہی شروع کر دیں کہ جو عادات بچپن میں بچہ کے اندر داخل ہوں گی، بڑے ہو کر وہ کم ہی چھوٹیں گی۔

اولاد کو ادب سکھانا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے"۔[2]

رسول اکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی والد اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیتا"۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انھیں اچھا ادب سکھانے کی کوشش

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:6634

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:2017

(3)... ایضاً، الرقم:2018

کرو"۔[1]

والدین کو چاہیے کہ جیسے ہی بچے تین یا چار سال کے ہوں۔ اگر خود درست مخارج کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا جانتے ہیں تو خود پڑھائیں ورنہ کسی صحیح العقیدہ سنی قاری کی خدمات حاصل کریں۔ صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی کی کتاب کتاب العقائد اور مفتی خلیل احمد برکاتی کی کتاب ہمارا اسلام کی مدد سے عقائد صیحہ کی تعلیم دیں۔ شروع ہی سے حضور نبی مکرم ﷺ ، آپ کی آل، ازواج مطہرات، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اولیاء عظام، علمائے اہل سنت بالخصوص سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان کی محبت وعقیدت کا درس دیں۔

یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اولاد ماں باپ کے پاس اللہ کی امانت ہے اور قیامت کے روز والدین سے اولاد کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ اس امانت کی مثال اس آئینے کی مانند ہے جو تمام اچھائیوں اور برائیوں کا عکس قبول کرتا ہے۔ آپ اس جوہر کو جس طرف مائل کریں گئے۔ یہ اسی طرف جھک جائے گا۔

جس طرح والدین بچپن میں بچے کو آگ یا پانی (کی ہلاکت) سے بچاتے ہیں تاکہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اسی طرح انہیں چاہیے کہ اس بچے کو آخرت کے عذاب سے بھی بچانے کی کوشش کریں تاکہ وہ ابدی ہلاکت کا شکار نہ ہو اور آخرت کے عذاب سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ بچپن ہی سے بچے کو اچھے اخلاق کی تعلیم دی جائے۔ دنیاوی محبت کی نفرت اس کے دل میں پیدا کی جائے۔ بچے میں سب سے پہلے جو خرابی پیدا ہوتی ہے وہ کھانے کا لالچ ہے اس سے بچوں کو کھانے کے آداب کی تعلیم دینی چاہیے۔ کھانا

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:2، الرقم:3671

ایثار کرنے کی تلقین کریں، بچوں کو رنگین یا ریشمی کپڑے پہننے سے بھی روکنا چاہیے۔ بلکہ ایسے بچوں کی دوستی سے بھی روکیں جو رنگ برنگے کپڑے پہن کر عیش پسند زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیونکہ انہی چیزوں کی وجہ سے بچے جھوٹ، چغلی، حسد، غیبت، خود پسندی، تکبر، لالچ، بخل اور فریب جیسی مہلک عادات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو گالیاں دینے یا فحش گفتگو کرنے، لعنت، ملامت کرنے، فضول گفتگو کرنے اور بہت زیادہ ہنسنے سے روکنا چاہیے۔ اسی طرح عمر رسیدہ اور بزرگ لوگوں کے سامنے ادب واحترام کا مظاہرہ کرنے کی تاکید کرنی چاہیے۔ سات برس کی عمر میں اسے پاکیزہ وطہارت اور نماز کا پابند کریں۔ کیونکہ اس عمر میں شرعی احکام سیکھنے کا پابند ہو جاتا ہے۔ جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔ اس عمر سے اپنے اور کسی دوسرے کے ساتھ نہ سلائیں، بلکہ الگ پلنگ یا چارپائی پر سلائیں۔ جب جوان ہو جائے تو شادی کر دیں۔ اولاد کو جائیداد سے محروم نہ کریں، بلکہ جس کا جتنا حق بنتا ہے وہ دیں، بعض لوگ اپنے کسی وارث کو بالخصوص بیٹی کو اس سے محروم رکھتے ہیں، ایسا نہ کریں۔[1]

حسن سلوک کا مستحق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں کس کے ساتھ بھلائی کا سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے ساتھ اس نے عرض کی، میرے والدین زندہ نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کے ساتھ اچھا

---

(1)... مآخوذاز: مشعلة الارشاد للبریلوی و ذخیرة الملوک للہمدانی

سلوک کرو، کیونکہ جس طرح تمہارے والدین (تمہارے اچھے سلوک) کے مستحق ہیں، اسی طرح تمہارا بیٹا بھی (تمہارے حسن سلوک کا) مستحق ہے۔[1]

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"ایک عورت میرے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی۔ میں نے وہ اسے دیدی۔ اس نے وہ کھجور پکڑی، اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں بیٹیوں کو دیدیئے۔ خود اس نے کچھ نہیں کھایا۔ پھر وہ عورت اٹھی اور اپنی بیٹیوں سمیت چلی گئی۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں کی ذمہ داری نصیب ہو، وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے (بچاؤ کے لیے) رکاوٹ ہو جائیں گی"۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیا ہے۔ (یا یہ فرمایا) اس عمل کی وجہ سے اسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے"۔[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں (اور پھر ان

---

(1)... ہمدانی، ذخیرۃ الملوک، ص:135

(2)... ایضاً، الرقم:6569

کی شادی کر دے) توجب قیامت کے دن وہ آئے گا تو میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا"۔[1]

والدین لڑکیوں کو سلائی، کڑھائی اور کھانا پکانے سکھائیں، سورہ نور کی تعلیم دیں، بیٹیوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کریں، نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کریں۔ شادی، برات میں جہاں ناچ گانا ہو، ہرگز نہ جانے دیں، ریڈیو اور دیگر آلات موسیقی گانے وغیرہ ہرگز نہ سننے دیں۔ جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے، فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے۔[2]

❁ ❁ ❁

(1)... ایضاً، ص:145

(2)... انظر: مشعلۃ الارشاد للبریلوی

ہمسائے کے حقوق

ہمساؤں کے حقوق کے متعلق اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ﴾

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے۔[1]

حسن سلوک کی تاکید:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ پڑوسی سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنادیں گئے"۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھ پڑوسی کے حقوق کی وصیت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے گمان کرلیا کہ وہ ہمسایہ کو وراث بنادیں گئے"۔[3]

---

(1)... النساء:36

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:951

(3)... ایضاً، الرقم:952

سخت وعید:

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"بخدا وہ مومن نہیں، بخدا وہ مومن نہیں، بخدا وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کے شر اور فساد سے محفوظ نہیں"۔(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"وہ ایماندار نہیں، جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں"۔(2)

حضور نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو، جب یہ ہمسایہ اپنے گھر میں رات بسر کرے تو اس کی شرارت سے امن میں ہو۔ بلاشبہ مومن تو وہ ہے کہ اس کی ذات کو بھی اس سے فائدہ ہو اور دوسرے لوگ بھی راحت میں ہوں"۔(3)

ہمسائے کا مقام:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ عرب و عجم ﷺ

---

(1)... ایضاً، الرقم:952

(2)... ایضاً، الرقم:953

(3)... منذری، الترغیب الترهیب، ج:2، ص:271

نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے ہمسائے کو دکھ دیا۔ اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا اس نے اللہ کو دکھ پہنچایا۔ (یعنی اس کی نافرمانی کی، کیونکہ اللہ کو کوئی دکھ پہنچا سکتا ہی نہیں) جس نے اپنے پڑوسی کے ساتھ لڑائی کی تو اس نے میرے ساتھ لڑائی کی اور جس نے میرے ساتھ لڑائی کی بلاشبہ اس نے اللہ کے ساتھ لڑائی کی۔ (اور ہے جو کوئی اللہ کے ساتھ لڑ سکے؟)"[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ فرمایا: آج ہمارے ساتھ وہ شخص نہ بیٹھے، جس نے اپنے ہمسائے کو اذیت پہنچائی ہو۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: میں نے اپنے ہمسائے کی دیوار کی بنیاد میں پیشاب کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم آج ہمارے پاس مت بیٹھو"۔[2]

سرکار عالی وقار ﷺ کی وصیت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جبکہ آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ناقہ جدعاء پر سوار تھے۔ فرما رہے تھے: میں تمہیں ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے یہ بات اتنی زیادہ مرتبہ کہی کہ

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً، ص:273

میں نے (دل میں کہا) کہ آپ شاید ہمسائے کو وارث قرار دے دیں گئے"۔[1]

ہمسائے کا تحفہ حقیر نہ جانو:

تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے مسلمان عورتو! کوئی عورت جس کو اپنی پڑوسن کی طرف سے کوئی چیز بھیجی گئی ہے۔ اس کو حقیر نہ جانے، اگرچہ وہ بھیجی گئی چیز بکری کی کھری ہو"۔[2]

قیامت کے دن:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"(قیامت کے دن) کئی ہمسائے اپنے ہمسائے کے دامن کو پکڑے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گئے۔ اے میرے پروردگار! اس میرے ہمسائے سے پوچھ کہ اس نے مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کر لیا تھا اور اپنی زائد ضرورت چیزوں سے مجھے کیوں محروم رکھا تھا"۔[3]

پڑوسی کا حق:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم، شفیع

---

(1)... ایضاً

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:954

(3)... منذری، الترغیب الترهیب، ج:2، ص:275

امت ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرو اور جب قرض مانگے تو اس کو قرض دو اور جب محتاج ہو تو اس کو عطا کرو اور جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب اسے کوئی خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور اسکی وفات پر جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اس کی ہوا روک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ مگر اس میں سے کچھ اسے بھی بھیج دو اور پھل وغیرہ خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ بھیجو۔ ورنہ چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہو گا، تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پورے طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں۔ وہی ہیں جن پر اللہ کی مہربانی ہے۔ برابر پڑوسی کے بارے میں حضور ﷺ وصیت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گئے۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

بعض کے تین حق ہیں، بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ دار ہو اس کے تین حق ہیں:

1. ہمسائیگی حق
2. حق اسلام
3. حق قرابت

اور جو پڑوسی مسلم غیر قرابت دار ہو، اس کے دو حق ہیں:

1. حق پڑوسی
2. حق اسلام

اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق ہے۔ حق ہمسایہ"۔[1]

ہمسائے کو دکھ دینے والی عورت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے، بہت صدقہ کرتی ہے اور کثرت سے روزے رکھتی ہے۔ لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ (نفلی) روزے کم رکھتی ہے۔ (نفلی) نمازیں بہت کم پڑھتی ہے اور صرف پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے۔ فرمایا: وہ جنت میں جائے گی"۔[2]

جس کا ہمسایہ بھوکا ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... ابن جوزی، کتاب البر والصلہ، ص:169

(2)... منذری، الترغیب الترھیب، ج:2، الرقم:274

"جو شخص رات کو پیٹ بھر کر سویا، حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہے تو وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا۔

ایک دوسری روایت میں ہے وہ شخص ایماندار نہیں، جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو"۔(1)

ہمسائے کو تکلیف نہ دو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء، خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے"۔(2)

ایک دوسری روایت میں ہے:

"جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کا اکرام کرے"۔(3)

اللہ کے ہاں بہترین ہمسایہ:

تاجدار کائنات، فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے حق میں بہتر ہے

---

(1)... ایضاً، ص:275

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:955

(3)... ایضاً، الرقم:956

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ہے"۔[1]

حضرت عبدالرحمن بن قراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ایک روز حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وضو کیا تو صحابہ کرام نے وضو کا پانی لے کر اپنے چہرے اور بدن پر مسح کرنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اس کام پر کیا چیز تمہیں آمادہ کرتی ہے۔ عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ اور رسول سے محبت کرے یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کریں تو وہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرے اور جو اس کے پڑوس میں رہتا ہے اس کے ساتھ احسان کرے"۔[2]

ہدیہ قریبی ہمسایہ کو بھیجو:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ہمسائے ہیں، ان میں سے کس کے پاس میں ہدیہ بھیجوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جس کا دروازہ تمہارے قریب ہے۔ اس کے پاس ہدیہ بھیجو"۔[3]

---

(1)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:2009

(2)... ابن جوزی، کتاب البروصلہ، ص:168

(3)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:957

ہمسایہ کا خیال رکھنا:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”میرے خلیل ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ جب تم سالن بناؤ تو اس میں شوربہ زیادہ بناؤ اور پھر اپنے پڑوسیوں کو اس کی مناسب مقدار بھیج دو“۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے گھر بکری ذبح کی گئی، جب آپ تشریف لائے تو پوچھا کیا تم نے اپنے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا ہے۔ (آپ نے دو مرتبہ پوچھا) میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے متواتر پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ پڑوسی کو وارث بنا دیں گئے۔[2]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کا خادم بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ آپ نے اپنے خادم کو فرمایا: جب تم گوشت بنالو تو تقسیم کا آغاز یہودی ہمسائے سے کرنا۔ آپ نے یہ الفاظ کہہ کر پھر یہودی ہمسائے کے بارے تاکید کی تو خادم نے کہا: آپ کتنی مرتبہ دہراتے چلے جائیں گئے۔ آپ نے فرمایا: حضور ﷺ ہمیں ہمساؤں کے بارے میں برابر نصیحت اس قدر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ کہیں ہمسائے کو وارث نہ قرار دے دیا جائے“۔[3]

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:3، الرقم:6563

(2)... ترمذی، السنن، ج:1، الرقم:2007

(3)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:569

چالیس گھر ہمسایہ ہوتے ہیں:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ میں بنی فلاں کے محلے میں قیام پذیر ہوں اور مجھے سب سے زیادہ اذیت وہ شخص پہنچاتا ہے جو میرا سب سے زیادہ قریبی پڑوسی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ مسجد میں آئے، دروازے پر کھڑے ہو گئے اور زور زور سے اعلان فرمانے لگے: (لوگو) سن لو چالیس گھروں تک (دائیں، بائیں، آگے، پیچھے) ہمسائے ہوتے ہیں اور وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کی شرارت سے خائف ہو"۔(1)

ہمساؤں کے حقوق کا اجمالی بیان:

- ہمسائے کو سلام کرنے میں پہل کریں۔
- اگر انھیں دکھ پہنچے تو تعزیت کریں۔
- بیمار ہو تو عیادت کریں۔
- فوت ہو جائے تو جنازہ میں شرکت کریں۔
- ہمسائے کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہ دیں۔
- اگر اسے خوشی میسر ہو تو مبارک باد دیں۔

(1)... منذری، الترغيب الترهيب، ج:2، الرقم:271

- ان کے بچوں سے پیار کریں۔
- ان کے گھر کھانے، فروٹ اور دیگر اشیا کا ہدیہ بھیجیں۔
- پڑوسی کے گھر نہ جھانکیں۔
- اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں۔
- اگر ہمسایہ زیادتی کرے تو درگزر کریں۔
- ان کے بچوں کے سامنے گھر کھانے والی چیزیں نہ لے کر جائیں یا پھر کچھ بچوں کو بھی دے دیں۔
- بلاضرورت ان کے مکان سے اونچا مکان نہ بنائیں۔
- قرض مانگے تو قرض دیں۔
- محتاج ہو تو عطا کریں۔
- پڑوسی کی طرف سے ملنے والے ہدیہ کو حقیر نہ جانیں۔
- دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں اس کی خیر خواہی کریں۔

❁ ❁ ❁

باب نمبر 10

ایصال ثواب

قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دنیا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں۔ زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ فقہ و عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث شریف سے بھی ایصال ثواب کا جائز ہونا ثابت ہے۔

سعد کی ماں کے لیے کنواں:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ سعد کی والدہ فوت ہو چکی ہے تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا (بہترین صدقہ ہے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے"۔(1)

مردہ کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"ایک شخص حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اس کی وجہ سے وہ (صدقہ و خیرات کے بارے میں) کوئی وصیت نہیں کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں وصیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ

---

(1)... ابوداؤد، السنن، ج:1، الرقم:1430

صدقہ کرنے کی ہدایت کرتی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں "۔(1)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے۔ اسی پر علما کا اتفاق ہے"۔(2)

اس کے علاوہ ان حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں:

(۱) میت کے ایصال ثواب کے لئے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر یا نل لگوا کر یا سبیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔

(۲) میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۱۱۳ پر ہے کہ۔

مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریاد رس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔

(۳) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابہ علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

(۴) کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، ج:1، الرقم:2222

(2)... انظر: المنهاج للنووی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اے اللہ عزوجل! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۵) غریب، مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت سعد نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

(٦) کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغا کہنے سے بکرا یا مرغا حرام نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت سعد صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئرِ ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔

بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصال ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا' چالیسویں دن ثواب پہنچانا۔ تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا بلکہ یہ تخصیصات محض عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کر رکھی ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں

کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہیں یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف سے ہم سنی مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسویں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جارہا ہے بہرحال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو ایصال ثواب کے تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے مثلاً۔

تیجہ کی فاتحہ:

مرنے سے تیسرے دن بعد قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور کچھ بتاشے یا چنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لئے جائز اور بہتر ہے لہٰذا اس کو کرنا چاہیے۔

چالیسویں اور برسی کی فاتحہ:

مرنے کے چالیسویں دن بعد ہی کچھ کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں لہٰذا ان کو کرتے رہنا چاہیے۔

شب برأت کی فاتحہ:

شب برأت میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا ایصال ثواب میں داخل ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

کونڈوں کی فاتحہ:

رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں رکھتے ہیں اور حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی فاتحہ دلاتے ہیں اسی طرح ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے مگر یہ جاہلوں کا طریقہ عمل ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب "داستان عجیب" لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا اس کو نہیں پڑھنا چاہیے مگر فاتحہ دلانا چاہیے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ و حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ وغیرہ تمام بزرگان دین کی فاتحہ دلانا جائز اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں لہٰذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہیے کہ یہی مذہب حق ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراط مستقیم سے بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالخیر

فرمائے۔[1]

ایصال ثواب سے متعلق اہم نصیحت:

مردوں کو ایصال ثواب کرنے کے لیے جو بھی صدقہ و خیرات کریں وہ صرف اور صرف جائز اور حلال مال سے ہو۔ اگر ناجائز و حرام مال سے کریں گئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا نہ آپ کو نہ مردوں کو۔ اللہ پاک ہے اور پاک طیب ہی قبول فرماتا ہے۔ قل خوانی بھی ایصال ثواب میں داخل ہے، قل خوانی، تیجہ، ساتہ، چالیسواں اور سالانہ فاتحہ دلانے کے لیے اگر آپ کے پاس روپے نہیں ہیں کہ آپ پھل، فروٹ، مٹھائیاں، چنے اور اچھا کھانا پکا کر تقسیم کریں، تو ہر گز کسی سے اُدھار لے کر یہ کام نہ کریں۔ بلکہ جو کھانا آپ گھر میں کھاتے ہیں، وہ کسی غریب کو کھلا کر خود فاقہ سے رہیں اور تلاوت قرآن مجید، کلمہ شریف، درود پاک اور دیگر ذکر و اذکار کا ثواب مردے کو بخش دیں۔ یاد رہے ایصال ثواب کے جتنے بھی طریقے ہیں یہ فرض و واجب نہیں ہے۔ بلکہ جائز و نفل ہیں۔

اگر کوئی اپنے فوت شدگان کو ایصال ثواب نہیں کرتا تو وہ گنہگار نہیں ہو گا۔ مگر جو لوگ ایصال ثواب کرتے ہیں، ان کو منع کرنا اور اس کام کو حرام و بدعت کہنا یہ ناجائز ہے اور ایسا شخص مجرم ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں جواب دینے کے لیے تیار رہے کہ جس عمل خیر کا ہونا احادیث سے ثابت ہے اس کو منع کرتا اور مسلمانوں کو عمل خیر سے روکتا ہے۔

---

(1)... اعظمی، جنتی زیور، ص:471 تا 475

- جو لوگ ایصال ثواب نہیں کرتے اُن کو یہ نہیں کہیں گئے کہ لازمی کرو۔ مگر ترغیب ضرور دلائیں، جس طرح دیگر نیک اعمال کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔
- ایصال ثواب کرتے رہیں کہ اس سے کرنے والے اور مردہ دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس عمل کو کبھی بھی ترک نہ کریں۔

ستر ہزار مردہ بخش دیا:

ایک عورت نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آکر عرض کیا: میری بیٹی فوت ہوگئی ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھ سکوں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عشاء کے بعد چار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورہ تکاثر ایک مرتبہ پڑھ کر لیٹ جا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک پڑھتے پڑھتے سو جا۔ تیری ملاقات تیری بیٹی کے ساتھ ہو جائے گی۔

عورت نے ایسا ہی کیا۔ جب سو گئی تو اس نے خواب میں اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اسے گندھک کا لباس پہنا کر ہاتھوں میں آگ کی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئی ہیں۔ وہ گھبرا کر بیدار ہوئی اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا: آپ نے سن کر فرمایا: کچھ صدقہ کر شاید اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ جس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نورانی تاج ہے۔ اس نے دیکھ کر عرض کی: آپ مجھے پہچانتے

ہیں؟ حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا: نہیں۔

لڑکی نے کہا: میں وہی ہوں جس کی والدہ نے آپ سے میری ملاقات کے لیے پوچھا تھا اور آپ نے پڑھنے کو وظیفہ بتایا تھا۔ اس پر خواجہ حسن بصری نے فرمایا: اے بیٹی! تیری والدہ تو تیری حالت کچھ اور ہی بتارہی تھی، مگر میں اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر لڑکی نے عرض کی: جیسے میری والدہ نے بیان کیا تھا اس طرح صرف میری ہی حالت نہیں بلکہ اس قبرستان میں ستر ہزار مردہ تھا، جن کو عذاب ہو رہا تھا۔

ہماری خوش نصیبی یہ ہے کہ ہمارے قبرستان کے پاس سے ایک شخص گزرا اور اس نے درود شریف پڑھ کر ثواب ہمیں بخش دیا۔ تو اللہ نے اس درود شریف کو قبول فرما کر ہم سب پر رحمت فرمائی اور عذاب سے نجات مل گئی اور سب کو یہ انعام واکرام عطا فرمایا جو آپ مجھ پر دیکھ رہے ہیں۔[1]

اپنے اس عمل کر ترک نہ کرنا:

باہیہ نامی ایک صالح خاتون کا واقعہ ہے کہ جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے آسمان کی طرف منہ کرکے یہ دعا کی: میرے پروردگار! میرا ذخیرہ اور توشہ سب کچھ تو ہی ہے۔ موت اور زندگی میں میں نے ہر حال میں تجھ پر ہی بھروسہ کیا۔ اب جب کہ میرا وقت آیا تو مجھے رسوانہ کرنا اور وحشت قبر سے بچانا۔

اس کا انتقال ہو جانے کے بعد اس کے بیٹے کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ہر جمعرات وجمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا اور کچھ قرآن شریف کی تلاوت کرکے اپنی ماں اور قبرستان کے تمام

(1)... انظر: سعادة الدارین للنبہانی و نزهة المجالس للصفوری

مدفونین کی ارواح کو ایصال ثواب کرتا، ان کے حق میں دعاو استغفار کرتا۔

اس نے بیان کیا کہ ایک بار میں نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا، سلام کرنے کے بعد میں نے دریافت کیا: پیاری ماں! آپ کس طرح ہیں؟ جواب دیا: موت کی تکالیف اور سختیاں تو بہت ہیں لیکن میں رب تعالیٰ کے فضل واحسان سے آرام میں ہوں۔ عالم برزخ میں میرے لیے فرش بچھا ہوا ہے اور سندس و استبرق کے گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کو کسی شے کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے کہا: نور چشم تم جو میری زیارت کو آیا کرتے ہو اور قرآن مجید پڑھ کر دعا کر جاتے ہو، اسے ترک نہ کرنا۔ اے میرے بیٹے! جمعرات وجمعہ کو تمہارے آنے سے ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب تم میرے پاس آتے ہو تو تمام مردے میرے قریب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے باہیہ تمہارے بیٹے کے آنے سے ہم سب مسرور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے اس معمول پر اور زیادہ پابندی سے عمل کیا اور اپنی والدہ نیز تمام مردوں کے لیے دعا کرتا رہا۔

پھر ایک بار اور میں نے خواب دیکھا۔ میرے پاس بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں اور میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہم اس قبرستان کے رہنے والے ہیں اور تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور تم سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنا وہ عمل خیر نہ چھوڑنا۔[1]

ایک قرآن مجید کا ثواب:

ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ قبروں سے مردے نکل کر کچھ چن رہے ہیں۔

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:227

جیسے لوگ پھل وغیرہ چنتے ہیں۔ انہی مردوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو ایک طرف مطمئن بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ متعجب ہوئے اور اس شخص سے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

اس نے جواب دیا: مسلمان جو کچھ تلاوت و دعا، صدقہ وغیرہ ایصال ثواب کرتے ہیں یہ لوگ اسی کو لے رہے ہیں۔ بزرگ نے پوچھا: مگر تم ان سے الگ تھلگ بے نیاز کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے جواب دیا: میرا بیٹا مجھے ایک ختم قرآن مجید کا ثواب خود پہنچا تا دیتا ہے۔ وہ فلاں بازار میں رہتا ہے۔

صبح ہوئی تو وہ بزرگ بازار گئے اور اس شخص کے بیٹے کو دیکھا تو ایک طرف وہ تجارت کرتا تھا اور دوسری طرف اس کے لب ہل رہے تھے۔ بزرگ نے پوچھا: تمہارے لب کیوں ہل رہے ہیں۔ اس نے کہا: میں روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنے باپ کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

اس بزرگ نے کچھ عرصہ بعد پھر خواب دیکھا اور اس نوجوان کے باپ کو بھی تمام مردوں کے ہمراہ کچھ چنتے ہوئے دیکھا۔ صبح کو جب انہوں نے بازار جا کر تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان تاجر کا انتقال ہو چکا ہے۔[1]

نورانی برتن:

ایک خاتون نے اپنی فوت شدہ سہیلی کو خواب میں دیکھا۔ وہ ایک تخت پر بیٹھی ہے اور اس کے نیچے ایک نورانی برتن ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ اس نے پوچھا: اس میں کیا

---

(1)... ایضاً، ص:228

ہے؟ اس کی سہیلی نے جواب دیا: اس میں وہ تحفہ رکھا ہے، جو کل رات میرے شوہر نے میرے لیے بھیجا ہے۔ بیداری کے بعد عورت نے اپنی سہیلی کے خاوند سے دریافت کیا کہ تو نے گذشتہ شب اپنی بیوی کو کیا ہدیہ روانہ کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: میں نے قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا تھا تو عورت نے اپنے خواب کا واقعہ اسے سنایا۔[1]

میرا سلام کہہ دینا:

ملک شام میں ایک شخص نے اپنے دوست کو جس کا انتقال ہو چکا تھا، خواب میں دیکھا۔ اس نے کہا: ذرا فلاں دوست کو میرا سلام کہہ کر شکریہ ادا کر دینا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہترین جزا سے نوازے اس نے مجھے قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب بخشا ہے۔[2]

ماں کی طرف سے کیا ہوا صدقہ مل گیا:

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھے نیند نے آلیا، میں جیسے ہی سویا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ قبریں پھٹ گئی ہیں اور اُن میں سے مردے نکل کر حلقہ بنا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اُن کے پاس کچھ تھال آئے، جو کپڑوں سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ قریب ہی ایک نوجوان کو طرح طرح کا عذاب مل رہا ہے۔

---

(1)... ایضاً، ص:228

(2)... ایضاً، ص:229

میں اس کی طرف گیا اور جا کر پوچھا: اے نوجوان! کیا وجہ ہے کہ ان مردوں میں سے صرف تمہیں ہی عذاب دیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! جاؤ اور جس بات کا اللہ نے حکم دیا ہے، اس کی تبلیغ کرو، امانت ادا کرو اور میری بے کسی پر رحم کھاؤ، شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے سے مجھے نجات عطا کر دے۔ جب سے میں فوت ہوا ہوں، تب سے میری ماں نے رونے وپیٹنے والی عورتوں کو جمع کر کے میرے غم میں رونے وپیٹنے کا کام شروع کیا ہوا ہے اور میری والدہ کے ناشائستہ کلمات کی وجہ سے مجھے سخت عذاب مل رہا ہے۔ اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے مجھے بھی رونا آ گیا۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ کے نیک بندے! میری ماں فلاں مقام پر رہتی ہے۔ تم اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ تو اپنے بیٹے کے عذاب کا باعث کیوں بنی ہوئی ہے؟ حالانکہ تو نے ہی تو میری پرورش کی اور مجھے دنیاوی مصائب سے بچایا اور اب مرنے کے بعد مجھے عذاب میں پھینکا ہوا ہے۔

اے میری ماں! اگر تو مجھے دیکھے کہ میری گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ فرشتے مجھے سزا دیتے اور جھڑکتے ہیں، تو ضرور تم مجھ پر رحم کھاؤ۔ لہٰذا یہ رونا، پیٹنا بند کرو اور اگر تم نے یہ رونا پیٹنا بند نہ کیا تو جس دن آسمان پھٹ جائیں گے، تو اس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے کہ اس دن لوگ فیصلے کے ہی منتظر ہیں۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: یہ خواب دیکھنے کے بعد میں گھبرایا ہوا اٹھا اور صبح تک اسی جگہ پریشانی کی حالت میں کھڑا رہا۔ صبح ہوئی تو میں

شہر میں داخل ہوا، وہاں بس میرا ایک ہی کام تھا اور وہ اس نوجوان کی والدہ کا گھر ڈھونڈنا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخر میں اس گھر پہنچ ہی گیا۔ دروازے پر ایک سیاہ پردہ تھا اور رونے پیٹنے والوں کی آوازیں گھر سے باہر آرہی تھیں۔

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی تو اس نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: میں اس نوجوان کی والدہ سے ملنا چاہتا ہوں جو فوت ہو چکا ہے۔ بوڑھی عورت نے کہا: اس سے تمہارا کیا کام؟ وہ تو اپنے غم میں مشغول ہے۔ میں نے کہا: اسے میری طرف بھیجو، میرے پاس اس کے بیٹے کا پیغام ہے۔ بوڑھی عورت نے نوجوان کی ماں کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اس نوجوان کی ماں اس حالت میں باہر آئی، کہ اس نے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اور رونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔

اس نے آکر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں صالح مری ہوں۔ گزشتہ رات میں نے قبرستان میں خواب کی حالت میں تیرے بیٹے کو عذاب کی حالت میں دیکھا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: اے میری ماں! تو نے میری پرورش کی، مجھے مصائب سے بچایا، اب میں فوت ہوا ہوں تو مجھے عذاب میں پھینک دیا۔ اگر تو اپنے عمل سے باز نہ آئی تو جس دن آسمان پھٹ جائیں گئے، اُس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس خاتون نے جب یہ پیغام سنا، تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور وہ زمین پر گر پڑی۔ جب اسے افاقہ ہوا تو بہت زیادہ روئی اور کہا: اے میرے بیٹے اگر مجھے تیرے حال کا علم ہوتا تو میں کبھی بھی یہ کام نہ کرتی۔ اس کے بعد وہ عورت گھر میں داخل ہوئی اور اس نے اپنا لباس بھی تبدیل کیا اور رونے پیٹنے

والوں کو بھی گھر سے نکال باہر کیا۔

پھر اس نے ایک تھیلی میرے حوالے کی اور مجھے کہا: اے صالح مری یہ درہم میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کر دو، پھر اگلے جمعہ کی رات کو میں حسب معمول قبرستان آیا تو وہاں میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے اہل قبور کو دیکھا کہ وہ قبروں سے باہر نکل کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن میں وہ نوجوان بھی خوش خوش بیٹھا ہوا ہے اور ان کے پاس کچھ تھال آئے، جن میں سے ایک اس نوجوان نے پکڑ لیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے صالح مری! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عذاب قبر اٹھالیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میری ماں نے وہ عمل چھوڑ دیا اور اس نے میری طرف سے جو صدقہ کیا تھا وہ مجھ تک پہنچا۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا یہ تھال کیسے ہیں؟ اس نے کہا: یہ ہمارے لیے تحائف ہیں، جو زندہ لوگ صدقہ، تلاوت قرآن اور دعا کی صورت میں بھیجتے ہیں۔ یہ ہر جمعرات کو ہم تک پہنچتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں نے بھیجا ہے۔ آپ میری ماں کے پاس جائیں، میری طرف سے ان کو سلام کرنے کے بعد کہنا: کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی جزا عطا فرمائے، تم نے جو صدقہ میرے لیے کیا تھا وہ مجھ تک پہنچ چکا ہے اور اے ماں! تم میرے قریب ہو بس تیاری کرو۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: پھر میں بیدار ہوا اور اس خواب کے کچھ دنوں بعد اس نوجوان کے گھر گیا، دیکھا کہ دروازے پر ایک میت کی چارپائی پڑی ہے۔ میرے استفسار پر لوگوں نے بتایا: کہ اسی نوجوان کی والدہ کی میت ہے، پھر نماز جنازہ کے بعد اس کی والدہ کو اس نوجوان کے پہلو میں دفن کر دیا گیا،

اس کے بعد میں نے ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت مانگی اور گھر لوٹ آیا۔[1]

کلمہ کی برکات:

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے بعض آثار کے سننے سے پتا چلا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، تو اس کی دوزخ سے نجات ہو جاتی ہے۔ میں نے اس وعدے کی خوشخبری کے پیش نظر یہ عمل اپنے لیے اور اپنے دیگر عزیز و اقارب کے لیے بھی کیا۔ میں نے کئی ایک نصاب مکمل کر لیے تھے، جنہیں میں آخرت کا توشہ خیال کرتا تھا۔

ان دنوں ایک گھر میں میرا اور ایک نوجوان کا ساتھ ہو گیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا: کہ یہ نوجوان صاحب کشف ہے اور اس پر جنت و دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور کم عمر ہونے کے باوجود لوگ اس کی عزت کرتے تھے مگر مجھے اس بارے میں شبہ تھا۔ ایک روز کچھ لوگوں نے ہماری دعوت کی اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے، کھانا کھانے کے دوران وہ نوجوان اچانک خوفناک چیخ سے رونے لگا اور اس کا سانس بھی پھول گیا۔ وہ اتنی زور سے چیخ رہا تھا کہ ہر شخص کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ بلا وجہ نہیں، بلکہ کسی وجہ سے رو رہا اور چیخ رہا ہے۔ اس نوجوان نے پھر مجھ سے کہا: چچا جان میری ماں کو دوزخ میں عذاب ہو رہا ہے۔

اس کی پریشانی دیکھ کر میں نے سوچا کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا جو نصاب میں نے اپنے لیے مکمل کر رکھا ہے اس کا ثواب اس کی ماں کو ایصال کر دیتا ہوں۔ اس

---

(1)... ذہبی، الکبائر، ص:333

طرح مجھے اس کی سچائی کی تصدیق بھی ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس حدیث کے راوی سچے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ میں نے وہ ستر ہزار مرتبہ جو کلمہ طیبہ پڑھا تھا جسے میرے اور میرے پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس نوجوان کی والدہ کو ایصال کر دیا۔ ابھی میں اپنے اس خیال سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا: چچا جان میری ماں کو جہنم سے نکال لیا گیا ہے۔

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس طرح مجھے دو فائدے ہوئے ایک تو مجھے حدیث مذکورہ کے راویوں کی صحت پر یقین ہو گیا اور دوسرا اس نوجوان کے کشف کی سچائی معلوم ہوئی اور اس کی تکذیب کرنے میں سلامت رہا۔[1]

❁ ❁ ❁

الحمد اللہ آج 18 جمادی الاخری 1434ھ کو یہ کتاب مکمل ہوئی۔

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:375